اردو کا کلاسیکی ادب
تذکرہ
مخزنِ نکات
از
قیام الدین قائم چاندپوری
مرتبہ
پروفیسر ڈاکٹر اقتدا حسن
مجلس ترقی ادب ○ لاہور

بعونِ صناعِ مکین و مکان و مفضلِ خلاقِ زمین و زمان

۷۱

اُردو کا کلاسیکی ادب

تذکرۂ مخزنِ نکات

قیام الدین قائمؔ چاندپوری

ناشر

مجلسِ ترقیِ ادب ۲۔ نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور

تذکرۂ مخزن نکات

★

جملہ حقوق محفوظ

طبع اول : نومبر ۱۹۶۶

تعداد : ۲۱۰۰

ناشر : سید امتیاز علی تاج ، ستارۂ امتیاز
ناظم مجلس ترقیِ ادب لاہور

مطبع : مطبع عالیہ لاہور

مہتمم : سید اظہارالحسن رضوی

ریکٹر ، دانش گاہ علوم شرقیہ ، نیپلز

پروفیسرڈاکٹر الیزیو بوسباچی کے نام ــــــــــ

فہرست

پیش لفظ : ۱۳ - ۱۴

مقدمۂ مرتب :

۱ - **مختصر سوانح مؤلف** - - - - - - ۱۵ - ۱۸

۲ - **مخزن نکات کا زمانۂ تالیف** - - - ۱۹ - ۲۶

قدامت کا تعین ۲۰ ؛ ۱۱۶۸ھ کے بعد کے اضافے ۲۳ ؛

۳ - **مخزن کے ماخذ** - - - - - - - ۲۶ - ۳۵

بیاض طالب ۲۷ ؛ تذکرۂ سودا یا بیاض طالب؟ ۲۸ ؛
بیاض عزلت ۳۰ ؛ مجمع النفائس ۳۲ ؛ نکات الشعرا ۳۳ ؛

۴ - **تذکرے پر ایک نظر** - - - - - ۳۵ - ۴۷

تین طبقات ۳۵ ؛ ریختہ ۳۶ ؛ زبان دکھن ۳۷ ؛
تلاش لفظ تازہ و ایہام کی مذمت ۳۷ ؛ تذکرے میں
تاریخ کا عنصر ۳۸ ؛ سیاسی حالات کی عکاسی ۳۹ ؛
سیرت نگاری ۳۹ ؛ شخصی روابط کی بازگشت ۴۱ ؛
مؤلف کا محل سکونت اور ہمسائے ۴۲ ؛ نقد و تبصرہ
۴۲ ؛ دیانت داری ۴۵ ؛ مؤلف کی فروگزاشتیں ۴۶ ؛

۵ - **مخزن کے نسخے** - - - - - - ۴۷ - ۵۰

دیباچۂ مؤلف : ۱ - ۳

طبقۂ اول : در بیان اشعار شعرای متقدمین - - - ۵ - ۳۲

طبقۂ دوم : در ذکر کلام سخن‌وران متوسطین - ۳۳ - ۸۰

طبقهٔ سوم : در بیان اشعار و احوال شعرای متاخرین ۸۱ - ۲۰۵
(فهرست اسما به ترتیب حروف تهجی)

الف

آبرو ، شاه مبارک - - - - - - - ۳۴
احسن ، احسن الله - - - - - - - ۵۵
احمد گجراتی - - - - - - - - ۱۸
آرام ، رائے پریم ناتھ - - - - - - ۱۸۳
آرزو ، سراج الدین علی خاں - - - - - ۳۴
آزاد ، فقیر الله - - - - - - - ۱۷
اشتیاق ، شاه ولی الله - - - - - - ۴۵
آشنا - - - - - - - - ۱۸۴
اعظم ، شاه محمد اعظم - - - - - - ۲۹
افضل ، محمد افضل - - - - - - - ۸
اکرم ، خواجه اکرم - - - - - - - ۱۷۶
امید ، قزلباش خاں - - - - - - - ۷۴
انجام ، نواب امیر خاں - - - - - - ۷۷
انسان ، اسد یار خاں - - - - - - - ۷۶

ب

بسمل - - - - - - - - ۱۶۵
بهار ، ٹیک چند - - - - - - - ۶۴
بهید ، میر میراں - - - - - - - ۱۷۴
بیان ، خواجه احسن الله - - - - - - ۱۲۶
بیتاب ، محمد اسماعیل - - - - - - ۵۹
بیتاب ، سنتوکھ رائے - - - - - - - ۱۹۴

بیدار ، میاں مہدی - - - - - - ۱۶۷
بیدل ، مرزا عبدالقادر - - - - - ۲۳
بے نوا - - - - - - - - ۵۸

پ

پاکباز ، میر مکھن - - - - - - ۶۱
پیام ، شرف الدین علی - - - - - ۵۶

ت

تاباں ، میر عبدالحئی - - - - - - ۱۴۵
تجرد ، میر عبداللہ - - - - - - ۱۷۴
تقی ، میر گھاسی - - - - - - ۱۶۷
تمکین ، صلاح الدین - - - - - ۱۴۴

ث

ثاقب ، شہاب الدین - - - - - ۶۱

ج

جعفر ، میر جعفر - - - - - - ۳۰
جولاں ، میاں رمضانی - - - - - ۱۶۵

ح

حاتم ، محمد حاتم - - - - - - ۶۰
حزیں ، میر باقر - - - - - - ۱۴۰
حشمت ، محتشم علی خاں - - - - - ۶۷
حشمت ، محمد علی - - - - - - ۶۵
حیرت ، مراد علی - - - - - - ۱۹۸

خ

خاکسار ، میر محمد یار - - - - - ۱۴۲

خسرو ، امیر خسرو - - - - - - ٦

د

دانا ، فضل علی - - - - - - ٧٢
درد ، خواجہ میر - - - - - - ١٠٢
درد ، کرم اللہ خاں - - - - - - ١١٦
دردمند ، محمد فقیہ - - - - - - ١٣٣

ر

رافت ، مہر علی - - - - - - ١٦
راقم ، لالہ بندرا بن - - - - - - ١٣٩
رسوا ، آفتاب رائے - - - - - - ١٦٨
رند ، مہربان خاں - - - - - - ٢٠٠
روحی - - - - - - - - ١٣

ز

زار ، مغل بیگ - - - - - - ١٧٨
زکی ، جعفر علی خاں - - - - - - ٦٣

س

سامان ، میر ناصر - - - - - - ٥٧
سجاد ، میر سجاد - - - - - - ٦٩
سراج اورنگ آبادی - - - - - - ٢٠
سعادت ، میر سعادت علی - - - - - - ٤٣
سعدی - - - - - - - - ٥
سلام ، نجم الدین - - - - - - ١٦٤
سلیمان - - - - - - - - ١٧٧
سودا ، میرزا رفیع - - - - - - ٨٦

سوز ، محمد میر - - - - - - - ۱۳۱
سید ، میر یادگار علی - - - - - - - ۱۸۵

ش

شاداب ، خوش وقت رائے - - - - - ۱۸۷
شاغل - - - - - - - - - ۱۶۶
شاکر ، محمد شاکر - - - - - - - ۱۹۹
شاہی ، شاہ قلی خاں - - - - - - - ۱۵
شفا ، حکیم یار علی - - - - - - - ۶۷
شوق ، میر حسن علی - - - - - - - ۱۳۳

ض

ضیاء ، میر ضیاء - - - - - - - ۱۶۰

ط

طالب ، مرزا ابو طالب - - - - - - ۱۰

ع

عارف ، محمد عارف - - - - - - - ۱۶۵
عاصمی ، خواجہ برہان الدین - - - - - ۶۵
عاقل ، رائے سنگھ - - - - - - - ۱۷۱
عزلت ، عبدالولی - - - - - - - ۱۷۲
عشاق ، جیون مل - - - - - - - ۱۶۷
عطا ، خواجہ عطا - - - - - - - ۳۰
علیم - - - - - - - - - ۱۳

غ

غوثی ، محمد غوث - - - - - - - ۱۳

ف

فخری - - - - - - - - ۱۹
فدوی ، محمد محسن - - - - - - - ۵۹
فراق ، میرزا مرتضیٰ قلی - - - - - ۱۳۱
فراق - - - - - - - - ۱۸
فرحت ، فرحت‌الله - - - - - - - ۱۶۹
فرخ ، میر فرخ علی - - - - - - - ۱۱۷
فضلی ، فضل‌الدین خان - - - - - - ۱۲
فطرت و معز ، موسوی خان - - - - - ۲۸
فغان ، اشرف علی خان - - - - - - ۱۵۷
فقیر ، میر شمس‌الدین - - - - - - ۸۲

ق

قادر ، میر عبدالقادر - - - - - - ۱۶
قائم ، قیام‌الدین علی - - - - - - ۲۰۰
قدرت ، شاه قدرت‌الله - - - - - - ۱۶۱
قطب شاه ، عبدالله - - - - - - - ۹
قلندر ، بده سنگھ - - - - - - - ۱۲۵

ک

کاشی ، لاله کاشی ناتھ - - - - - - ۱۶۴
کافر و جنوں ، میر علی تقی - - - - - ۱۸۶
کلیم ، محمد حسین - - - - - - - ۱۱۳
کمترین - - - - - - - - ۷۹

گ

گرامی ، میرزا گرامی - - - - - - ۷۸

ل

لطفی ، لطف علی - - - - - - - ۱۶

م

مائل ، میاں مہدی - - - - - - - ۱۷۸
مجذوب ، غلام حیدر - - - - - - - ۱۸۶
محسن ، محمد محسن - - - - - - - ۱۵۴
محقق - - - - - - - - ۲۰
محمود - - - - - - - - ۱۹
مخلص ، راجا نند رام - - - - - - ۶۸
مخلص ، میرزا محمد حسین - - - - - ۵۵
مرزا ، ابوالقاسم - - - - - - ۱۱
مضمون ، شرف‌الدین - - - - - - ۵۲
مظہر ، میرزا جان جاناں - - - - - ۸۳
ممتاز ، حافظ فضل علی - - - - - ۱۸۲
منت ، قمرالدین - - - - - - ۱۹۸
منعم - - - - - - - - ۳۶
میر ، محمد تقی - - - - - - - ۱۲۱

ن

ناجی ، محمد شاکر - - - - - - - ۳۶
نادر - - - - - - - - ۶۹
نثار ، میر عبدالرسول - - - - - - ۱۷۵
ندیم ، میرزا علی قلی - - - - - - ۶۲
نظام - - - - - - - - ۱۴۸
نوری ، ملا نوری - - - - - - - ۷

نوری ، شجاع‌الدین - - - - - - ۱۴

و

وحشت ، میر ابوالحسن - - - - - ۱۶۲
وفا ، لاله نول رائے - - - - - ۱۸۸
ولی ، شاه ولی‌الله - - - - - ۲۱

ه

هاتف - - - - - - - - ۲۱
هادی ، میر هادی - - - - - - ۱۷۰
هاشم - - - - - - - - ۲۱
هدایت ، میان هدایت‌الله - - - - - ۱۱۸
همرنگ ، دلاور خان - - - - - ۱۶۶

ی

یقین ، انعام‌الله خان - - - - - ۱۳۴
یک رنگ - - - - - - - ۴۲

ضمیمه (فهرست تذکره هائے میر ،گردیزی و قائم) ۲۰۷ - ۲۲۸
کتابیات - - - - - - - ۲۲۹ - ۲۳۰
اشاریهٔ متن و تعلیقات - - - - - ۲۳۱ - ۲۴۹
صحت نامهٔ اغلاط - - - - - - - ۲۵۰

پیش لفظ

اور

مقدمہ

از

ڈاکٹر اقتدا حسن

پروفیسر ، دانش گاہ علوم شرقیہ

نیپلز (اطالیہ)

پیش لفظ

اسپرینگر نے قدیم ہندوستانی ادب کی تاریخ لکھنے کے سلسلے میں 'مخزن نکات' کو سب سے اہم ماخذ قرار دیا ہے ۔ یہ رائے ایک ایسے شخص کی ہے جو 'نکات الشعرا' اور 'تذکرۂ ریختہ گویاں' کا بھی تفصیلی مطالعہ کر چکا تھا ۔

اس اہمیت کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مؤلف نے اردو شاعری کے ادوار یا طبقات متعین کرکے تذکرے اور تاریخ ادب میں باہم ربط قائم کیا ؛ دوسرے یہ کہ سنین معین نہ ہونے کے باوجود تذکرے میں اس نوعیت کے اشارے مل جاتے ہیں ۔ اور اردو ادب کی تاریخ مرتب کرنے میں جتنی راہ نمائی اس سے مل سکتی ہے ، کسی دوسرے معاصر تذکرے سے نہیں ۔ قائم خود ایک بڑے شاعر تھے اور شعر کو پرکھنے کی صلاحیتوں کا جس خوبی ، ہمدردی اور غیر جانب داری سے اس تذکرے میں استعمال کیا گیا ہے وہ بھی قدیم تذکروں میں شاذ ہی نظر آتا ہے ۔

'مخزن نکات' کے صرف ایک مخطوطے کا پتا چل سکا ہے جو انڈیا آفس لائبریری لندن میں محفوظ ہے اور قیاس یہ ہے کہ یہ 'شاہان اودھ کے کتب خانوں' کا وہی نسخہ ہے جس سے اسپرینگر نے اپنی فہرست شعرا کی تیاری میں مدد لی ۔ موجودہ متن اسی نسخے کے مطابق ہے ۔ انجمن ترقی اردو کے مطبوعہ نسخے کو بھی سامنے رکھا گیا ہے ، اور اختلاف نسخ کو حواشی میں درج کر دیا گیا ہے ۔ آخر میں ایک 'ضمیمہ' بھی

منسلک ہے جو قائم کے علاوہ تذکرہ ہائے میر اور گردیزی میں شامل تمام شعرا پر مشتمل ہے ۔ جن شعرا کے سنین وفات تحقیق ہوسکے وہ درج کردیے گئے ہیں ؛ باقی کے بارے میں بھی مختصر مگر مفید معلومات اس فہرست میں موجود ہیں ۔

'کلیات قائم' کی طرح تذکرے کی ترتیب میں بھی مرتب کو مکرمی جناب کلب علی خاں صاحب فائق رام پوری اور بیگم نظیر جہاں حسن کا پورا تعاون حاصل رہا جس کے لیے وہ ان دونوں کا شکر گزار ہے ۔

مخدوم مکرم جناب سید امتیاز علی تاج کا شکریہ ادا کرنا بھی مرتب اپنا فرض سمجھتا ہے جن کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی میں قائم کا کلیات پہلی بار منظر عام پر آچکا ہے ، اور اب ان کا دوسرا علمی کارنامہ ضروری تعلیقات کے ساتھ شائع ہورہا ہے ۔

لاہور ، ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۶ع

اقتداحسن

مقدمۂ مرتب

۱ - مختصر سوانح مؤلف

نام محمد قیام‌الدین (یا قیام‌الدین علی) عرفیت محمد قائم ، تخلص قائم ، ولادت تقریباً[1] ۱۱۳۵ھ مطابق ۱۷۲۲ع بمقام چاند پور ضلع بجنور -

---

۱ - کلیات قائم کے 'مقدمہ' میں راقم نے قائم کا سن ولادت از راہ احتیاط ۱۱۳۵ھ اور ۱۱۳۸ھ کے مابین قرار دیا ہے ، لیکن اس بحث سے متعلق دو اور شہادتیں توجہ طلب ہیں——

شاہ ولی‌اللہ انتیاق کے احوال میں قائم لکھتے ہیں :

''کوٹلہ فیروز شاہ (دہلی) میں اُن کی سکونت تھی ، ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا ، باتیں مزےدار کرتے تھے۔''

شرف‌الدین مضمون کے بارے میں رقم طراز ہیں :

''زینت‌المساجد کو اپنا مسکن قرار دیا تھا ، نہایت خلیق اور خوش صحبت تھے ، اس لیے شہر کے اکثر نجباء سیر کے بہانے ان کی مجلس میں شریک ہوتے تھے - میں بھی دو تین بار ان کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں -''

مولانا عرشی (مقدمۂ دستورالفصاحت صفحہ ۵۱) نے نشتر 'عشق' اور 'صبح گلشن' کے حوالے سے اشتیاق کا سن وفات ۱۱۵۰ھ (۳۸ - ۱۷۳۷ع) بیان کیا ہے - اور شرف‌الدین مضمون کی وفات پر عبدالحئی تاباں نے جو قطعۂ تاریخ کہا ہے (دیوان تاباں صفحہ ۲۷۸ - ۲۷۱) اس سے ۱۱۴۷ھ (۳۵ - ۱۷۳۴ع) برآمد ہوتے ہیں - قائم کی مضمون سے ملاقات ۱۱۴۷ھ یا اس سے ایک دو سال

بچپن ہی سے قائم کا دہلی آنا جانا رہا جو ملازمت کے بعد مستقل قیام کی صورت اختیار کرگیا ۔ شعر و شاعری کی طرف طبیعت مائل ہوئی تو شروع میں (قاسم کی روایت کے مطابق) شاہ ہدایت (متوفی ۱۲۱۹ھ) سے مشورہ لیا ، پھر خواجہ میردرد (متوفی ۱۱۹۹ھ) سے بھی اصلاح لی لیکن تلمذ کا باقاعدہ سلسلہ مرزا سودا (متوفی ۱۱۹۵ھ) سے شروع ہوا ۔ دہلی میں ان کی معاشی حالت اطمینان بخش رہی ، عزت اور شہرت نے قدم چومے اور صف اول کے شعرا میں شمار ہونے لگا ۔

روز افزوں سیاسی خلفشار اور معاشی انتشار کے ہاتھوں مجبور ہوکر قائم نے ۱۱۷۰ھ میں[1] (یا ایک دو سال بعد) دہلی کو خیرباد کہا اور اپنے وطن چاند پور چلے گئے ۔

گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ

پہلے کا واقعہ ہونا چاہیے ۔ ان کے بیانات سے جہاں یہ واضح ہے کہ وہ لڑکپن ہی سے اہل اللہ اور درویشوں کی صحبت کے دل دادہ تھے ، وہاں یہ بھی ثابت ہے کہ ۱۱۴۷ھ سے پہلے ہی وہ بچپن کی حدود سے نکل چکے تھے ۔ قائم کی یہ ملاقاتیں اگر اپنے والد یا بھائی (منعم) کی معیت میں ہوئیں تو بھی انھیں اتنا شعور ضرور تھا کہ وہ اشتیاق کے حرف ہائے بامزہ سے لطف لے سکتے ۔ ان شہادتوں کی روشنی میں قائم کی ولادت ۱۱۳۵ھ میں ـــــ یا اس سے بھی ایک دو سال پہلے ـــــ ہونی چاہیے ۔

۱ ۔ کلیات قائم کے مقدمے (جلد اول ، صفحہ ۲۳ - ۲۸) میں راقم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ قائم ۱۱۶۸ھ میں دہلی سے چلے گئے ہوں گے ، گو اس بات کے واضح ثبوت موجود ہیں کہ اس کے بعد بھی وہ دہلی جاتے رہے تھے ۔ اس قیاس کی اساس

دہلی سے مراجعت کے بعد قائم کسی ایک مقام پر سکون سے نہ بیٹھ سکے ۔ عمر کے بقیہ حصے میں وہ نت نئے حوادث

گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ

ایک تو قائم کے اس قطعے پر تھی جس میں انھوں نے سودا کی روانگی سے پہلے دہلی سے چلے جانے کا ذکر کیا ہے (کلیات قائم ، جلد اول ، صفحہ ۳۲) اور دوسرے ، تذکرے کے اس بیان پر جہاں وہ سیاسی اختلال کی وجہ سے 'ارادۂ سفر' کا اظہار کرتے ہیں (مخزن نکات ، صفحہ ۲۰۱) ۔

اس کے برعکس قائم ہی کا کہا ہوا ایک قطعۂ تاریخ وہ ہے جو نواب نعمت‌اللہ خان کے صاحبزادے کی شادی کے موقع پر کہا گیا اور جس سے ۱۱۶۹ھ برآمد ہوتے ہیں (کلیات قائم ، جلد دوم ، صفحہ ۴۲) اور دوسرا ، احمد شاہ ابدالی کی دہلی میں آمد اور روانگی سے متعلق ہے ، جو ۱۱۷۰ھ کا واقعہ ہے ۔ (جلد دوم ، صفحہ ۴۰ - ۴۱) ان کے علاوہ ایک شہادت اور بھی ہے جس پر پہلے مناسب توجہ نہیں کی گئی تھی ۔ میر کے احوال میں قائم لکھتے ہیں :

> ''بہ خان مغفرت نشان شیخ سراج‌الدین علی خاں آرزو نسبت خواہرزادگی داشت.....چون قریب بندہ خانہ تشریف دارد ، اکثر اتفاق ملاقات می‌افتد ۔'' (صفحہ ۱۲۱ - ۱۲۲)

اس سے دو باتوں کا پتا چلتا ہے :

۱ ۔ میر کا احوال خان آرزو کی وفات ۲۳ ربیع الثانی ۱۱۶۹ھ کے بعد لکھا گیا ۔

۲ ۔ ان سطور کی تحریر کے وقت میر ، قائم کے نزدیک ہی رہائش رکھتے تھے ؛ یا دوسرے لفظوں میں قائم نے دہلی کی سکونت ترک نہیں کی تھی ۔

باقی حاشیہ اگلے صفحے پر

سے دوچار ہوتے رہے اور تلاش روزگار میں ایک جگہ سے دوسری جگہ سرگرداں رہے ۔ چاند پور کے علاوہ وہ (غالباً) امروہے میں رہے ؛ بریلی ، بسولی اور (غالباً) سنبھل بھی گئے ؛ تھوڑا سکون ٹانڈا میں میسر آیا تھا (۱۱۸۵ھ) جہاں کے رئیس محمد یار خاں امیر نے ان کی خاطرخواہ پزیرائی کی ، لیکن یہ بھی انتشار کی نذر ہوگیا ۔ (سکرتال کے ہنگامے کے بعد ۱۱۷۶ھ کے اواسط میں قائم دوبارہ ٹانڈا لوٹ آئے ہوں گے جہاں کوئی ڈیڑھ سال ان کا قیام رہا ہوگا) ۔ ۱۱۹۰ھ کے قریب لکھنؤ میں بھی کچھ عرصے ان کا قیام رہا ۔ پھر رام پور سے دعوت ملنے پر وہاں چلے گئے (تقریباً ۱۱۹۴ھ) اور وہیں کی سکونت اختیار کرلی ۔ وفات سے پہلے اپنی ضبط شدہ املاک کی بحالی کے سلسلے میں لکھنؤ کا ایک اور سفر بھی کیا اور رام پور واپس جاکر ۱۲۰۸ھ مطابق ۹۴ - ۱۷۹۳ع میں داعی اجل کو لبیک کہا ۔ اس وقت قمری حساب سے ان کی عمر تقریباً ۷۳ سال ہوگی (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو : مقدمۂ کلیات قائم ، مرتبہ راقم ، دو جلدیں ، شائع کردہ مجلس ترقی ادب ، لاہور ۱۹۶۵ع) ۔

گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ

ان شواہد کی روشنی میں ہوسکتا ہے ۱۱۶۷ھ میں مرہٹہ گردی سے تنگ آکر وقتی طور پر قائم اپنے وطن چلے گئے ہوں لیکن دہلی میں ان کا قیام ابدالی کے داخلے تک بہر حال رہا اور قیاساً رجب ۱۱۷۰ھ (مارچ) ۱۷۵۷ع میں نواب عمادالملک کے ہمراہ سودا کی مراجعت کے بعد انھوں نے بھی دہلی کو خیرباد کہا ہوگا ۔

۲ ۔ مخزن نکات کا زمانۂ تالیف

کسی بھی علمی کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچنے کے لیے برسوں کی کد و کاوش درکار ہوتی ہے ۔ بعض ایسے کام بھی ہوتے ہیں جنھیں کسی مرحلے پر مکمل نہیں کہا جاسکتا ۔ مورخ اور تذکرہ نگار کا کام بھی کچھ اسی نوعیت کا ہے ۔ جس طرح اپنے دور کی تاریخ قلم بند کرنے والا اس بات کا پابند ہے کہ وہ وقت اور حالات پر مسلسل نظر رکھے اور اپنے مواد میں ترمیم و تنسیخ کرتا رہے ، اسی طرح تذکرہ نگار کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ برابر نئے مواد کی جستجو میں رہے اور جمع شدہ معلومات کو زیادہ سے زیادہ مکمل صورت میں پیش کرے ۔ قائم تو اپنے معاصر تذکرہ نگاروں کی طرح ایک نئی روایت کی داغ بیل ڈال رہے تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ تذکرۂ قائم کے آغاز اور انجام میں بھی برسوں کا فصل پایا جاتا ہے ۔

'مخزن نکات' کے دیباچے میں وہ لکھتے ہیں :

> ''بر ضمیر مہر تنویر سخن طرازان ہندوستان و طوطیان شکر شکن این بوستان مخفی و محتجب نماند کہ تا الان در ذکر و بیان اشعار و احوال شعرای ریختہ کتاب تصنیف نگردیدہ و تا این زمان ہیچ انسان از ماجرای شوق افزای سخن وران این فن سطری بہ تالیف نرسانیدہ ۔ بنا بر این فقیر مؤلف محمد قیام الدین بعد از کوشش تمام و سعی مالا کلام دواوین این اعزہ فراہم آوردہ پارۂ ابیات از ہر کدام بر سبیل یادگار در ذیل بیاض کہ مورخ موسوم بہ 'مخزن نکات' است ، بہ قید قلم درآوردہ ۔'' (صفحہ ۲)

میر بھی اسی اولیت کے دعوے دار ہیں :

"پوشیدہ نماند کہ در فن ریختہ کہ شعریست بہ طور شعر فارسی بہ زبان اردوی معلیٰ شاہ جہان آباد ، دہلی ، کتابی تا حال تصنیف نشدہ کہ احوال شاعران این فن بہ صفحۂ روزگار نماند ؛ بناءً علیہ این تذکرہ کہ مسمی بہ 'نکات الشعرا' است نگاشتہ می شود ۔"
(نکات الشعرا ، صفحہ ۱)

سوال یہ ہے کہ تذکرہ ہائے میر ، گردیزی اور خاکسار کی موجودگی میں ، جو ۱۱۶۸ھ سے پہلے دہلی میں قلم‌بند ہوچکے تھے، قائم کے اس دعوے کا کیا جواز ہوسکتا ہے ۔ بعض داخلی شواہد کی روشنی میں قائم کا یہ ادعا بے محل نظر نہیں آتا اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے[1] کہ تذکرۂ قائم کی داغ بیل ۱۱۶۸ھ سے بہت پہلے پڑ چکی تھی اور جب قائم یہ سطور لکھ رہے تھے اس وقت تک ریختہ‌گو شعرا کا کوئی تذکرہ معرض وجود میں نہیں آیا تھا ۔

قدامت کا تعین :

'مخزن نکات' کی قدامت کا تعین دو واضح داخلی شہادتوں کی بنیاد پر کیا جاسکتا ہے ۔ ان میں سے ایک شاہ ولی‌اللہ اشتیاق سے متعلق قائم کا یہ بیان ہے کہ ان کا انتقال سات سال پہلے ہوا (جس کا حوالہ عرشی صاحب نے بھی دیا ہے) اور دوسرا، شرف الدین مضمون کے بارے میں ہے کہ انھوں نے دس سال پہلے وفات پائی ۔ اشتیاق کا انتقال 'نشتر عشق' اور 'صبح گلشن' کی روایت کے مطابق ۱۱۵۰ھ میں ہوا[2] ؛ اور مضمون کی وفات پر تاباں

---

۱ ۔ ملاحظہ ہو 'مقدمۂ دستور الفصاحت' از مولانا امتیاز علی عرشی، صفحہ ۵۰ - ۵۳ ۔

۲ ۔ مقدمۂ دستور الفصاحت ، صفحہ ۵۱ ۔

نے جو قطعۂ تاریخ نظم کیا ہے اس سے ۱۱۴۷ھ برآمد ہوتے ہیں[۱]۔ گویا ان دونوں شاعروں کا احوال ۱۱۵۷ھ / ۱۷۴۴ع میں قلم بند کیا گیا ۔

چند اور بھی تراجم ہیں جو ۱۱۶۵ھ سے قبل لکھے گئے ۔ ایک دلاور خاں ہیں جن کا تخلص قائم نے 'ہمرنگ' درج کیا ہے لیکن میر اور گردیزی نے بے رنگ ؛ میر نے اس بات کی بھی صراحت کی ہے کہ یہ پہلے 'ہمرنگ' تخلص کرتے تھے ۔ گویا قائم نے ان کا احوال تخلص کی تبدیلی سے قبل تحریر کیا ۔گردیزی یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان کا انتقال چند سال پہلے ہوا ، جب کہ قائم ان کی زندگی کی دعا کرتے ہیں ۔

دوسرے آفتاب رائے رسوا ہیں ۔ قائم نے ان کی وفات کو چند ماہ پہلے کا واقعہ قرار دیا ہے ۔ میر اور گردیزی نے بھی ان کے مرنے کا ذکر کیا ہے لیکن مدت کا تعین نہیں کیا جس سے گمان ہوتا ہے کہ قائم نے ان کا احوال بھی ان دونوں تذکرہ نگاروں سے پہلے (غالباً ۱۱۶۴ ھ میں) تحریر کیا ہوگا[۲] ۔

محمد علی حشمت کا انتقال مخزن نکات کے مطبوعہ نسخے میں 'دو سال' پہلے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور مخطوطے میں 'دہ سال' کا ۔ حشمت ۱۱۶۲ ھ میں روہیلوں سے لڑتے ہوئے کام آئے (ملاحظہ ہو حاشیۂ متن ، صفحہ ۶۶) بیانات میں اس تضاد کی تاویل یہی کی جائے گی کہ ایک نسخے میں ان کا احوال ۱۱۶۴ ھ میں لکھا گیا اور دوسرے میں ۱۱۷۲ ھ میں ؛ یا پھر ان میں

---

۱ ۔ دیوان تاباں ، صفحہ ۲۷۱ - ۲۷۲ -

۲ ۔ گلزار ابراہیم کی سند پر عرشی صاحب کا یہ قیاس کہ رسوا کا انتقال محمد شاہ کی وفات (۲۹ ربیع الثانی ۱۱۶۱ ھ) سے قبل ہوا ، مزید تحقیق کا محتاج ہے ۔

سے ایک کو کتابت کی غلطی سے تعبیر کیا جائے گا ۔

قائم نے شعرا کے احوال و اشعار کا جو مجموعہ ترتیب دینا شروع کیا تھا اس نے رفتہ رفتہ ایک باقاعدہ تذکرے کی شکل اختیار کر لی ۔ ۶۷ - ۱۱۶۶ ھ میں صفدر جنگ کی بغاوت اور خانہ جنگی ، پھر ۱۱۶۷ ھ ہی میں عمادالملک وزیر کے ہاتھوں احمد شاہ بادشاہ کی معزولی اور مرہٹوں کی دست درازیوں سے دہلی میں جو ابتری پھیلی اس سے دل برداشتہ ہوکر قائم نے سفر کا قصد کیا اور تنہائی کے لمحات گزارنے کے لیے تذکرے کی تکمیل میں لگ گئے ۔ تذکرے کے آخر میں وہ خود لکھتے ہیں :

"درین ایام کہ رشتۂ سلک انتظام مردم پادشاہی بہ صدمۂ انقلاب سلطنت ازہم گسیخت و ہر یکی چون لآلی آبدار بر خاک مزلت افتادہ ، رو بہ ہر سو نہادہ ، چار و ناچار بلکہ بی اختیار ارادۂ سفر بر رای اقامت غالب آمد ، فرصت را غنیمت انگاشتہ مصمم ساخت کہ لختی از روزنامچۂ اعمال و برخی از جریدۂ احوال سخن وران متقدم و حال بقید قلم درآوردہ در حالت جدائی انیس تنہائی سازد ۔" (صفحہ ۲۰۱)

بیشتر شعرا کے حالات اسی زمانے میں قلم بند کیے گئے ۔ ۱۱۶۸ ھ میں جب یہ تذکرہ مکمل ہوا تو خواجہ اکرم اس کی تاریخ لکھ کر حاضر ہوئے :

قائم رکھے ہمیشہ خدا تیرے نام کو
کرنے سے ذکر خیر کے ہے موجب نجات
تاریخ اس کتاب کی میں نے کی جب تلاش
پیر خرد نے مجھ سے کہا 'مخزن نکات'

۱۱۶۸ ھ

مؤلف کو یہ تاریخ پسند آئی اور تذکرے کا یہی نام قرار پایا ۔

۱۱۶۸ھ کے بعد کے اضافے :

لیکن تذکرے میں اس تاریخ کے بعد بھی اضافے ہوتے رہے جو حشمت کے سوا (جو طبقۂ متوسطین کے شاعر ہیں) بالعموم طبقۂ متاخرین یا قائم کے ہم عصر شعرا سے متعلق ہیں ۔ چند نمایاں اضافے درج کیے جاتے ہیں :

۱ ۔ محتشم علی خاں حشمت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''قبل ازیں ہفت سال بہ مرگ دفعتاً از جہان رفت ۔'' حشمت کا انتقال خان آرزو کے بیان کے مطابق ۱۱۶۳ھ میں ہوا ۔ گویا ان کا احوال ۱۱۷۰ھ میں قلم بند ہوا[1] ۔

۲ ۔ میر درد کے احوال میں قائم ان کے رسالے 'واردات' کا ذکر کرتے ہیں ؛ بیان سے یہ بھی ظاہر ہے کہ بوقت تحریر میر درد کے والد خواجہ محمد ناصر عندلیب بقید حیات تھے ۔ میر درد کے الفاظ[2] میں 'صحیفۂ واردات' ۱۱۷۲ھ میں لکھا گیا اور اسی سال ۲ شعبان کو ان کے والد بزرگوار نے رحلت فرمائی ۔ گویا مخزن میں درد کا ترجمہ ۱۱۷۲ھ میں (ماہ شعبان سے قبل) شامل کیا گیا ۔

۳ ۔ میر تقی میر کے احوال میں سراج الدین علی خاں آرزو کو 'خان مغفرت نشان' لکھا گیا ہے ۔ اور خان آرزو کا انتقال ۲۳ ربیع الثانی ۱۱۶۹ھ کو ہوا ۔

۴ ۔ محمد فقیہ درد مند کا احوال بھی ان کے انتقال کے بعد شامل کیا گیا ہے ۔ درد مند کا سن وفات گلزار ابراہیم (مؤلفہ

---

۱ ۔ محمد علی حشمت کا احوال بھی غالباً ۱۱۷۲ھ میں لکھا گیا ۔

۲ ۔ دستور الفصاحت کے مقدمے (صفحہ ۵۴) میں مولانا عرشی نے 'علم الکتاب' اور 'شمع محفل' سے متعلقہ اقتباسات نقل کیے ہیں ۔

۱۱۹۸ھ) میں ۱۱۷۶ھ ہے ۔ لیکن 'صحف ابراہیم' (مؤلفہ ۱۲۰۵ھ) میں سال اول جلوس شاہ عالم بادشاہ (یعنی ۷۴ - ۱۱۷۳ھ) قرار دیا گیا ہے ۔ تذکرۂ یوسف علی خاں میں سال وفات ۱۱۷۹ھ ہے ۔ ان تینوں میں 'صحف ابراہیم' کی روایت زیادہ قرین قیاس ہے ۔ بہرحال 'مخزن نکات' میں دردمند کا احوال ۱۱۷۴ھ سے پہلے شامل نہیں ہوا ہوگا ۔

۵ ۔ لالہ نول رائے وفا کے احوال میں ضمنی طور پر نواب نجیب الدولہ کا ذکر آیا ہے جنھیں 'امیرالامرا' کے خطاب سے مخاطب کیا گیا ہے ۔ نواب نجیب الدولہ دو مرتبہ میربخشی ہند کے عہدے پر فائز ہوئے ۔ پہلے ۱۷۵۷ع (۱۱۷۰ھ) میں چند ماہ کے لیے ، اور دوسری بار اپریل ۱۷۶۱ع (رمضان ۱۱۷۴ھ) سے وفات ۳۱ اکتوبر ۱۷۷۰ع (رجب ۱۱۸۴ھ) تک ۔ ہوسکتا ہے کہ وفا کا احوال ۱۱۷۰ھ میں لکھا گیا ہو ، لیکن گمان یہی ہے کہ یہ بھی ۱۱۷۴ھ کے بعد کا اضافہ ہے ۔

۶ ۔ قمرالدین منت کے بارے میں لکھتے ہیں :

''از بدو شباب بہ قافیہ سنجی مشغول است و مشق سخن پیش فقیر مؤلف می نماید ۔''

کلب علی خاں فائق رام پوری نے علی ابراہیم خاں کے حوالے سے[1] منت کا سن ولادت ۱۱۵۶ھ بیان کیا ہے ۔ قائم سے (ریختہ میں) مشق سخن کے وقت منت کی عمر چودہ پندرہ سال سے کم نہیں ہوگی ؛ اس حساب سے یہ ترجمہ بھی ۱۱۷۰ھ کے بعد کا اضافہ ہونا چاہیے ۔

۷ ۔ نواب مہربان خاں رند ، دیوان فرخ آباد کا ترجمہ بھی اس وقت شامل کیا گیا جب مرزا سودا اور میرسوز فرخ آباد کی

---

۱ ۔ 'نظام الدین ممنون' 'صحیفہ' جولائی ۱۹۶۴ع صفحہ ۶۱ ۔

سکونت اختیار کرچکے تھے ۔ اگر مرزا سودا عمادالملک کے ساتھ جون ۱۷۵۷ع (شوال ۱۱۷۰ھ) میں فرخ آباد پہنچے تھے[1] تو رند کا احوال بھی بہرحال ۱۱۷۰ھ کے بعد ہی قلم بند ہوا ہوگا ۔

بحث کا خلاصہ مولانا امتیاز علی عرشی کے الفاظ میں یہ ہے کہ :

> ''قائم نے پہلے اپنا تذکرہ بیاض کی صورت میں مرتب کیا تھا ۔ اس بیاض کے آغاز کے بارے میں سب سے پہلی تاریخ ۱۱۵۷ھ (۱۷۴۴ع) ملتی ہے ۔ اس وقت تک اردو گو شاعروں کا کوئی تذکرہ مرتب نہ ہوا تھا ۔ ۱۱۶۷ھ (۵۴ - ۱۷۵۳ع) میں احمد شاہ کے معزول ہوجانے اور عالم گیر ثانی کے تخت نشین ہونے کے بعد اس بیاض نے تذکرے کی شکل اختیار کرلی ، اور مصنف نے اس کا تاریخی نام 'مخزن نکات' رکھا جس سے ۱۱۶۸ھ برآمد ہوتے ہیں ۔ اس تاریخ کے بعد بھی اس نے جا بہ جا اضافے کیے جس کا سلسلہ ۱۱۷۶ھ[2] (۱۷۶۲ع) تک جاری رہا ۔

---

۱ - تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو : مقدمۂ کلیات قائم ، جلد اول ، صفحہ ۲۵ - ۲۶ ۔

۲ - کوئی حد متعین کرنے کی بجائے یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ مخزن نکات میں ۱۱۷۴ھ کے بعد تک اضافے ہوتے رہے ۔ یہاں یہ عرض کردینا بھی ضروری ہے کہ محولہ بالا بحث سے یہ سمجھ لینا پوری طرح درست نہ ہوگا کہ بعض شعرا کے مکمل تراجم کسی خاص ماہ یا سال میں یا اس کے بعد لکھے گئے ۔ تذکرہ نگار کے کام کی نوعیت ہی ایسی ہے (جس کی شروع میں

باقی حاشیہ اگلے صفحے پر

کتاب کا دیباچہ ، بجز نام کے ، آغاز تصنیف بیاض
کے وقت کا ہے ، اور خاتمہ ، جس میں مصنف نے
انقلاب سلطنت کا ذکر کیا ہے ، ۱۱۶۸ھ کا لکھا
ہوا معلوم ہوتا ہے ۔"

(مقدمۂ دستورالفصاحت ، صفحہ ۵۹)

۳ ۔ مخزن کے ماخذ

طبقۂ دوم اور سوم کے بیشتر شعرا کے بارے میں مخزن نکات میں قائم نے جو کچھ لکھا ہے وہ زیادہ تر ان کی ذاتی معلومات پر مبنی ہے ۔ دہلی سے تعلق رکھنے والے زندہ یا مردہ شاعروں کے علاوہ بیرون دلی کے شعرا کے حالات و اشعار بھی انھوں نے فراہم کیے تھے ۔ اس کی کم از کم ایک مثال شیخ غلام محی الدین قریشی متخلص بہ عشق و مبتلا میرٹھی ہیں ۔ شیخ صاحب ، جو خود بھی ایک تذکرے (طبقات سخن ، مؤلفہ ۱۲۲۲ھ) کے مؤلف ہیں ، قائم کے ترجمے میں لکھتے ہیں :

"مؤلف در خدمت این قائم الصرات (قائم الصراط ؟)
یکتائی ربط آشنائی داشت ، چناں چہ اکثر از اشعار ہندی
من ہیچمدان بقید احوال در تذکرہ اش مثبت است ۔"

(طبقات سخن ، مخطوطۂ برلن صفحہ ۳۸۳)

گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ

وضاحت بھی کردی گئی ہے) کہ وہ اپنی جمع شدہ معلومات کو زیادہ سے زیادہ مکمل صورت میں پیش کرنا چاہتا ہے اور اس کے کسی ایک اشارے یا حوالے سے (جو بعد کا اضافہ ہے) جہاں ہمیں مفید رہنمائی ملتی ہے وہاں اس کی وجہ سے غلط فہمی بھی پیدا ہوسکتی ہے ۔

اب یہ علٰحدہ بحث ہے کہ 'مخزن نکات' کا وہ نسخہ کہاں ہے جس میں موصوف کا ترجمہ شامل تھا ۔ کیوں کہ ہمارے پیش نظر تذکرے کے دونوں نسخوں میں ان کا احوال موجود نہیں ہے ۔

بیاض طالب :

براہ راست حالات و اشعار فراہم کرنے کے علاوہ مخزن نکات کی تالیف میں قائم نے جن ماخذ سے استفادہ کیا ان میں ابوطالب طالب کی بیاض سر فہرست ہے ۔ محقق کے احوال میں انھوں نے طالب کی بیاض کہنہ کا ذکر کیا ہے (مخزن صفحہ ۲۰) لیکن ایک اور جگہ وہ لکھتے ہیں :

> ''و بعضی ازین احوال و اشعار از (کہ ؟) بعد ازاں سمت تحریر می یابد ، زبانی میرزا ابوطالب مسطور بہ میرزا صاحب رسیدہ بود و از ایشان علٰی سبیل ذکر و مذکور بہ فقیر معلوم گردیدہ ۔'' (صفحہ ۱۱)

واقعہ یہ ہے کہ اورنگ آباد کے ایک نواحی قصبے بلنڈہ کے رہنے والے ایک بزرگ مرزا ابوطالب کی شناسائی مرزا سودا کے چچا سے تھی اور یہ دونوں بہادر شاہ کے لشکر کے ساتھ دہلی آئے تھے جو ۱۱۲۲ھ (۱۷۱۰ع) کی بات ہوگی ۔ اگر مرزا ابوطالب، جن کی عمر قائم ۷۰ سال بتاتے ہیں ، اپنی جاگیر کے کام سے دو تین سال بھی دہلی میں رہے ، اور یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ مرزا سودا کی ولادت ان کے دوران قیام میں ہوئی تو بھی ایک شیر خوار سے مرزا طالب کی ہم کلامی کا سوال پیدا نہیں ہوتا ، چہ جائیکہ شعر و شاعری کے موضوع پر دونوں میں تبادلۂ خیال ہوا ہو ۔ 'میرزا صاحب' سے سودا کے چچا بھی مراد نہیں ہوسکتے ، کیوں کہ اول تو تذکرے میں

'میرزا صاحب' صرف مرزا سودا کے لیے استعمال ہوا ہے ، دوسرے یہ کہ ایک ستر سالہ بوڑھے (ابوطالب) کی آشنائی بھی لگ بھگ اسی عمر کے آدمی سے ہونی چاہیے اور یقیناً قائم کے سن شعور کو پہنچنے ۔ بلکہ پیدائش ۔ سے قبل ہی یہ دونوں بزرگ خالق حقیقی سے جا ملے ہوں گے ۔ بہر صورت میرزا ابوطالب کی 'زبانی' روایات کو مرزا سودا یا ان کے چچا کے وسیلے سے قائم تک پہنچنا قرین قیاس نہیں ہے ۔

خیال یہ ہے کہ مرزا ابوطالب دہلی سے چلتے وقت دکنی شعرا پر مشتمل ایک بیاض بطور یادگار 'عم سودا' کو دے گئے ہوں گے ۔ یہی بیاض سودا کو ملی اور قائم نے اسی 'کہنہ بیاض' سے جو چالیس ، پینتالیس سال سے سودا کے خاندان میں محفوظ چلی آرہی ہوگی ، استفادہ کیا ۔

تذکرۂ سودا یا بیاض طالب ؟

یہاں سودا کے تذکرۂ شعرا سے متعلق بحث بھی بے موقع نہ ہوگی ۔

تذکرۂ سودا کا حوالہ غالباً پہلی بار 'مجموعۂ نغز' میں ملتا ہے ۔ سعدی کے ترجمے میں قاسم رقم طراز ہیں :

"مظنہ بیشتری از سخن بیرا خصوص سرآمد شعرای فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا نظر بر اتحاد تخلص آنکہ این سعدی ہموں سعدی شیرازی است قدس سرہ ۔ کہ وارد دیار دکن شدہ و شعر ریختہ از طبع وقاد آن قدوۂ متغزلان ریختہ ۔ چنانچہ در تذکرۂ خود اشعار این سعدی دکنی را عفی‌اللہ عنہ بہ شیخ شیراز علیہ‌الرحمۃ‌والغفران نسبت نمودہ ۔"

(مجموعۂ نغز ، جلد اول صفحہ ۲۹۸)

قرائن سے پتا چلتا ہے کہ تذکرۂ میر اور گردیزی کی تالیف کے وقت دہلی کے بعض حلقوں میں سعدی ہندی اور سعدی شیرازی کو خلط ملط کرنے کا رجحان پایا جاتا تھا ۔ چنانچہ میر لکھتے ہیں :

آنچہ بعض ایں را شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ گمان برده اند خطا است ۔" (نکات الشعرا صفحہ ۳۰۳)

گردیزی نے اور بھی سخت الفاظ میں مواخذہ کیا ہے :

"و آنکہ بعض اعزہ را بسبب اتحاد تخلص مغلطہ افتادہ ریختہ ہای سعدی دکنی را از عدم اعتنا و قلت تتبع بنام سعدی شیرازی مرقوم ساختہ اند ناشی از جہل و تسفہ است ، و من ادعی فعلیہ السند ۔"

(ریختہ گویاں ، صفحہ ۸۲)

میر یا گردیزی نے 'بعض' کی صراحت نہیں کی ہے لیکن یہ واضح ہے کہ یہ افراد دہلی کے علمی حلقے میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے (ورنہ اس نظریے کی تردید کی ضرورت بھی شاید نہ ہوتی) ۔ اگر یہ نظریہ سودا کا تھا تو قائم کے تذکرے میں اسی کی باز گشت سنائی دیتی ہے اور محض اس نظریے کی سودا سے نسبت کی بنا پر ہو سکتا ہے کہ قاسم کی نظر سے جو بیاض (یا اس کے چند ابتدائی اوراق) گزری ہو ، اسے انھوں نے سودا کا تذکرہ سمجھ لیا ہو ۔

یہ بات کم تعجب خیز نہیں کہ سودا کا رسالہ 'تنبیہ الغافلین' تو کلام کے ساتھ محفوظ ہو جاتا ہے لیکن ان کا تذکرہ قطعاً فراموش کر دیا جاتا ہے ۔ سوال یہ ہے کہ اگر اس تذکرے کا کوئی باقاعدہ وجود تھا تو نہ صرف سودا کی زندگی میں بلکہ ان کے مرنے کے بعد بھی قاسم کے علاوہ دوسرے تذکرہ نگاروں کی نظروں سے کیوں کر پوشیدہ رہا ، یا اسے کس وجہ سے

التفات کے قابل نہیں سمجھا گیا ؟ تذکرۂ سودا کا اگر کوئی وجود تھا تو قائم نے اس کا حوالہ کیوں نہیں دیا ؟ وہ بیاض طالب سے روشناس کراتے ہیں ، بیاض عزلت کا ذکر کرتے ہیں ، مرزا سودا سے 'ذکر و مذکور' کا بیان بھی کرتے ہیں ، تذکرے کی تدوین میں رائے سنگھ عاقل کی اعانت کا بھی واضح الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں——— پھر مرزا سودا کے لکھے ہوئے تذکرے یا بیاض (جو قائم کا اہم ماخذ ہونا چاہیے تھا) کو وہ کیوں نظرانداز کر جاتے ہیں ؟ تذکرۂ سودا کی بحث میں یہ سوالات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں ۔

گمان یہ ہے کہ مرزا ابوطالب کی بیاض مرزا سودا کے پاس موجود تھی ۔ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اپنے قلم سے اس میں کچھ اضافے بھی کیے ہوں ، لیکن بذات خود انھوں نے اس کام کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی ہوگی ۔ جس وقت قائم نے بیاض لکھنے کا قصد کیا تو مرزا سودا نے بیاض ابوطالب (مع اپنے اضافوں کے) ان کے حوالے کر دی ہوگی ۔ تذکرۂ سودا کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں معلوم ہوتی ۔ دکنی شعرا سے متعلق اس مفید ماخذ کی فراہمی کے علاوہ مرزا سودا کا علم و فضل اور ذاتی معلومات بھی تذکرۂ قائم کی تالیف میں برابر شامل حال رہے ہوں گے ، جس کا مؤلف نے بھی 'ذکر و مذکور' کے پردے میں اعتراف کیا ہے ۔

بیاض عزلت :

'مخزن نکات' کی تالیف میں قائم نے بیاض عزلت سے بھی براہ‌راست یا بالواسطہ استفادہ کیا ہے ۔ میر میراں کے ترجمے میں بیاض عزلت کا ذکر ملتا ہے اور میرعبداللہ تجرد کا احوال بھی مؤلف نے عزلت کے حوالے سے لکھا ہے ———

دل چسپ بات یہ ہے کہ ان دونوں شاعروں کے وہی اشعار قائم نے منتخب کیے ہیں جو تذکرۂ میر میں شامل ہیں اور عبارت احوال بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے (تذکرۂ میر میں ماخذ کا حوالہ نہیں ہے البتہ میر میراں کا خطاب اور تخلص مستزاد ہے) ۔

شاہ عبدالولی عزلت ۲۰ جمادی الاول ۱۱۶۴ھ کو سورت سے دہلی پہنچے[1] اور احمد شاہ کی معزولی[2] ــ شعبان ۱۱۶۷ھ ــ سے پہلے مرشد آباد جاچکے تھے ۔ دہلی کے قیام میں شاہ عزلت کے جن شعرا اور فضلا سے مراسم پیدا ہوئے ان میں خان آرزو کا نام سر فہرست ہے ۔ میر کی یہ خوش بختی تھی کہ خان آرزو سے قرابت کی وجہ سے وہ نہ صرف ان کے علم و فضل سے بلکہ وسائل اور تعلقات سے بھی پورا پورا فیض اٹھا سکتے تھے۔ چناں چہ قائم کے مقابلے میں میر کو عزلت سے زیادہ استفادہ کرنے کا موقع ملا ہوگا ۔ اور اگر عزلت سے منسوب کسی روایت کے بیان میں دونوں کی عبارت میں یکسانیت ہے تو میر کو سبقت دی جائے گی ۔ ہوسکتا ہے کہ دونوں نے ایک ہی ماخذ سے رجوع کیا ہو لیکن میر کی اولیت بہرحال مسلم ہے ۔

---

۱ ۔ 'سرو آزاد' صفحہ ۲۳۶ ۔

۲ ۔ ''درعہدسلطنت میرزا احمد بہ دارالخلافت تشریف داشت ۔''ــ قائم کے اس بیان سے یہ واضح ہے کہ انھوں نے عزلت کا احوال احمد شاہ کی معزولی کے بعد قلم بند کیا تھا جب کہ میر نے ان سے دو ، تین سال پہلے اس وقت لکھا ہوگا جب عزلت دہلی میں قیام پزیر تھے ۔ دہلی میں آمد کے وقت قمری حساب سے شاہ صاحب کی عمر ساٹھ سال ہوگی ۔

سراج اورنگ آبادی[1] کو قائم نے طبقۂ متقدمین میں جگہ دی ہے حالانکہ وہ بعد کے شاعر ہیں ۔ ان کا احوال و کلام بھی دہلی والوں تک عزلت ہی کی وساطت سے پہنچا ہوگا ۔ قائم نے اس کا ذکر نہیں کیا لیکن میر نے اس بات کی صراحت کی ہے ۔ میر نے سراج کے اشعار کا جو انتخاب دیا ہے اس میں وہ تین شعر بھی شامل ہیں جو تذکرۂ قائم میں درج ہیں ۔

مجمع النفائس :

شرف الدین علی پیام کے احوال میں قائم لکھتے ہیں کہ ان کا احوال من و عن تذکرۂ خان آرزو میں داخل ہے ۔ میرزا گرامی خلف عبدالغنی بیگ قبول کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ ان کا احوال فارسی تذکروں میں داخل ہے ۔ میر بھی امیر خسرو اور میرزا بیدل کے بارے میں 'تذکروں' کا حوالہ دیتے ہیں ، لیکن میرزا گرامی کے علاوہ انند رام مخلص اور مرزا معز فطرت کے بارے میں یہ صراحت کی ہے کہ ان کا احوال تذکرۂ خان آرزو میں مرقوم ہے (لیکن یہاں بھی وہی کیفیت ہے کہ ان شعرا کے جو اشعار میر کے ہاں ہیں وہی قائم نے لیے ہیں ، حتیٰ کہ تعداد اور ترتیب میں بھی فرق نہیں ہے) ۔

بہر کیف مجمع النفائس (مؤلفہ تقریباً ۱۱۶۴ھ) فارسی گو شعرا سے متعلق ایک اہم ماخذ ہے اور ریختہ بطور تفنن کہنے والے شاعروں کے بارے میں قائم اور میر دونوں کے لیے اس سے استفادہ ناگزیر تھا ۔

---

۱ ۔ سید سراج الدین اورنگ آبادی ولادت ۱۱۲۸ھ ؛ وفات ۴ شوال ۱۱۷۷ھ (مقدمۂ کلیات سراج ، مرتبہ عبدالقادر سروری حیدر آباد ۱۳۵۷ھ) ۔

نکات الشعرا :

اب تک ان ماخذات کی نشان دہی کی گئی ہے جن کا ذکر خود مؤلف نے کیا ہے۔ لیکن ایک ایسا ماخذ بھی ہے جس سے بار بار رجوع کرنے کے باوجود اس حقیقت کا اعتراف نہیں کیا گیا۔ یہ میر کا تذکرہ نکات الشعرا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میر، گردیزی اور قائم، تینوں نے ایک دوسرے کی معلومات سے کم و بیش استفادہ کیا ہے لیکن معاصرانہ چشمک یا اخلاقی جرأت کی کمی کی وجہ سے کسی ایک نے بھی دوسرے کے تذکرے کا نام تک نہیں لیا ہے۔ یہ مماثلت انتخابِ کلام میں زیادہ نمایاں ہے جہاں بہت سے اشعار نہ صرف مشترک ہیں بلکہ ان کی ترتیب اور تعداد میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ میر کو تذکرہ لکھنے میں اولیت حاصل ہے (اور ویسے بھی خان آرزو سے قرب کی وجہ سے، جو خود بھی اسی زمانے میں ایک جامع تذکرہ قلم بند کرچکے تھے، انھیں کوئی بھی علمی کام کرنے کے لیے ایک انتہائی سازگار ماحول میسر تھا) اس لیے ان کے ہاں اس قسم کے تصرفات برائے نام ہیں۔ لیکن گردیزی اور قائم دونوں نے ان کی محنت سے کسی نہ کسی رنگ میں کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور اٹھایا ہے۔

نکات الشعرا اور مخزن نکات میں شعرا کے انتخاب کلام میں جو نمایاں مماثلت ہے اس کی کچھ مثالیں پہلے بیان کی جاچکی ہیں۔ یہی کیفیت محتشم علی حشمت، شہاب‌الدین ثاقب، تجرد، بھید، خاکسار، آفتاب رائے رسوا، عارف، بیدار، نجم الدین سلام، تمکین، میر گھاسی، عشاق، آزاد، فخری، ہاتف، بسمل اور شاغل وغیرہ کی ہے۔ میر علی‌تقی کافر، ٹیک چند بہار، عاصمی، محسن، احسن اللہ احسن وغیرہ کے اشعار کی تعداد میں فرق ہے

لیکن جتنے شعر ایک نے نقل کیے ہیں وہ دوسرے کے ہاں بھی موجود ہیں۔

انتخاب کلام میں یکسانیت کی ان مثالوں سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ قائم نے میر سے اس حد تک استفادہ کیا ہے، درست نہ ہوگا ۔ ایک ہی زمانے اور مقام سے تعلق رکھنے کی بنا پر قائم اور میر دونوں کی رسائی دہلی کے علمی حلقوں میں تھی اور شاعروں کی صحبت سے فیض اٹھانے کے یکساں مواقع دونوں ہی کو حاصل تھے۔ دہلی کے وہ شاعر جو میر اور قائم کے زمانے میں زندہ تھے یا اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں، انھوں نے تذکروں کے لیے جو کلام فراہم کیا ہوگا وہی کمی و بیشی کے ساتھ شامل کرلیا گیا ۔ جو شاعر وفات پاچکے تھے ان کا کلام یادداشتوں یا بیاضوں میں محفوظ ہوگا اور ان مآخذ سے بھی میر اور قائم دونوں ہی رجوع کرسکتے تھے ۔ کلام کی فراہمی کے سلسلے میں قائم کے احباب نے بھی ان کی مدد کی تھی، چنانچہ رائے سنگھ عاقل کا انھوں نے خصوصیت سے ذکر کیا ہے؛ ہوسکتا ہے کہ ان احباب نے مؤلف کے علم میں لائے بغیر کہیں ثانوی مآخذ پر اکتفا کرلیا ہو ۔

انتخاب کلام کے علاوہ مخزن نکات میں بعض خاص الفاظ سے میر کا رنگ جھلکتا ہے اور بالخصوص ریختہ کی تعریف میں قائم نے جو کچھ کہا ہے وہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نکات الشعرا کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے ۔ لفظ 'مراختہ'[1] کی بھی جو

---

۱ ۔ ''گاہ گاہ در مجلس مراختہ کہ این لفظ بہ وزن مشاعرہ تراشیدہ اند، ملاقات می شود ۔'' (میر، صفحہ ۱۳۷) ۔
''گاہ گاہ در مجلس مراختہ کہ اخراج این لفظ بر وزن مشاعرہ است، بہ نظر می آید ۔'' (قائم، صفحہ ۱۶۹) ۔

تعریف میر نے کی ہے وہی الفاظ قائم کے ہاں استعمال ہوئے ہیں ۔

۴ ۔ تذکرے پر ایک نظر

مخزن نکات شعرائے اردو کے ابتدائی تذکروں میں سے ہے ۔ یہ تذکرہ تین طبقات میں منقسم ہے اور اپنے معاصر تذکروں میں اس اعتبار سے منفرد ہے کہ اس میں اردو شاعری کے ادوار متعین کیے گئے ہیں ۔ اردو کی ادبی تاریخ مدون کرنے کی طرف یہ پہلا قدم تھا؛ بعد میں طبقات‌الشعرا (شوق) تذکرۂ شعرائے اردو (میرحسن) طبقات‌سخن (عشق و مبتلامیرٹھی) طبقات‌الشعرائے ہند (کریم‌الدین و فیاض) اور آب حیات (آزاد) میں کم و بیش اسی انداز کی تقلید کی گئی ہے ۔

اس تذکرے کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ اس میں شعرائے دکن کی ایک خاصی تعداد کو پہلی بار شمالی ہند سے متعارف کروایا گیا ہے ۔ تذکرۂ گردیزی میں دکنی شعرا کا ذکر ہے لیکن تعداد کم ہے اور معلومات محدود ؛ میر کے ہاں نسبتاً زیادہ شعرا جگہ پاتے ہیں لیکن بیان احوال اور انتخاب اشعار تشنگی کی حد تک مختصر ہے ؛ قائم کے ہاں مقابلتاً دکنی شعرا کی تعداد بھی زیادہ ہے اور ان کے بارے میں موصوف کی معلومات وسیع تر ہیں ۔

تین طبقات :

'مخزن نکات' کے تین طبقات میں سے طبقۂ سوم کے بیش‌تر شعرا خصوصاً دہلی والوں سے قائم کے ذاتی مراسم تھے ۔ ان میں اساتذہ بھی تھے اور نومشق بھی ۔ روابط کی نوعیت میں عمر اور مرتبے کے لحاظ سے فرق تھا ۔ بعض کے ساتھ قائم کو عقیدت

تھی ؛ کچھ کو ان سے تلمذ حاصل تھا ، اور زیادہ تر ایسے تھے جن سے ان کے تعلقات دوستانہ اور برادرانہ تھے ۔ ان کے بارے میں مؤلف نے چند سطروں میں بھی جو کچھ لکھا ہے وہ زیادہ‌تر ان کی ذاتی معلومات پر مبنی ہے اور سند کا درجہ رکھتا ہے ۔

مؤلف نے دہلی سے تعلق رکھنے والے طبقۂ دوم کے بھی چند شاعروں کا آخری زمانہ دیکھا تھا ، بعض کے ساتھ مشاعروں میں غزلیں بھی پڑھی ہوں گی ، اور جو بقید حیات نہیں رہے تھے انھیں بھی سفر آخرت اختیار کیے ہوئے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا ۔ اس دور کے شعرا سے متعلق انھوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ بھی بڑی حد تک ذاتی مشاہدے یا تحقیق کا نتیجہ ہے ۔

طبقۂ اول کے شعرا کے بارے میں البتہ مؤلف کو روایات یا دوسروں سے اخذ کی ہوئی معلومات پر انحصار کرنا پڑا ۔ بُعدِ زمانی و مکانی کے باوجود بعض دکنی شعرا کے بارے میں وہ جو کچھ لکھ گئے ہیں اتنا شاید کہیں اور نہ مل سکے گا ۔

ریختہ :

میر نے ریختہ کی چھ قسمیں قرار دی ہیں ۔ قائم بھی طبقۂ متاخرین کی تمہید میں صنائع شعری اور فارسی تراکیب کو ریختہ کرنے کے حسن و قبح پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ متاخرین (یعنی سودا ، میر ، درد اور قائم کا دور) کا طرزِ کلام فارسی شعرا کی روش پر ہے ۔ چنانچہ وہ تمام صنائع شعری جو متقدمین اساتذہ کے مسلمہ ہیں ، یہ شعرا استعمال کرتے رہے ہیں اور اکثر فارسی تراکیب جو اردوے معلّٰی کے محاورے کے مطابق مانوس گوش ہیں ان کے کلام میں پائی جاتی ہیں ۔ لیکن زبان مغل کا ریختہ میں ترجمہ کرنا اس لیے ناپسندیدہ ہے کہ اس صورت میں دونوں زبانوں میں سے کسی ایک کی بھی صحت

قائم نہیں رہتی ۔ بعض اصطلاحیں جو اس علاقے کے فصحا میں مستعمل ہیں اگر ان کا استعمال کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ۔ البتہ ایسے شعرا کا اتباع (مراد طبقۂ اول کے شعرا سے ہے) جن کا ایک مصرع ریختہ میں اور دوسرا فارسی میں ہو یا بعض جگہ ریختہ اور فارسی کے غیر مانوس الفاظ سے مخلوط ہو ، مذموم سمجھا جاتا رہا ہے ۔

زبان دکھن :

دکنی شاعری کے بارے میں قائم کی رائے کچھ زیادہ اچھی نہیں :

قائم میں غزل طور کیا ریختہ ورنہ
اک بات لچرسی ہ زبان دکھنی تھی

لیکن ساتھ ساتھ وہ اس لسانی نکتے سے بھی واقف ہیں کہ زبان ایک زندہ اور متحرک شے ہے ، اس میں جتنی لچک ہوگی اتنا ہی اس کا دائرۂ عمل وسیع ہوگا اور ادبی سرمائے کو جانچنے کے لیے مقامی لسانی خصوصیات کو بھی پیش نظر رکھنا ہوگا :

"ہر چند اکثر الفاظ غیر مانوس گوش ہای مردم مستعمل ایشان است، لیکن چون موافق زبان دکھن راست و درست است پیش ہمہ کس راہ ہ دل دارد ۔"

تلاش لفظ تازہ و ایہام کی مذمت :

دکن کی 'لچر' شاعری کو وہ بہر حال شمالی ہند کی دور ایہام گوئی کی تخلیقات پر فوقیت دیتے ہیں :

"نہ این ستم کہ بعضی از شعرائی ابتدائی زمانۂ محمد شاہ ہ اعتقاد خود تلاش لفظ و ایہام نمودہ شعر را از مرتبۂ بلاغت انداختند تا ہ معنی چہ رسد غرض ناگفتہ ہ ۔"

تذکرے میں تاریخ کا عنصر :

قائم کے وقت میں شعرائے اردو کے تذکروں میں سنین یا تاریخ وفات رقم کرنے کا رواج نہیں تھا (شفیق ، میر حسن ، مصحفی اور علی ابراہیم وغیرہ نے اس کا التزام کیا ہے) لیکن جہاں انھوں نے شاعری کے ادوار متعین کرکے تذکرے اور ادبی تاریخ میں باہم ربط قائم کیا وہاں سنین معین نہ کرنے کے باوجود بعض شعرا کے حالات میں اس قسم کے اشارے فراہم کردیے جن سے اس فروگزاشت کی کسی حد تک تلافی ہو جاتی ہے اور تذکرے کی افادیت بڑھ جاتی ہے[1] ۔ مثلاً :

اشتیاق : ''مدت ہفت سال شدہ باشد کہ بہ دارالبقا انتقال نمودہ است ۔''

مضمون : ''مدت دہ سال است کہ بہ اجل طبعی درگزشت ۔''

ثاقب : ''سابق برین چہار سال گاہ گاہ اتفاق دیدنش می افتاد ؛ از چندی مفقودالخبر است ۔''

عاصمی : ''سابق برین دو سال (یا دہ سال) از جہان رفت ۔''

محتشم علی حشمت : ''قبل ازیں ہفت سال بہ مرگ دفعتاً از جہان رفت ۔''

محمد علی حشمت : ''سابق برین دہ سال بہ رفاقت قطب‌الدین علی خاں . . . . . بہ سمت چکلۂ مراد آباد رفتہ بود ؛ چون درآنجا . . . . . پای جنگ بہ میان آمد ، مع خان مذکور

---

۱ ۔ اس بات کا اعتراف اسپرینگر نے بھی کیا ہے جو قدیم ہندوستانی ادب کی تاریخ کے لیے اس تذکرے کو سب سے مفید ماخذ قرار دیتا ہے :

"This is the most valuable work of the early history of Hindustani literature." (Catalogue, p. 179)

بہ جرأت مردانہ کشتہ شد ۔"

نادر : "قبل ازیں دو سال در کوٹلہ فیروز شاہ . . . . مسلول شدہ انتقال نمود ۔"

گرامی : "در آخر سلطنت حضرت فردوس آرام گاہ حرف وجودش گزلک فنا از صفحۂ روزگار برداشت ۔"

کم ترین : "در ہمیں سال از جہان رفت ۔"

رسوا : "مدت چند ماہ است کہ . . . . از جہان رفت ۔"

وغیرہ وغیرہ ۔

سیاسی حالات کی عکاسی :

قائم کا زمانہ سیاسی اعتبار سے نہایت پر آشوب تھا ۔ طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا ۔ ناسازگار حالات نے انھیں دہلی کو خیرباد کہنے پر مجبور کیا ۔ سیاسی انتشار ، معاشی زبوں حالی اور کساد بازاری کی عکاسی احوال مؤلف اور فغاں کے علاوہ اور بھی کئی مقامات پر ہوتی ہے ۔ مثلاً :

محمد حسین مخلص : "ہرچند خانہ زاد موروثی است لیکن چون ارکان سلطنت از احوال امثال چنیں مردم غافل واقع شدہ اند بنا بر این بہ نقد قلیل در رسالہ گزر خدمت می نماید ۔"

حزیں : "پیش ازیں بہ علاقۂ روزگار در دہلی بود ، الحال کہ کساد بازاری مردم کاریست از شہر در رفت ۔"

بیاں : "دریں ایام بیکار است ۔"

نثار : "پیش ازیں در دہلی بہ سپاہی پیشگی می گزراند ، درین ایام . . . بہ طرف امروہہ رفت ۔"

سیرت نگاری :

تذکرے میں اختصار پسندی کا رجحان اور روایتی اخلاق و وضع داری سیرت کی صحیح عکاسی میں حارج رہے ہیں ۔ بعض

موقعوں پر عقیدت مندی کے اظہار میں مؤلف اس حد تک آگے بڑھ جاتے ہیں کہ سیرت کے صحیح خد و خال اُجاگر ہونے سے پہلے ہی خوشنما اور خوش آہنگ انداز بیان میں گم ہوجاتے ہیں ۔ پھر بھی نہایت مختصر الفاظ میں سیرت نگاری کے دل چسپ نمونے بھی مل جاتے ہیں ۔ صرف چند مثالیں پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔ یہ ان لوگوں سے متعلق ہیں جن سے قائم ذاتی طور پر واقف تھے :

مظہر جان جاناں : ”مرہم گزار سینۂ ریش ، بمعنی بادشاہ بہ صورت درویش ، معنی آگاہ ، عارف باللہ . . . عالم و عامل ، عارف و کامل ، سرآمد ارباب تحقیق و پیش رو اہل تدقیق است ۔ اگر در نازک مزاجی و میرزائی ہم رنگ نکہت گلشن دانند ، بجاست ؛ و اگر در زمزمہ سازی و سخن طرازی ہم آہنگ بلبلش خوانند ، رواست ۔“

خاکسار : ”در حقیقت متمکن و بہ اعتقاد خود ظریف ، ہرچند شوخیش با استاد و غیر استاد بر سر رشتۂ مزاح می‌آرد لیکن تمکنتش تاب شنیدن جواب ندارد ۔“

ہدایت : ”بسیار باستغنا می‌گزراند و بر درہا نمی ریزد و بالجملہ مردی از قوم افاغنہ باین جمعیت اخلاق و احوال کمتر بہ نظر آمدہ ۔“

عاصمی : ”در کمال دانائی و ہشیار خرامی و بذلہ گوئی و نادر کلامی مستثنای روزگار بود ۔“

محمد علی حشمت : ”حیا و حمیت و اہلیت و آدمیت زائدالوصف داشت ۔“

ضیاء : ”بہ شاہد پرستی مشہور است و لیل و نہار با شاہدان روزگار محشور . . ہر جا کہ ملاقات می‌نماید بہ مردم بسیار

بہ آدمیت پیش می‌آید ۔"

مائل : "باوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ اتصاف دارد ۔"

ممتاز : "بہ بلند فطرتی موصوف و معاملہ دانی معروف است ۔"

سنتوکھ رائے بیتاب : "کم دماغ و خلوت دوست است ۔"

شخصی روابط کی بازگشت :

شاعروں کے احوال میں مؤلف نے ان کے ساتھ اپنے مراسم پر بھی روشنی ڈالی ہے ۔ ان تعلقات کی نوعیت میں وقت ، عمر اور مرتبے کے اعتبار سے فرق ہے ۔ میل جول کا آغاز بچپن سے ہوتا ہے جب قائم نے ناجی کو دو ، تین بار اپنے گھر پر دیکھا تھا ۔ لڑکپن میں وہ دو ، تین بار مضمون کی خدمت میں حاضر ہوئے ؛ اشتیاق سے بھی ایک بار ملنے گئے تھے ۔

شعرا کے حلقے میں شامل ہونے کے بعد فقیر ، مظہر ، سودا اور درد سے بالخصوص ان کے روابط میں عقیدت کا عنصر غالب ہے ۔ کلیم ، قدرت اور ندیم کا سلوک ان کے ساتھ مشفقانہ تھا (بر احوال فقیر شفقت‌ہا کند) ۔ زکی کو ایک مرتبہ نعمت‌اللہ‌خاں کے مکان پر دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا ۔ قلندر بھی اکثر مرزا مظہر کے ہاں نظر آ جاتے تھے ، اور پاکباز ، کرم‌اللہ خاں درد ، فرحت وغیرہ سے مشاعرے کی محفلوں میں ملاقات ہو جاتی تھی ۔ فدوی ، حاتم ، فراق اور بیدار سے راہ و رسم تھی (با فقیر ہم آشنائی دارد) شاکر بھی اکثر ملنے آ جاتے تھے (بنا بر نسبت قرب وطن و دیگر مناسبتی کہ دارد ، اکثر برای دیدن فقیر می آید) ۔ اور میر سوز سے قدیم تعلقات ہونے کے علاوہ 'ہم فرقگی' کی بنا پر اکثر دربار معلّٰی میں ساتھ رہتا تھا ۔ عاصمی (با فقیر جو ششہا داشت) ۔ محمد علی حشمت (با فقیر دوستی ہا داشت) فضل علی دانا (با فقیر دم دوستی دارد) اور ممتاز (با فقیر مؤلف نسبتی خاص دارد) سے

زیادہ خصوصی روابط تھے ۔ سنتوکھ رائے بیتاب دوست بھی تھے اور شاگرد بھی ؛ اور منت ، شاداب اور وفا مؤلف سے مشورۂ سخن کرتے تھے ۔

مؤلف کا محل سکونت اور ہمسائے :

دلاور خاں ہمرنگ ، ہدایت ، میر اور یادگار علی سید کو بھی مؤلف نے اپنے ملاقاتیوں میں شامل کیا ہے ۔ یہ بھی انکشاف ہوتا ہے کہ یہ چاروں شاعر قائم کے نزدیک ہی سکونت رکھتے تھے ۔ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ قائم یا ہمرنگ ، ہدایت اور سید کی رہائش دہلی کے کس محلے میں تھی لیکن خواجہ احمد فاروق کی تحقیق کےمطابق ''۱۷۵۳ع (۶۷-۱۱۶۶ھ) میں میر نے اپنے استاد اور پیر و مرشد خان آرزو کی ہمسائیگی بھی چھوڑ دی اور امیر خاں مرحوم کی حویلی میں رہنے لگے۔'' (میر تقی میر۔حیات اور شاعری ، صفحہ ۸۹) ۔ مخزن نکات کی تالیف کے وقت میر اسی حویلی میں رہتے ہوں گے ۔ امیر خاں کی حویلی کے محل وقوع کا پتا نہ چل سکا لیکن 'امیر خاں کے بازار' کا ذکر بشیرالدین احمد دہلوی نے 'واقعات دارالحکومت ہند' میں کیا ہے : ''چتلی قبر سے آگے بڑھکر دلی دروازے تک امیر خاں کا بازار کہلاتا ہے۔'' (جلد دوم ، آگرہ ۱۹۱۹ع صفحہ ۱۶۶) ۔ امیر خاں کی حویلی بھی اسی بازار میں ہوگی ۔ یہ جامع مسجد کا نواحی محلہ ہے اور یہ باورکیا جاسکتا ہے کہ یہ پانچوں شاعر جامع مسجد اور قلعۂ معلیٰ کے نزدیک اسی بازار میں سکونت رکھتے ہوں گے ۔

نقد و تبصرہ :

'تاریخیت' کے بعد 'مخزن نکات' کی دوسری بڑی خصوصیت تنقید کا سلجھا ہوا انداز ہے ۔ میر اور قائم دونوں بڑے شاعر ہیں اور دونوں میں اچھے کلام کو پرکھنے کی پوری صلاحیت موجود

ہے ۔ لیکن میر فن کو ذاتی تعلقات کے معیار پر جانچتے ہیں اور کبھی کبھی ذاتی پسند یا ناپسندیدگی کی رو میں آ کر فنی تقاضوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں ۔ خاکسار ، محمد علی حشمت اور حاتم سے انھیں پرخاش تھی لیکن حشمت کے ریختہ کو ''بسیار پاجیانہ می گفت ، گپہا دارد'' کہنا ، یا خاکسار کے بارے میں یہ رائے کہ ''شعر ریختہ می گوید و خود را دور می کشد و بسیار سفلگی می کند بلکہ از تنک آبی بنائے ریختہ را بآب رسانیدہ'' یا شاہ حاتم جیسے بزرگ کو 'جاہل و متمکن' جیسے خطابات سے نوازنا اور ان کے شعر میں ابتذال کی حد تک تحریف کرنا نہ تو عمدہ سیرت نگاری ہے اور نہ صحت مند تنقید ۔

نقاد کا کام بے رحمی سے نشتر چلانا یا زخم کو کریدنا نہیں، اس کا کام یہ ہے کہ وہ اشد ضرورت کے وقت نہایت چابکدستی سے فاسد مادے کو خارج کرے تاکہ متاثرہ عضو دوبارہ نیا خون قبول کر سکے ——— اور کمال اعتماد یہ ہے کہ مریض بہ رضا و رغبت اپنے آپ کو عمل جراحی کے لیے پیش کردے ۔

قائم نے ایک موقع پر بھی اپنے نشتر کا غلط استعمال نہیں کیا ہے ۔ ان کے سامنے نقد و تبصرہ کے جو بھی معیار تھے ان کی روشنی میں شعر کے معائب و محاسن پرکھنے کی کوشش کی ہے اور ذاتی اختلافات کو کبھی اپنی رائے پر اثر انداز نہیں ہونے دیا ۔ انتخاب کلام کے سلسلے میں ایک دو جگہ ضرور جانب داری کا گمان ہوتا ہے (سودا کے ۱۳۴ شعر لیے گئے ہیں اور میر کے صرف ۲۴ ؛ جب کہ ان سے کم رتبہ شعرا کے اس سے زیادہ اشعار شامل تذکرہ کیے گیے ہیں ۔ ۲۴ اشعار میں بھی 'بغایت پست' والے شعر زیادہ ہیں) لیکن ان کی تنقید کا عام انداز نسبتاً بے لاگ اور ہمدردانہ ہے ۔ خوبیوں کی انھوں نے دل کھول کر داد دی ہے

اور خامیوں کی طرف نہایت سلیقے اور نرمی سے توجہ دلائی ہے ۔ ناجی ایک جگہ 'باتیں' کا قافیہ 'جاتے' باندھ گئے ہیں ؛ اس کے بارے میں لکھتے ہیں :

" صحت قافیہ درین مطلع معلوم نمی‌شود ، خدا داند کہ شاعر بجای خود چہ فہمیدہ باشد ۔"

احسن اللہ احسن کا کلام ایہام اور تلاش لفظ تازہ کا ایک نادر نمونہ ہے ۔ قائم کے زمانے تک یہ تحریک اپنے دن پورے کر چکی تھی ۔ احسن کے احوال میں وہ اس 'ذہنی ورزش' کے خلاف ردعمل کے اصل سبب پر روشنی ڈالتے ہیں :

" از بسیاری ہجوم الفاظ معنی شعرش کم تر بہ نظر می‌آید ۔ ابیاتی کہ بعد غربال کردن دیوانش بہ نظر برآوردہ ام غیر ازین دو سہ بیت بہ نظر نیامدہ ۔"

کلیم کی شاعرانہ عظمت کے معترف ہیں اور ان کی قوت و قدرت بیان کے اظہار میں مبالغے کی حد تک جانا گوارا ہے، لیکن :

"دیوان ضخیم دارد اما شعرش موافق‌سلیقۂ سخن سنجی یاران حال کمتر می برآید ۔"

محمد افضل کے احوال میں لکھتے ہیں کہ قبول عام اور بات ہے اور کلام کا معیاری ہونا اور :

" اگرچہ ربط کلامش چندان مضبوط و مربوط نیست لیکن . . . تصنیفاتش بمرتبہ موثر دلہا است کہ از حیز تحریر و تقریر افزون است ۔"

حاتم کے بارے میں بھی ان کی رائے نہایت متوازن ہے :

" شعر خوب جستہ جستہ می برآید ۔"

دبستان دہلی کے ابتدائی دور میں مرثیہ‌گوئی انحطاط کا

شکار رہی ہے ۔ ندیم کے احوال میں قائم اس رجحان کا سبب بیان کرتے ہیں :

"سابق برین چند سال اکثر مرثیہ . . . بہ قوت تمام می‌گفت . . . بالفعل کہ گفتن احوال بی ادبانہ دل نشین مردم است ، دست ازین کار برداشتہ بہ نظم شعر ریختہ مشغول است ۔"

نقد و تبصرہ کی چند اور مثالیں پیش خدمت ہیں :

محسن : "طبعش خیلی مناسب شعر افتاد ، اگر چندی مشق سخن خواہد کرد بسیار مرتب خواہد گفت ۔"

سلام : "محک سخن بود ، شعر را نیکو می‌گفت ۔"

بسمل : "آہنگ سخن سرائی دارد اما از کم بغلی و بی‌بضاعتی در گرو عاجز بیانی می باشد ؛ چیزی کہ در دل او برزند بر لب اظہار نمی‌تواند آورد ۔"

ہم رنگ : "مزاجش پیرایۂ سادگی دارد ، اکثر حرف ہای ناشمردہ برگزراند ۔"

زار : "باوجود کم بضاعتی و نومشقی طرز کلامش خالی از انداز نیست ۔"

مائل : "او را در سخن سرائی طرز مخصوص است ۔"

دیانت داری :

ماخذات کی بحث میں یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ مؤلف نے ہر شاعر کے بارے میں فرداً فرداً نہ سہی لیکن جن ماخذ سے رجوع کیا ہے ان کا کہیں نہ کہیں ذکر ضرور کیا ہے (صرف تذکرۂ میر کے بارے میں وہ خاموش ہیں لیکن خود میر اور گردیزی کی بھی یہی کیفیت ہے) ۔ بعض شعرا کے متعلق قائم کو پوری معلومات دستیاب نہیں ہوئی تھیں ، چناں چہ علیم ،

لطفی ، فخری ، محمود ، محقق ، یک رنگ ، بے نوا ، بھید وغیرہ کے بارے میں انھیں جو کچھ معلوم تھا وہ لکھ دیا ہے اور اپنی کم علمی کا صاف صاف لفظوں میں اظہار کر دیا ہے ۔ تذکرے کے لیے اشعار کی فراہمی کے سلسلے میں رائے سنگھ عاقل کی اعانت کا اعتراف کرکے قائم نے علمی دیانت کی بڑی عمدہ مثال قائم کی ہے :

"چون فقیر قصد نوشتن این بیاض کرد در فراہم آوردن اشعار مردم کوشش بلیغ بکار برد ؛ شاید کہ اگر از اعانت این بزرگ نمی بود ، سرانجام این کار از ہمچو من بی دماغ صورت نہ می‌بست ۔"

مؤلف کی فروگزاشتیں :

تذکرے کے محاسن کے مقابلے میں معائب اتنے کم ہیں کہ انھیں آسانی سے نظر انداز کیا جا سکتا ہے ۔ تاہم ان کی نشان‌دہی ضروری معلوم ہوتی ہے :

۱ ۔ فارسی تحریر پر مؤلف کو وہ قدرت نہیں معلوم ہوتی جو مثلاً میر ، علی ابراہیم ، مصحفی یا قاسم کو ہے ۔

۲ ۔ سعدی ہندی کے ریختہ کلام کو شیخ سعدی شیرازی سے منسوب کرنا صحیح نہیں ۔ میر اور گردیزی دونوں کو اس نظریے سے اختلاف تھا ۔

۳ ۔ مرزا ابوطالب کی زبانی براہ‌راست بعض روایات کا مرزا سودا تک پہنچنا قرین قیاس نہیں ۔ ابوطالب کی دہلی میں آمد اور مرزا سودا کی ولادت کا زمانہ تقریباً ایک ہی ہے اور ایک نو مولود بچے سے بات چیت ممکن نہیں ۔

۴ ۔ سراج اورنگ آبادی کو طبقۂ اول میں جگہ دی گئی ہے حالانکہ وہ طبقۂ دوم کے شاعر ہیں ۔

۵ - ' مثنوی در تعریف قلیان ' جعفر علی خاں زکی نے محمد شاہ بادشاہ کی فرمائش پر نظم کرنا شروع کی تھی لیکن شاہ حاتم نے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور یہ ان کے ' دیوان زادہ ' میں شامل ہے ۔

۵ - مخزن کے نسخے

مخزن نکات کے صرف دو نسخوں کا پتا چل سکا ہے ۔ ان میں سے ایک مطبوعہ ہے اور دوسرا قلمی ۔ دونوں کے کوائف درج کیے جاتے ہیں ۔

۱ - 'مخزن نکات' مرتبہ مولوی عبدالحق ، شائع کردہ انجمن ترقی اردو ، اورنگ آباد ۱۹۲۹ع ۔ مقدمہ مع انتخاب کلام (بخط ٹائپ) ۲۵ صفحے ؛ متن (لتھو) ۷۹ صفحے ؛ حواشی یا اشاریہ ندارد ۔

اس کے ماخذ سے متعلق تفصیلات تاریکی میں ہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ مخطوطہ کس کی ملکیت تھا ۔ مولوی نصیرالدین ہاشمی مرحوم نے کتب خانۂ نواب سالار جنگ (ایک جلد ، حیدرآباد ۱۹۵۷ع) اور کتب خانۂ آصفیہ (دو جلدیں حیدرآباد ۱۹۶۱ع) میں محفوظ اردو مخطوطات کی جو فہرستیں شائع کروائی ہیں ان میں اس تذکرے کے قلمی نسخے کا کوئی ذکر نہیں ہے ، اور کتب خانۂ انجمن ترقی اردو ، کراچی میں بھی موجود نہیں ہے ۔

مکرمی جناب خلیل الرحمان داؤدی صاحب کی عنایت سے راقم کو اس نسخے کی جو مطبوعہ 'ڈمی' اور ابتدائی پروف دستیاب ہوئے ہیں ان سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ اس تذکرے کا متن اصل میں ڈیوڑھی مستقیم الدولہ ، چھتہ بازار ، حیدرآباد دکن کے ایک

تاجر کتب سید رستم علی نے لتھو میں چھپوایا تھا ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ بعد میں انجمن ترقی اردو نے اس کے حقوق حاصل کر لیے اور اس پر مولوی عبدالحق مرحوم نے مقدمہ لکھ کر شائع کروا دیا ۔ صفحہ ۸۰ پر تاجر کا نام اور اشتہار چھپ چکا تھا جسے دبیز کاغذ کے پردے میں محفوظ کر دیا گیا ۔

۲ ۔ 'مخزن نکات' نسخۂ خطی مخزونہ انڈیا آفس لائبریری ، لندن کیٹلاگ نمبر بی ۵۵ ؛ مسطر ۱۱ ؛ سائز $۸\frac{۱}{۴}$ انچ × $۸\frac{۳}{۴}$ انچ ؛ شکست آمیز نستعلیق ؛ ورق ۸۶ ؛ کاتب کا ترقیمہ ندارد ۔

قرائن سے پتا چلتا ہے کہ یہ وہی نسخہ ہے جو 'شاہ اودھ کے کتب خانوں کی فہرست' کی تیاری میں ڈاکٹر اسپرینگر کے پیش نظر رہا ہے ۔ اسپرینگر نے اندازاً اس کا سائز (اوکٹاوو) اور تعداد صفحات (تقریباً ڈیڑھ سو) لکھ دی ہے ۔ (موصوف نے اس تذکرے کو نقل کروایا تھا اور افسوس کے ساتھ اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ لکھنؤ کے دوران قیام میں وہ اس نسخے سے ضروری یادداشتیں قلم بند نہ کر سکے تھے) لیکن اس نسخے کے متعلق ان کی رائے اور 'فہرست شعرا' کے تجزیے سے ہمارے قیاس کی تائید ہو جاتی ہے ۔

اس نسخے کا کاتب نہایت غیر محتاط ہے ؛ کتابت کی غلطیاں بے شمار ہیں ، کتنے ہی الفاظ لکھنے سے رہ گئے ہیں اور سودا ، درد اور میر کے کافی اشعار صرف شروع کے ایک دو الفاظ لکھ کر نامکمل چھوڑ دیے گئے ہیں (جن کی خانہ پری مطبوعہ دواوین کی مدد سے کر دی گئی ہے) ۔ انعام‌اللہ خاں یقین کے احوال کا زیادہ حصہ اور میر حسن‌علی شوق اور محمد فقیہ دردمند کے مکمل تراجم بھی کاتب کی لاپروائی کی نذر ہو گئے ہیں ۔

ان خامیوں کے باوجود نسخے کی افادیت اس لیے مسلم ہے کہ اس میں علیم ، شاہ محداعظم ، میر علی تقی کافر ، قمرالدین منت ، مراد علی حیرت اور محمد شاکر کے مکمل تراجم کے علاوہ جگہ جگہ نہایت مفید اضافے کیے گئے ہیں جو مطبوعہ نسخے میں نہیں ہیں (ان کی نشان دہی حواشی میں کر دی گئی ہے) دونوں نسخوں کے مطالعے سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ طبع شدہ نسخہ نقش اول ہے اور مخطوطۂ لندن ، نقش ثانی ، جس میں ضروری ترامیم اور اضافے بھی شامل ہیں ۔ موجودہ متن اسی مخطوطے کے مطابق ہے ۔

اس قلمی نسخے کا مائیکرو فلم حاصل کیا گیا جس کے لیے مرتب کارکنان انڈیا آفس لائبریری کا شکر گزار ہے ۔

'مخزن نکات' کے کچھ اور بھی نسخے ہوں گے جن کا پتا لگانا ضروری ہے ۔ بعض تذکروں میں اس قسم کے اشارے ملتے ہیں ۔ مثلاً سعادت خاں ناصر نے قائم سے یہ روایت منسوب کی ہے کہ جب سودا شیخ علی حزیں سے ملنے گئے تو وہ بھی استاد کے ہمراہ تھے ۔ اس روایت کا ماخذ درج نہیں ہے لیکن ممکن ہے کہ یہ واقعہ 'مخزن' کے کسی تیسرے نسخے سے نقل کیا گیا ہو ۔

اسی طرح عشق و مبتلا میرٹھی نے قائم کے احوال میں لکھا ہے کہ میرے اشعار و احوال ان کے (قائم) تذکرے میں درج ہیں——اور مؤلف 'طبقات سخن' کا احوال و انتخاب کلام ان دونوں نسخوں میں بہرحال شامل نہیں ہے ۔

رضا لائبریری ، رام پور میں بھی تذکرۂ قائم کے پہلے دو طبقات کا اردو ترجمہ قلمی شکل میں موجود ہے ۔ محسن علی محسن مؤلف 'سراپا سخن' اس کے مترجم ہیں ۔ اس ترجمے کے اقتباسات مکرمی جناب کلب علی خاں صاحب فائق رام پوری کے پاس محفوظ

ہیں جن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ محسن نے اپنی طرف سے اس میں اتنے اضافے کیے ہیں کہ ترجمے سے زیادہ اس پر تالیف کا گمان ہوتا ہے۔

تذکرۂ مخزن نکات

از

قیام الدین قائم چاند پوری

مرتبہ

پروفیسر ڈاکٹر اقتدا حسن

دیباچۂ مؤلف[1]

رنگینی کلمات و دلنشینی فقرات بہ حمد سخن پنابی است کہ بنای مصرع موزون قامت خوبان گذاشتۂ اوست و روانی خامہ و دلکشای نامہ بہ ثنای دانش آگاہی کہ بیت ناخن بدل ابروی خوبان کہ دل از دست می‌برد نگاشتۂ او ، و تحف تحیات رسالت مآب کہ ناظم حقیقی دیوان کائنات را بہ مصداق کلام صدق التیام 'لولاک' بہ طفیل ذات مبارکش تدوین نمودہ و رباعی مدارج اربعہ را با چہار یارش کہ چون مصراع رباعی عناصر باعث قیام عالم اند حسن تزئین فرمود و صلی اللہ علیہ و آلہ علی قدر فضلہ و کمالہ و سلّم[2] ۔

---

۱ - 'تذکرۂ مخزن نکات' کی ترتیب میں مندرجہ ذیل مخففات کا التزام کیا گیا ہے :
مخ = مخزن نکات ، نسخۂ خطی ، مخزونہ انڈیا آفس لائبریری ، لندن ، کٹیلاگ نمبر B 55 ؛
مط = مخزن نکات ، نسخۂ مطبوعہ ، مرتبہ مولوی عبدالحق اورنگ آباد ۱۹۲۹ع ۔

۲ - اس پیراگراف کی عبارت مط میں اس طرح ہے : ''بعد حمد سخن

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

اما بعد بر ضمیر مهر تنویر سخن طرازان ہندوستان و طوطیان شکر شکن این[1] بوستان مخفی و محتجب نماند که تا الآن[2] در ذکر و بیان اشعار و احوال شعرای ریخته کتاب[3] تصنیف نگردیده و تا این زمان ہیچ انسان از ماجرای شوق افزای سخنوران این فن سطری به تالیف نرسیده[4]۔ بنا بر این فقیر مؤلف محمد قیام‌الدین بعد از[5] کوشش تمام و سعی مالا کلام[6] دواوین این اعزه فراہم آورده پارۂ ابیات از ہر کدام بر سبیل یادگار[7] در ذیل این بیاض که مورخ موسوم به 'مخزن نکات' است[8] به قید قلم درآورده ۔ و برای امتیاز طرز کلام طبقات علاحده که تفصیل آن پیشتر است ، ترکیب داده که شاید[9] مقبول خاطر خطیر صاحب دلی گردد یا در نظر والا نظری منظور افتد ۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

آفرین که بنای مصرع موزون قامت خوبان گزاشته اوست و بیت ناخن بدل ابروی محبوبان که دل از دست می برد نگاشتهٔ او و تحف تحیات بجناب رسالت مآب.....به یمن ذات مبارکش.....که چو مصراع رباعی عناصر باعث قیام عالم از حسن تزئین فرموده ۔''

۱ - شکر شکر این (مخ)
۲ - تا الی آلان (مط)
۳ - کتابی (مط)
۴ - ''انسانی...سطری تالیف نه رسانیده''۔ (مط)
۵ - 'از' اضافهٔ مرتب ۔
۶ - بعد کوشش تام و سعی تمام (مط)
۷ - 'یادگار' مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے ۔
۸ - که به 'مخزن نکات' موسوم است (مط)
۹ - شاید که (مط)

بهرحال التماس به جماعهٔ معنی شناس آنست که این هیچ مدان را بمجلدوی این خدمت به دعای خیر یاد فرمایند و از خطای رفته که خواص بشری است اعراض[1] نمایند ـ مصرع :

که هیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

طبقهٔ اول : در بیان اشعار شعرای متقدمین ـ
طبقهٔ دوم : در ذکر کلام سخنوران متوسطین ـ
طبقهٔ سیوم : در بیان اشعار و احوال سخن طرازان متاخرین ـ

---

۱ ـ اغماض (مط)

طبقۂ اول

در بیان اشعار شعرای متقدمین

۱ ، ۲ - سعدی و خسرو :

اتفاق بعضی از مورخین بر آنست کہ چون حضرت شیخ سعدی شیرازی قدس اللہ روحہٗ[1] در ہنگام سیر و سیاحت بہ طرف گجرات تشریف آوردند بسبب[2] مجاورت سومنات چنانکہ در نسخۂ بوستان خودش ایمای بر آن فرمودہاند لختی بر زبان این دیار

---

۱ - سعدی کی شخصیت سے متعلق قائم کو مغالطہ ہؤا ہے - متعلقہ اشعار سعدی شیرازی کے نہیں بلکہ ان ہی کے ایک ہم نام (یا ہم تخلص) کے ہیں جو بقول حکیم شمس اللہ قادری (اُردوے قدیم ضمیمہ اول) کاکوری کے باشندے تھے، عہد اکبری سے تعلق رکھتے ہیں اور ۱۰۰۲ھ سال وفات ہے - (مزید ملاحظہ ہوں : 'سعدی کاکوروی' از نثار احمد فاروقی ، رسالہ 'نیا دور' لکھنؤ شمارۂ دسمبر ۱۹۵۷ع یا رسالہ 'معاصر' پٹنہ حصہ نہم - اور 'شیخ سعدی ہندی' از تحسین سروری ، رسالہ 'اُردو نامہ' شمارۂ ہشتم ، وغیرہ) - اس سے قطع نظر مورخین اس بارے میں تو متفق ہیں کہ سعدی شیرازی میسوپوٹیمیا ، ایشیاے کوچک ، شام ، مصر اور مکہ تشریف لے گئے تھے لیکن موصوف کی سیاحت ہندوستان اور کاشغر کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے -

۲ - 'بسبب' مخ میں شامل نہیں ہے -

وقوف یافته ، یک دو بیت ریخته که بعد ازین مرقوم خواهد شد ، بر سبیل تفنن بقید نظم درآورده[1] ـ

بعد ازان حضرت امیر[2] بر بیان بنا طراحی و لغزهای[3] بسیار بکار بردند ـ هر چند سلیقهٔ[4] سخن سنجی آن وقت دور از فصاحت ریخته گویان حال است و از عبارات غیر مانوس مالا مال[5] ، لیکن بپاس طبیعت مشتاقان بر جنس سخن دو سه چهار بیت ازان ابیات[6] تبرکاً و تیمناً درین مقام قلمی می‌گردد ـ و از آثار و احوال[7] این هر دو بزرگوار چه نویسد که مورخان سلف در کتب تواریخ متداوله ضبط نموده‌اند اظهر من‌الشمس و ابین من الامس است ـ

سعدی : اے مردمان شہر شما کیسی بری یہ ریت ہے
ہے ہے نمی پرسد کسے پردیسیا ماریت ہے
سعدی طرح انگیختہ شہد و شکر آمیختہ
در ریختہ ، در ریختہ ، ہم شعر ہے ہم گیت ہے

---

۱ ـ اس پیراگراف کی عبارت میں مط میں جہاں جہاں اختلاف ہے وہ درج کیا جاتا ہے : ''اتفاق جمہور برآن است ... در ہنگام سیاحت ... چنان که در نسخهٔ بوستان مذکور است بزبان این دیار وقوف یافته یک دو غزل ریخته که بعد ازین مرقوم خواهد شد مع دیگر ابیات بر سبیل تفنن ارشاد فرمودند ـ''

۲ ـ یعنی حضرت امیر خسرو ، متوفی ۷۲۵ھ ـ

۳ ـ تعمیر های (مط)

۴ ـ ''و از ... مالا مال'' مط میں نہیں ہے ـ

۵ ـ ازان انتخاب (مط)

۶ ـ و از احوال (مط)

لخسرو : ز حالِ مسکیں مکن تغافل درائے نیناں بنائے بتیاں
چوتابِ ہجراں نہ دارم اے جاں نلیوہ کاہے لگائے چھتیاں[1]

زرگر پسرے چو ماہ پارا !
"کچھ گھڑیے سنوارے" پکارا
نقدِ دلِ من ربود و بشکست
آخر نہ گھڑا نہ کچھ سنوارا

۳ - نوری :

جامع فضائل معنوی[2] و صوری ، حقیقت آگاہ ملا نوری از قاضی زادہ های قصبۂ اعظم پور است - در فن بدیع و معما سرآمد روزگار خود بود ، و شعر فارسی بسیار بدیہہ[3] می گفت - چنانچہ قصائد طویل الذیل از وی یادگار است - گویند وقتی کہ ابوالفیض فیضی مثنوی 'نل و دمن' تصنیف می کرد، چون باین مصرع رسید:

موی شدہ ام ز ناتوانی

بجہت تمامی معنی افتادہ[4] و مضمون مصرع ثانی بخاطرش نمی رسد[5] ؛ ملای مذکور بسابقۂ معرفتی کہ داشت برای ملاقات وی رفتہ بود بحقیقت حال وا رسید ، مصرع بر بدیہۂ[6] گفت :

مو بر تن من کند گرانی

---

۱ - یہ شعر مط میں شامل نہیں ہے - 'پنجاب میں اردو' از شیرانی (طبع دوم) صفحہ ۱۷۳ ، میں 'درائے' کی بجائے 'دورائے' اور 'نلیوہ' کی بجائے 'نہ لیہو' ہے -
۲ - معنی (مخ)
۳ - برتبہ (مط)
۴ - معنی بند افتاد (مط)
۵ - رسید (مط)
۶ - مصرع بداہۃً گفت (مط)

فیضی بر لطف طبیعتش آفرین کرد و ازان باز او را بسیار دوست می‌داشت - دو سه غزل ریخته بطور قدما از وی مسموع است ؛ اما بالفعل سوای این یک بیت مقطع چیزی دیگر[۱] در خاطر نیست :

ہر کس کہ خیانت کند البتہ بترسد
بیچارۂ نوری نہ کرے ہے نہ ڈرے ہے

۴ - افضل :

محمد افضل مردیست از سکان قصبۂ جهنجهانه[۲] - اگرچه ربط کلامش چندان مضبوط و مربوط نیست ، لیکن ازان جا که قبول بی سبب و رد بی غضب خاصۂ جناب ازلی است تصنیفاتش بمرتبه مؤثر دلها است که از حیّز تحریر و تقریر افزون است[۳] ، و مثنوی 'بکٹھ کہانی' از وی یادگار است - زمانه اش از قدم ابیاتش قیاس باید نمود[۴] - این یک بیت از مثنوی مشهور اوست :

پڑی ہے[۵] گل میں میرے پیم پھانسی
مرن[۶] اپنا ہے اور لوگوں کی ہانسی

---

۱ - 'دیگر' مط میں نہیں ہے -

۲ - مردیست از سکان دیار مشرق (مط)- مولانا افضل جهنجهانوی یا پانی پتی کا انتقال ۱۰۳۵ھ میں ہؤا ('پنجاب میں اردو' - نیز ملاحظہ ہو : بکٹ قصبۂ افضل جهنجهانوی از حافظ محمود شیرانی ، مشمولہ مقالات حافظ محمود شیرانی ، جلد دوم ، لاہور ۱۹۶۶ع صفحہ ۹۵ - ۱۱۶)

۳ - بیرون است (مط)

۴ - و مثنوی 'بکٹ کہانی' بر صفحۂ روزگار از وی یادگار است - رویه اش از قدم ابیاتش با قیاس باید نمود (مط)

۵ - پڑے تامل میں میرے پیم پھانسی
مرن اپنا ہے اور لوگوں کو ہانسی (مط)

۶ - مرد (مخ)

باید دانست که چون فن ریخته در آن وقت از محل اعتبار ساقط بود بناء[۱] علیه هیچ کس بر توغل آن اقدام نمی‌نمود و این دو سه چار بیت کذای که بنام اساتذهٔ معتبر مرقوم است اغلب که منشاء بنظمش بزلی بیش نباشد[۱] ـ

۵ ـ قطب شاه :

اما بعد ازین بسمت بلاد دکن در عهد عبدالله قطب شاه[۲] که با سخن و اهل آن محبت دلی داشت[۳] ریخته گفتن به زبان دکهنی بسیار رواج گرفت ـ بادشاه مذکور نیز طبع موزون داشت ـ اکثر در مرثیهٔ حضرت ابی عبدالله‌الحسین علیه الصلوة والسلام شعر می‌گفت ـ بنابر تفنن طبیعت[۴] به حسب اتفاق دو سه بیت جسته جسته در وصف خط و خال غزالان شهری هم می پیوست ـ چنانچه این مطلع غزل بنام او شهرت دارد[۵] :

کس در کهوں کاں جاؤں میں مجھ دل کٹھن[۶] بچھرات ہے
اک بات کہے[۷] ہوں گے سجن یہ[۸] جیو بارہ بات ہے

و اکثر مستعدان این فن که درآن وقت[۹] بودند مردم این دیار بر اشعار و احوال یکی ازیں ها اطلاعی نیافته[۱۰] مگر

---

۱ ـ اغلب که منشاء نظمش بزلی پیش نباشد (مط)
۲ ـ ولادت ۲۸ ـ شوال ۱۰۲۳ھ؛ وفات ۳ ـ محرم ۱۰۸۳ھ ـ
۳ ـ که باسخنوران بمحبت و مواسا پیش می آید (مط)
۴ ـ وگاهی بنا بر تفنن طبیعت (مط)
۵ ـ هم می نوشت چنان چه این مطلع ازوست (مط)
۶ ـ دل پہ کٹھن (مط)
۷ ـ کے (مط)
۸ ـ یاں (مط) ہے (مخ)
۹ ـ وقتی (مط)
۱۰ ـ نیافته اند (مط)

معدودی چند[۱] که در زمان سلطان ابوالحسن[۲] لوای شهرت برافراختند و پاره از ابیات این اعزه بر اوراق بیاض های سخن سنجان ہندوستان قلمی ماند[۳] ۔ بنا برین یک گونه از اسم و رسم ایں ہا تعارفی باقی است ۔ انشاءالله تعالٰی من بعد ہذا[۴] چیزی ازآن مرقوم خواہد شد ۔ و از مرآت حوصلهٔ فہم معنی آگاہان پوشیده نیست که دماغ بے دماغان به کاؤ کاؤ و مشقت بسیار بر[۵] نمی تابد بر آنچه معقول و سہلة الوصول[۶] دید بقید قلم درکشید و درد سری که مافوق طاقت خود یافت در تجسس و تفحص آن نیفتاد[۷] و مفت وقتی[۸] را که بدلش متصور نیست به اندیشهٔ طول امل[۹] برباد نداد ۔

۶ ۔ طالب :

میرزا ابوطالب[۱۰] المتخلص به طالب ، مردی بود ہفتاد ساله که از متوطنان قصبهٔ بلنڈه[۱۱] که درنواح اورنگ آباد واقع[۱۲] است در

---

۱ ۔ معدود چند (مخ)
۲ ۔ ابوالحسن تانا شاہ تاجدار گولکنڈه ۱۶۷۳ع لغایة ۱۶۸۷ع متوفی ۱۷۰۳ع ۔ (سکسینه)
۳ ۔ قلمی نمودند (مط)
۴ ۔ من بعد (مط)
۵ ۔ 'بر' مط میں نہیں ہے ۔
۶ ۔ سہلہ الحصول (مط)
۷ ۔ در تحقیق و تفحص آن بیفتاد (مط)
۸ ۔ وقت (مخ)
۹ ۔ طول و طویل (مط)
۱۰ ۔ مط میں طالب کا ترجمہ ہاتف (۲۵) کے بعد آتا ہے ۔
۱۱ ۔ قصبهٔ برینده (مخ)
۱۲ ۔ 'واقع' مط میں نہیں ہے ۔

لشکر بہادر شاہ سابقہ آشنائی با عم بزرگوار میرزا رفیع صاحب[1] بہم رساند ، ہمراہ لشکر ظفر اثر بہ رفاقت ایشان برای کار جاگیر خود بہ دارالخلافت شاہ جہان‌آباد رسید و تا مدتی کہ اقامت نمود ہم‌خانۂ‌ایشان بود ۔ وبعضی ازین احوال و اشعار از بعد ازان سمت تحریر می یابد[2]، زبانی میرزا ابوطالب مسطور بہ میرزا صاحب رسیدہ بود و از ایشان علی سبیل ذکر و مذکور بہ فقیر معلوم گردیدہ ، واین یک شعر از طالب مرقوم است :

ہمنا کے خونِ چشم سے آلودہ کب کرے
وہ پگ جسے گرانی ہے رنگِ حنا ستی

۷ ۔ مرزا :

ابوالقاسم ، مرزا تخلص ، از مخلصان سلطان ابوالحسن عرف تانا شاہ بود ۔ چوں پادشاہ مذکور چنانکہ مشہورست ، اسیر سپاہ ہندوستان آمد این بابا بہ مقتضای غیرت بہ موضع عبداللہ‌گنج کہ در جوار حیدرآباد واقع است ، انزوا گزید و بقیہ عمر بہ لباس فقر ہم آنجا بسر برد ۔ این دو بیت بنام او شہرت دارد[3] :

---

۱ ۔ حضرتم میرزا رفیع صاحب (مط) ۔ قائم کی مراد سودا کے 'عم بزرگوار' سے ہے ۔ شیخ چاند کی تقلید میں راقم نے بھی غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ قائم کے مخاطب خود سودا ہیں ۔ (ملاحظہ ہو کلیات قائم جلد اول ، صفحہ ۴)

۲ ۔ و بعضی ازین احوال و اشعار کہ سابق مرقوم شدہ (مط)

۳ ۔ مط میں میرزا کا ذکر اس طرح ہے : ''از مخصوصان سلطان ابوالحسن عرف تانا شاہ ۔ عبداللہ گنج کہ در جوار حیدر آباد... این یک بیت بنام اوشہرت دارد''۔ مط میں پہلا شعر (مطلع) درج نہیں ہے ۔

عارض چندر کا نہیں[1] ہے ترے گال سوں اچھا
سمجھیں ہمیں کلف کو نہ تجھ خال سوں اچھا
مرزا وہ نونہال کدھر سٹ گئے چمن
دستا تھا جن کے ہاتھ پہ گل ڈال سوں اچھا

۸ - فضلی :

فضل الدین خاں[2] ، فضلی تخلص ، بہ جمیع فضائلِ انسانی مشہور است - بہ تخصیص در شیوۂ سخن سرائی ممتاز روزگار خود بود - میرزا او طالب می گفت کہ این عزیز بفرمائش شخصی در تعریف سراپای حسن شاہزادہ[3] مثنوی پانصد شعر با ایں ہمہ نازکی و پرکاری موزون کردہ است کہ او را مردم آن دیار نرگس آسا برپیاض دیدہ قلمی می سازند و از شہری بشہری می برند - در حقیقت دو سہ چار بیتش کہ ازان جملہ محلی سوامع اہل ہند است خالی از حسن و لطافت[4] نیست - چنانچہ این ابیات از ہماں مثنوی است :

عرق منہ پہ جوں آرسی میں حباب
تبسم لباں پر جوں موجِ شراب
ذقن جوں مربّا دسے سیو کا
نہ واں لگ سکے ہاتھ ، پر دیو کا[5]

---

۱ - بر وزن فع -
۲ - افضل الدین خان (مط)
۳ - درتعریف حسن شاہزادہ (مط)
۴ - لطافتی (مط)
۵ - مط میں یہ شعر اس طرح ہے :
زنخ جود مربا دسے سیو کا
پہ کب پڑ سکے ہاتھ واں دیو کا

۹ - غوثی :

محمد غوث ، غوثی تخلص ، خلف الصدق مولانای قطب الدین قاضی حیدر آباد است - در جمیع علوم و فنون مشارٌ الیه بود و همیشه به درس و تدریس اشتغال داشت - گاه گاه بمقتضای موزونیِ طبیعت دو سه مصراع ریخته و فارسی نیز موزون می کرد[۱] - در آخر عمر دردِ طلب دامنگیر حال او شد ، از خویش و قوم گسیخته[۲] بزیارت حرمین شریفین زادہا الله شرفاً[۳] مستعد گردید و بهم آنجا ودیعت حیات سپرد - این دو بیت ریخته از واردات خاطر اوست :

تیغِ بهواں سے کن کہا گھایل نکو کرو[۴]
پلکاں کے یا خنجر[۵] ستی بسمل نکو کرو
کاٹو ، جلاؤ ، راکھ کرو ، راضی ہیں ہمن
سب کچھ کرو پر ایک کٹھن دل نکوکرو

۱۰ - علیم[۶] :

علیم تخلصِ شاعرِ دکھنی است - احوالش به تفصیل معلوم نیست - این یک شعر به نام او مشهور است :

آتا ہے جب پیارا کانوں میں ڈال موتی
رخسار کی جھلک سے دستی[۷] ہے لعل موتی

---

۱ - می گردد (مط)
۲ - برآمده (مط)
۳ - تشریفاً (مط)
۴ - مط میں ردیف 'نکو کریے' ہے -
۵ - خنجر بر وزن فعل -
۶ - یہ ترجمہ مط میں شامل نہیں ہے -
۷ - دستا ؟

۱۱ - روحی :

روحی تخلص مردی از پیرزاده های حیدر آباد است - روزگاری سهیا وعافیتی گوارا داشت ، و بخلاف احوال پراگنده طبعان هرزه روزگار و پریشان خاطران تفرقه شعار است[1] و در اوایل جوانی به شعر و شاعری مشغول بود - آخر ازان اندیشه بازگردیده مدت عمر به سجادهٔ طاعت به فقرو قناعت گذرانیده - این دوبیت ریخته ازوی یادگار است :

درپن ستے نگاہ کو مائل نکو کرو[2]
یہ دکھ اپس کے واسطے حاصل نکو کرو
خنجراں اتے کہ عہدہ برآ نہیں لوہو کی بوند
پلکاں کو میرے دل کے مقابل نکو کرو

۱۲ - نوری :

شجاع الدین ، نوری تخلص ، هر چند از سادات بلدهٔ گجرات است اما تمام عمر به علاقهٔ روزگار در حیدرآباد بسر برده ، آخر حال بعهده تعلیم پسر وزیر سلطان ابوالحسن پایهٔ امتیاز یافت - چندی به منصب معهوده قیام می نمود که ناتوان بینان روزگار بر سبیل حسد به عشق وزیر زاده متهم ساخته ، از خدمت مامور[3] باز داشتند - چون به وقوع این حال رسید[4] بے چاره خجلت کشید[5] بی اطلاع همه کس از حیدرآباد برآمده ، در قصبهٔ بلنڈه[6] رخت

---

۱ - تفرقه شعار می زیست (مط)
۲ - مط میں ردیف 'نکو کرے' ہے
۳ - 'مامورہ' مخ میں نہیں ہے
۴ - سید (مط)
۵ - انفعال کشید (مط)
۶ - قصبهٔ برینده (مخ)

اقامت انداخت ، و به بهان جائگاه بجوار رحمت ایزدی پیوست[1] :

نوری اپس کے دل کی کسی[2] سے نہ کہہ بتھا
حاصل بھلا اب[3] اس سے دوانے جو تھا سو تھا

۱۳ - شاهی :

شاه قلی خان ، شاهی تخلص ، از متوطنان بهاگ نگر[4] بود - به درستی طبع و رسائی فکر داد سخن‌سرائی می داد - مدتی به توسل نوکری پادشاهی در بلدهٔ حیدرآباد می گذرانیده[5] آخرحال به منصب ندیمی تانا شاه معزز و مباهی گشت - اکثر برطبق ایمای[6] پادشاه مذکور شعر مرثیه فکر می کرد - چنان چه سابق برین پنجاه سال ابیات مرثیه اش در بلاد ہندوستان اشتهار داشت و بالفعل بنا بر اندراس بگوشهٔ خمول کواغذ فرسوده و خریده جز این مطلع اشعار از وی مسموع نیست[7] :

ملنا تمہن کا غیر سے کوئی جھونٹھ کوئی سچ مچ کتے[8]
کس کس کا منہ موندوں سجن کوئی کچ کتے کوئی کچ کتے

---

۱ - و نهال جایگاه بجوار ایزدی پیوست (مط)
۲ - کسو (مط)
۳ - 'اب' مخ میں نہیں ہے -
۴ - حیدر آباد (دکن) کا قدیم نام جسے سلطان محمد قلی قطب شاه نے اپنی محبوبه بهاگ متی کے نام سے منسوب کیا تھا -
۵ - می گذراند (مخ)
۶ - اکثر حسب الایما (مط)
۷ - ابیات مرثیه اش در بلاد ہندوستان دست بدست گردیده اند و بالفعل جز اندراس بگوشهٔ خمول کواغذ فرسوده و آخریده سوای این مطلع اشعار غزل از وی مسموع نیست (مط)- متن میں خریده کے بعد 'جز' اضافهٔ مرتب ہے -
۸ - 'مچ کتے' مخ میں نہیں ہے -

۱۴ - قادر :

میر عبدالقادر ، قادر تخلص ، از باشندگان حیدر آباد است - چشم عبرت بین و دل حسرت‌گزین داشت - چون سن شریفش از پنجاه متجاوز گردید ، بر دست یکی از مشایخ آن دیار بیعت کرد و تا آخر عمر[1] به ریاضت شاقه گذراند - این رباعی از مصنفات اوست:

ہر چند ہمن سب سوں اوٹھایا ہے ہات
اس پر بھی نہ آزاد کہائے ہیہات
عالم میں ہر اک یہ کہتا ہوگا
دکھن میں ہے قادر اچھوں[2] درقیدحیات

۱۵ - لطفی :

لطف علی ، لطفی تخلص ، شاعر دکھنی‌است و دیگر احوال او معلوم بنده نیست که کیست و کجائیست - این یک شعر بنام او مسموع است :

میں عشق‌کی گلی میں گھایل پڑا تھا ، تس‌پر
جوبن کا ماتا آکر مجھ کو کھندل گیا ہے

۱۶ - رافت :

مهر علی رافت ، در کمال شوخی[3] و ظرافت ، پسر خطیب پادشاهی است - از غایت سبک سری[4] و زیاده گوئی معاصران خود را به طعن و استهزا می رنجانید و هیچ کس را در برابر خود

---

۱ - بر دست یکی از مشائخ آن‌دیار که نسبت وی به شیخ شهاب‌الدین سهروردی می پیوست خرقه پوشیده و تا آخر عمر (مط)
۲ - اچھوں (مط)
۳ - شوخ (مط)
۴ - شب گیری (مخ)

مقداری نمی نهاد - روزی در مجلس پدر بزرگوارش که به سخن فهمی و نکته دانی نظیری[1] نداشت ، به تقریبی ذکر شعر مشکله به میان آمد - چون در استکشاف معنی آن اندکی تامل کرد ، بسوی او چشمکی[2] زد وگفت ''جانے خایه خطیب کا۔'' و ازین جنس بسا سخنان ناصواب از وی مسموع است - بالجمله آنچه از وطیرهٔ اشعارش معلوم می شود سخنش به چاشنی رسیده بود[3] او تعالی[5] رحمتش کناد !

موتی دریا میں اپس[6] کے تئیں کاں لگ دھووے
کہ تمہن کے وہ بناگوش سے ہمسر ہووے
پونچھا داماں سے رقیباں کے انکھیاں[7] کا لوہو
یوں بھی ہمنا سے نہ بولے کہ اتا مت روے

۱۷ ، ۱۸ - آزاد و فراق :

فقیر الله آزاد ، از متوطنان بلدهٔ حیدرآباد است - هنوز از صغر سن بر نیامده بود که پدرش برحمت خدا رفت - اکابران[8] محله نظر بر یتیمیش نموده در صدد تربیتش بودند[9] - چون جوان

---

۱ - نظیر (مخ و مط)
۲ - چشمگی (مخ)
۳ - مخ میں یہ فقرہ نہیں ہے ، جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے - یہ مط سے ماخوذ ہے -
۴ - معلوم نمی شود سخنش بجاش نرسیده بود (مط)
۵ - حق تعالی ؟
۶ - بس (مخ)
۷ - انکھا (مخ) انکھیا (مط)
۸ - اکابر (مخ)
۹ - یتیمیش نموده عزیز می‌داشتند (مط)

شد سودای زلف عنبرینی در سرش پیچیده و کارش بآوارگی انجامید ـ مکان معین نداشت و خانه بر دوش می‌گردید ـ چنان چه این عزیز و شخصی فراق تخلص که بنده از احوالش کما ینبغی اطلاع ندارم . در زمانی[1] که محمد یار خان صوبه دار دهلی بود و به اتفاق هم برای دیدن وی[2] به دارالخلافة آمدند ـ چون نسق کلامش بنا بر کثرت صحبت خاطرنشین اینها گردید ، متتبع او گشتند ـ چنان چه از رویهٔ اشعار این هر دو بزرگوار پیداست ـ

آزاد :

کوئی کسی ہی فن میں ہم ساتھ بر نہ آیا
پر جس سے بار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

فراق :

فراق کشتہ ہوں اُس آن کا جس دم کہ وہ ظالم
کمر سے کھینچتا خنجر ، چڑھاتا آستیں آوے

۱۹ ـ احمد :

احمد گجراتی ، شاعر هندی است که عبارت ازگیت و دوهره باشد[3] ـ در علم سنسکرت و بهاکا[4] بد طولانی داشت و در فن خود سر آمد روزگار بود ـ و الحق دو سه دوهره که[5] از تصنیفش شنیده شده ، مذاق کلامش بسیار دل نشین است ـ چون معاصر ولی بود

---

۱ ـ در آن ایام (مط)
۲ ـ دهلی بود هر دو باتفاق برای دیدن وی (مط)
۳ ـ شعر هندی می‌گفت که عبارتی از گیت و دوهره باشد (مط)
۴ ـ بهاکا : بهاکها
۵ ـ که دوسه دوهره (مط)

گاه گاه شعر ریخته نیز موزون می‌نمود[۱] - چنان چه این بیت[۲] از نتایج فکر اوست :

شب جھونٹھے وعدوں پر جو[۳] ترے ہم بھک گئے
کوئی لاکھ بار گھر سے اٹھے در تلک گئے
بوجھی تھی کل میاں سے اپس[۴] دل کی میں خبر
سو آج لاکے سر ستے میرے پٹک گئے
احمد بتا میں کیا کروں اب راہِ عشق میں
اک سانجھ پڑ گئی ہے دوجے پاؤں تھک گئے

۲۰ - فخری :

فخری تخلص شخصی بود از شاگردان ولی - شعر بسیار به صفا[۵] می‌گفت ، چنان چه از سیاق و سباق کلامش پیداست و دیگر احوالش معلوم بنده نیست :

دیکھوں میں جب تجھے تو چکاچوندہ لگ رہے
دیکھا ہے کن نے یار[۶] نظر بھر کر آفتاب

۲۱ - محمود :

محمود نیز شاعر دکھن است ، از معاصرین ولی است و دیگر احوالش به وثوق[۷] نمی پیوندد :

---

۱ - چوں معاصر شاه ولی الله ولی بود گاه گاهی فکر شعر در ریخته نیز می نمود - (مط)
۲ - ابیات ؟
۳ - مخ میں 'جو' نہیں ہے - (مخ)
۴ - آتش (مخ)
۵ - مخ میں 'به صفا' نہیں ہے -
۶ - یارکن نے (مط)
۷ - به وسوخ (مخ) - مط میں محمود کے ترجمے کی عبارت مخ سے
(بقیه حاشیه اگلے صفحے پر)

لوگاں کہیں پتھر سے کچھ سخت نہیں ہے لیکن
جو کوئی بتاں سے بچھڑا وہ سخت ہے پتھر سے[1]

۲۲ - سراج[2] :

سراج تخلص شخصی از متوطنان اورنگ آباد است - انچہ از سلیقۂ شعرش معلوم میشود بسیار بہ درستی حرف میزند :

پی بن مجھ آنسوں کے شراروں کی کیا کمی
جس رات ہو نہ چاند ستاروں کی کیا کمی

رفوگر کو کہاں طاقت کہ زخم عشق کو ٹانکے
اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر میں آجاوے

نہیں حقیقت میں حسن و عشق جدا
طوق قمری ہے[3] طرۂ شمشاد

۲۳ - محقق :

محقق تخلص شخصی است کہ بندہ از احوالش خبر ندارم - این یک شعر بنام او بر پشت بیاض کہنہ کہ از ملکیت ابوطالب مرقوم بود ، در ذیل شاعران دکھنی نوشتہ دیدہ - ظن غالب است کہ داخل ہاں جرگہ باشد - واللہ عالم بحقیقۃالحال[4] :

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)
مختلف ہے: ''نیز از دکھن است - گویند معاصر فخری است بلکہ با او چیزی قرابت ہم داشت - بالفعل از خاطر رفتہ است -''

۱ - اس شعر میں 'کئیں' بجائے 'کہیں' ؛ 'پتھر' (ت غیر مشدد) نئیں ، بجائے نہیں ؛ اور 'کئی' بجائے کوئی پڑھا جائے گا -

۲ - سیدسراج الدین، سراج اورنگ آبادی متوفی ۱۱۷۷ھ مطابق ۱۷۶۳ع

۳ - مخ میں 'ہے' نہیں ہے -

۴ - اللہ عالم بالصواب (مط)

تم ہر کسی سے وعدۂ دیدار مت کرو
اپنی زباں سے جھوٹ کا اقرار مت کرو

۲۴ - هاشم :

ہاشم تخلص شاعر دکھنی است - آن چہ از طرز کلامش معلوم می شود[1] سری بہ سخن داشت :

دکھن اور ہند کے دلبر ہمن سوں بے حجاب آچھے
کہ مکھڑے چاندسے پر جن کے خط کے پیچ تاب آچھے

۲۵ - هاتف :

ہاتف نیز شاعر دکھنی است - این یک شعر بنام او شنیدہ شدہ است[2] -

انکھیاں تری[3] اور زلف سے کافر ہؤا سارا جہاں
اسلام اور تقویٰ[4] کہاں ، زہد اور مسلمانی کدھر

۲۶ ، ۲۷ - ولی و بیدل :

شاہ ولی اللہ ، ولی تخلص[5] شاعر یست مشہور، مولدش گجرات است - گویند بہ نسبت فرزندی[6] شاہ وجیہ الدین گجراتی کہ از اولیای مشاہیر است ، افتخارہا داشت - در سنہ چہل و چہار از

---

۱ - مفہوم می شود (مط)
۲ - ''ہاتف تخلص ، شخصی در دکھن بودہ است - این یک شعر بنام او در بیاض سیادت پناہ میر محمد شاہ ، کہ یکی از آشنایان والد فقیر مولف بودہ اند ، نوشتہ - شعر مذکور این است -'' (مط)
۳ - تری انکھیاں - (مخ)
۴ - مخ میں 'تقویٰ' کے بعد 'کدھر' زائد ہے -
۵ - ولی گجراتی متوفی ۱۱۱۹ھ -
۶ - فرزند - (مط)

جلوس عالمگیر بادشاہ[1] ہمراہ میر ابوالمعالی نام[2] سید پسری کہ دلش فریفتہ او بود ، بہ جہان‌آباد آمد[3] ، گاہ گاہ بزبان فارسی دو سہ بیت در وصف خط و خالش می‌گفت - چون در آنجا بسعادت ملازمت حضرت شیخ سعداللہ گلشن[4] قدس سرہ مستعد گردید ، بگفتن شعر بزبان ریختہ امر فرمودند[5] و این مطلع تعلیماً[6] موزون کردہ حوالہ او نمودند :

خوبیِ اعجازِ حسنِ یار گر انشا کروں
بے تکلف صفحہ کاغذ یدِ بیضا کروں[7]

---

۱ - محمد اکرام چغتائی نے اپنے مضمون 'ولی گجراتی اور شاہ سعد اللہ گلشن' (اُردو نامہ ، ۲۳ واں شمارہ ، بابۃ مارچ ۱۹۶۶ع) میں اس نظریے سے اختلاف کیا ہے کہ ولی اور شاہ سعد اللہ گلشن کی ملاقات ۴۴ جلوس عالم گیری یعنی ۱۱۱۲ھ میں دہلی میں ہوئی - ان کا خیال ہے کہ ولی کی دہلی میں آمد کے وقت شاہ گلشن دکن کی سیاحت کر رہے تھے اس لیے دہلی میں ان دونوں کی ملاقات اور شاہ صاحب کا ولی کو مشورہ دینا ، دونوں روایات مشکوک ہو جاتی ہیں اکرام صاحب کا خیال ہے کہ یہ تاریخی ملاقات ۱۱۰۰ھ اور ۱۱۰۵ھ کے درمیان کسی وقت احمد آباد (گجرات) میں ہوئی ہوگی -

۲ - 'نام' مط سے ماخوذ ہے -

۳ - 'آمد' مط سے ماخوذ ہے -

۴ - حضرت شاہ گلشن (مط) - متوفی ۲۱ جادی الاول ۱۱۴۱ع بمقام دہلی (سرو آزاد) -

۵ - امر فرمود (مط) -

۶ - مطلع نغز (مط) -

۷ - ولی نے اسی مطلع پر ایک غزل کہی ہے جس کا مقطع یہ ہے :

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

بالجملہ بہ یمن تفول زبان[1] ایشان سخن ازین بابا[2] چنان حسن قبول یافت کہ ہر بیت دیوانش روشن تر از مطلع آفتاب گردیدہ و ریختہ را قسمی بفصاحت و بلاغت می‌گفت کہ[3] اکثر اُستادان آن وقت از راہ ہوش شعر ریختہ موزون می نمودند۔

چنانچہ قدوۃالسالکین زبدۃالواصلین[4] میرزا عبدالقادر بیدل[5] رحمۃ اللہ علیہ نیز دریں زبان غزلی گفتہ کہ مطلع و مقطع اش اینست :

مت پوچھ دل کی باتیں وہ دل کہاں ہے ہم ہیں
اُس جنسِ بے نشاں کا حاصل کہاں ہے ہم ہیں

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

آرزو دل میں یہی ہے وقت مرنے کے ولی
سرو قد کوں دیکھ سیرِ عالم بالا کروں

(کلیات ولی ، صفحہ ۱۳۸ - ۱۳۹)

دیوان ولی کے ایک قلمی نسخے میں جسے حکیم شمس‌اللہ قادری نے نقل کروایا تھا ، اس مطلع سے متعلق ایک نوٹ درج ہے جسے ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی نے نقل کیا ہے : ''اس غزل کو طبقات الشعراء ، مولفہ منشی قدرت اللہ صدیقی مراد آبادی ۱۱۸۸ھ میں حضرت شاہ گلشن کی طرف منسوب کیا گیا ہے جس کو حضرت نے خود تبرکاً ولی گجراتی کو مرحمت فرمائی تھی اور اسی پر ولی کے ریختے کی بنیاد ہے۔'' قائم کا بیان بھی یہی ہے اور یہ واضح ہے کہ شوق کا بیان قائم سے ماخوذ ہے۔

۱ - 'زبان' مط سے ماخوذ ہے۔
۲ - این بابا (مط) ۔
۳ - 'کہ' مط سے ماخوذ ہے۔
۴ - زبدۃ الفاضلین ۔ (مط)
۵ - مرزا بیدل متوفی ۱۱۳۳ھ بمقام دہلی۔

جب دل کے آستاں پر عشق آن کر پکارا
پردے سے یار بولا ، بیدل کہاں ہے ہم ہیں

و این[1] چند بیت کہ فقیر موافق فہم ناقص خود از دیوان ولی مذکور منتخب ساختہ ہست :

دل کو گر مرتبہ ہو درپن کا
مفت ہے دیکھنا سریجن کا
ٹک ولی کی طرف نگاہ کرو
دیر سے[2] منتظر ہے درشن کا

نہ پوچھو عشق میں جوش و خروشِ دل کی ماہیت
برنگِ ابر دریا بار ہے رومال عاشق کا

پھر میری خبر لینے وہ صیّاد نہ آیا
شاید کہ مرا حال اُسے یاد نہ آیا

دیکھ احوال مرا ناصحِ مشفق نے ولی
ہاتھ سے ہاتھ ملا درد سے[3] سینہ کوٹا

صنم کے لعل پر وقتِ تکلم
رگِ یاقوت ہے موجِ تبسم

---

۱ - 'این' اضافہ' مرتب -
۲ - صبح سے (مط) صبح سوں (کلیات ولی ، طبع سوم ۱۹۵۴ع) -
۳ - درد سوں (مط) - یہ شعر مط اور مخ میں موجود ہے لیکن 'کلیات ولی' میں شامل نہیں ہے -

زندگی جامِ عیش ہے لیکن
فائدہ کیا اگر مدام نہیں[1]

ڈالے آکھاڑ کوہ کو[2] جوں کاہ اے ولی
عاشق کی آہِ سرد کہ جس میں صدا نہیں

خوب رو خوب کام کرتے ہیں
یک نگہ میں غلام کرتے ہیں

یک بار مری بات اگر[3] گوش کرے تو[4]
ملنے کو رقیبوں[5] کے فراموش کرے تو

صحبت غیر میں[6] جایا نہ کرو
درد مندوں کو ستایا نہ کرو[7]
دل کو[8] ہوتی ہے سجن بیتابی
زلف کو[9] ہاتھ لگایا نہ کرو

---

۱ - یہ شعر کلیات ولی کے ضمیمے میں شامل ہے جو ایسے کلام پر مشتمل ہے جو مرتب کو صرف ایک نسخے میں ملا ہے اور کسی دوسرے نسخے سے جس کی تصدیق نہیں ہوسکی ۔
۲ - کوہ کوں (کلیات ولی)
۳ - اگر بات مری (مط)
۴ - کلیات ولی میں ردیف 'کرے توں' ہے ۔
۵ - رقیباں (مط و کلیات ولی)
۶ - موں (کلیات ولی)
۷ - کڑھایا نہ کرو (مط) درد منداں کو کڑھایا نہ کرو (کلیات ولی)
۸ - دل کوں (ولی)
۹ - زلف کوں (ولی)

اُس کے قدم کی خاک میں[1] صد حشر ہے نجات
عشاق کے کفن میں رکھو اس عبیر کو[2]

عجب کچھ لطف[3] رکھتا ہے شبِ خلوت میں گل رو سے
خطاب آہستہ آہستہ ، جواب آہستہ آہستہ

دیکھا ہوں جسے وہ مبتلا ہے
خوباں کی نگہ میں کیا بلا ہے[4]
گر تجھ کو[5] ہے عزمِ سیرِ گلشن
دروازۂ آرسی کھلا ہے

ولی اُس گوہرِ کانِ حیا کی کیا کہوں خوبی
مرے گھر اس طرح آتا ہے جوں سینے میں راز آوے

جاگیر ساتھ کب دلِ وحشی کو کام ہے
اُس زلف کا خیال مجھے لاکھ دام ہے[6]

---

۱ - خاک سے (مط) خاک میں ہے حشر کی نجات (ولی)
۲ - عبیر کوں (ولی)
۳ - مخ میں 'لطف' نہیں ہے -
۴ - نگہ کیا بلا ہے (مط) نگہ نئیں بلا ہے (ولی)
۵ - تجھ کوں (ولی)
۶ - کلیات ولی میں یہ شعر بھی شامل نہیں ہے - مط میں 'اُس' کی بجائے 'تجھ' ہے -

جس وقت تبسم میں وہ غنچہ دہن آوے[1]
گلزار میں کلیوں کے دہن پر سخن آوے[2]
عالم میں ترے ہوش کی تعریف کیا ہوں
وہ کام نہ کیجو تو[3] کہ مجھ پر سخن آوے

اے ولی رہنے کو[4] دنیا میں مقامِ عاشق[5]
کوچۂ زلف ہے[6] یا گوشۂ تنہائی ہے

دل چھوڑ کے یار کیوں کہ جاوے
زخمی ہے شکار کیوں کہ جاوے
جب تک[7] نہ ملے شرابِ دیدار
آنکھوں سے خمار[8] کیوں کہ جاوے
ہے حسن ترا ہمیشہ یکساں
جنت سوں[9] بہار کیوں کہ جاوے
انجھواں کی اگر مدد نہ ہووے
مجھ دل سے[10] غبار کیوں کہ جاوے

---

۱ - وہ رنگیں دہن آوے (ولی)
۲ - گلزار میں غنچے کے دہن پر سخن آوے (ولی)
۳ - ایسا تو نہ کر کام (مط و ولی)
۴ - کوں (ولی)
۵ - مکان عاشق (مط)
۶ - کوچۂ یار ہے (ولی)
۷ - جب لگ (ولی)
۸ - انکھیاں کا خمار (ولی)
۹ - 'سوں' کلیات ولی سے ماخوذ ہے - یہ شعر مط میں شامل نہیں ہے -
۱۰ - مجھ دل کا (ولی)

غنیمت ہو جو ملنے کو[1] ولی کے
نگاہِ پاک باز اں کیمیا ہے

آغوش میں آنے کی کہاں تاب ہے تجھ کو[2]
کرتی ہے نگہ تجھ[3] قدِ نازک پہ گرانی

ہم کو[4] شفیعِ محشر وہ دیں پناہ بس ہے
شرمندگی ہماری عذرِ گناہ بس ہے

---

۲۸ - فطرت و معز[5] :

موسوی خان ، فطرت و معز تخلص می‌کرد و جای موسوی می‌آورد - تازہ آمدِ ولایت است - در کمال میرزائی و نازک مزاجی شہرت داشت - دیوانش قریب چہار ہزار بیت است[6] و احوالش داخل تذکرہ ہای فارسی است - در زمانِ سلطنت عالم‌گیر بادشاہ بہ منصب سہ ہزاری و خدمت خالصہ[7] شریفہ ممتاز بود - روزی حضرت بادشاہ در اقتضای مہمی متردد بودند[8] صورت واقعہ برسبیل مشورت[9] ہر دو نوع[10] با خان مذکور تقریر فرمودند - بعد تامل

---

۱ - ملنے کوں (ولی)
۲ - اس کو (ولی)
۳ - جس (ولی)
۴ - ہم کوں (ولی)
۵ - مرزا معز و فطرت ، ولادت ۱۰۵۰ھ ؛ وفات ۱۱۰۱ھ مطابق ۹۰-۱۶۸۹ع ، بمقام دکن -
۶ - ''در کمال میرزائی.....بیت است'' مط میں نہیں ہے -
۷ - بود (مط)
۸ - مشورتی (مط)
۹ - بر دو نوع (مط)

بعرض اقدس رسانید که باعتقاد غلام حرف ثانی معقول است ـ به استماع این کلمه رای حضرت بر نامعقول[1] بودن سخن اولئی انتقال نموده روی توجه ازین بی‌گناه گردانیده[2] بطرف دیگر مشغول شدند ـ چون این عزیز به مغز سخن[3] وارسید خجالت بسیاری کشید ـ بعد برخاست دیوان که بخانهٔ خود آمد بیماری بهم رسانید ـ اطبا بموجب امر حضور بمعالجت وی حاضر شدند ـ پس از تشخیص معلوم شد که زهره اش آب شده است ـ بالجمله آن روز[4] را شام نه کرد که رو بمقر اصلی آورد[5] ـ گویند این شعر ریخته ازوست شاید به تقریبی گفته باشد :

از زلفِ سیاه تو بدل دهوم پری ہے
در خلوت آئینه[6] گهتا جهوم پری ہے

۲۹ ـ اعظم[7] :

شاه محمد اعظم از شرفای قصبهٔ سندیله بود ـ در عالمِ جوانی به سپاهی پیشگی بسر می‌برد ، آخر حال ترک روزگار کرده در بلدهٔ مرادآباد از کمال استقامت به فقر و قناعت گذرانید ـ اکثری از رؤسای شهر بخدمت شریفش اعتقاد و ارادت داشتند ـ گاهی به مناسبت مردم این فن یک دو بیت ریخته و فارسی موزون می‌کرد ـ گویند که از نهایت آزادی و آزاد وضعی در قید استکتاب اشعار خود

---

۱ ـ 'معقول' تا 'برنا' مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے ـ
۲ ـ گرداند (مخ)
۳ ـ بمغز کلام (مط)
۴ ـ بالجمله او آن روز (مط)
۵ ـ که بمقر اصلی رو آورد (مط)
۶ ـ در گلشن آئینه (مط)
۷ ـ یه ترجمه مط میں شامل نہیں ہے ـ

نہ بود ۔ این دو بیت ریختہ بنام او از درویشی شنیدہ شد ۔ خدایش رحمت کناد !

حال حاصل ہے جسے قال ہؤا یا نہ ہؤا
رخِ نیکو پہ خط و خال ہؤا یا نہ ہؤا
دم قدم کا ہے فقیروں کے لیے تکیہ ہی
جھونپڑی چھتاڑ (کذا) کا محال ہؤا یا نہ ہؤا

۳۰ ۔ عطا :

خواجہ عطا، عطا تخلص ، از رؤسای رُنود نامدار و سرگروہان اوباشان روزگار بود[۱] ۔ در عہد عالم گیر پادشاہ بہ بانکہ وضعی اشتہار داشت ۔ از غایت شہرت محتاج تعریف نیست ۔ ایں دو شعر ریختہ بنام او مشہور است[۲] :

اے در نبرد حسن تو کتّی[۳] چہار چشم
زیرِ مژہ نہفتہ چو آہو چہار چشم
امشب بہ کوے دوست عطا پھر بہار ہے
تو بھی گھسر پسر کئیں در پر گھسار چشم

۳۱ ۔ جعفر[۴] :

میر جعفر ، جعفر تخلص ، سید صحیح النسب بود ، چون اساس سخن‌وری اکثر بر ہزل گذاشت بناءً علیہ[۵] زٹلیش می‌گفتند و از انجا کہ کلامش در عوام شہرت تام می یافت اعزہ ہای آن زمان بپاس آبروی خویش با وی بہ سلوک شایستہ

---

۱ ۔ از رؤسای نامدار و سرگروہ ہای اوباشان روزگار بود ۔ (مط)
۲ ۔ این دو شعر ریختہ ازوست (مط)
۳ ۔ کیسے (مط)
۴ ۔ روایت ہے کہ ایک ہجو لکھنے کے جرم میں فرخ سیر کے حکم سے ۱۷۱۳ع کے لگ بھگ انھیں قتل کیا گیا ۔
۵ ۔ چون اساس سخن وری بر زٹل قافیہ گزاشتہ بر بنا علیہ (مط)

پیش می‌آمدند ۔ گویند روزی بہ خدمت میرزا عبدالقادر بیدل وارد شد ۔ ایشان[۱] بعد استماع نظم و نثرش چند اشرفی بہ طریق انعام مرحمت فرمودند ۔ بہ وقت رخصت این مصرع در مدیحہ اش خواندہ مرخص شد[۲] :

ظہوری و عرفی بہ پیشِ تو پھش

غرض کہ از تحائف روزگار بود ۔ اکثری از مزخرفاتش مشہور خاص و عام است و کلام مضحکش[۳] اشتہار تمام دارد ۔ از غایت ابتذال احتیاج نوشتن نیست[۴] ۔ پارہ از نظم و نثرش کہ در خاطر بود بر سبیل ضرورت قلمی نمود ۔ من نظمہ از شاہ نامہ[۵] :

چہارم پسر شاہ کا کام بخش
کہ گچّی بزکرد چتّی و پخش
دم بز بہ یک دست بھلائے کر
دیامیل[۶] دفو (کذا) کوپھنائے کر
سر . . . بر . . . پیوند شد
رہ موتنی می کنی بند شد

---

۱ ۔ پریشان (مط)
۲ ۔ این مصرع بر خواند و در رفت (مط)
۳ ۔ و کلام دربیش (مخ ۔ کذا)
۴ ۔ اس کے بعد کی عبارت ، اشعار اور رقعہ مط میں شامل نہیں ہیں ۔
۵ ۔ کلیات جعفر زٹلی مخزونہ انڈیا آفس لائبریری میں اس ہجو کا عنوان ''جفت شدن شاہزادہ کام‌بخش با گوسفند'' ہے اور پہلا مصرع اس طرح درج ہے :
زہے شاہ والا گہر کام بخش
۶ ۔ خیل (کلیات جعفر)

چو دایہ چنین دید گفت ازعجب
کہ بگذار اے شاہِ عالی نسب
بخاطر نیاورد شہ از امنگ
لگا مارنے ٹلہ ہفت رنگ
چقر کرد ان کنجی تنگ را
جلا داد نام بچہ لنگ را

و این کہ رقعہ از نثر شریفش :

خان صاحب مہربان سلامت ! دختر حمیدالدین خان چٹاخہ ، بارہ بالی و پٹاخہ ؛ شادمانی است گوہران بید و جوہر بے چھید ؛ آٹھوں گانٹھ اصیل جوبن بے تمثیل ؛ پاہو بالہ سیزدہ سالہ[1] ؛ پراگ لوچن و دل دبوچن ؛ ساجدہ دربار آراست پذیرفتن (کذا) مبارک و برخاست ۔

---

۱ ۔ 'سیزدہ سالہ' کے بعد 'عمر' زائد ہے ۔

طبقهٔ دوم

در ذکر کلام سخنوران متوسطین

بر شناسای اسلوبِ سخن مخفی و محتجب نیست که از عهد عبدالله قطب شاه گرفته تا زمانهٔ بهادر شاه کسانی که شعر ریخته گفته اند[1] نسق کلام اینها بسیار مربوط و معقول است - بر چند اکثر الفاظِ غیر مانوسِ[2] گوش بای مردم مستعمل ایشان است لیکن چون موافق زبان دکهن راست و درست است[3] پیش همه کس راه به دل دارد و نه این ستم که بعضی از شعرای ابتدای[4] زمانهٔ محمد شاه به اعتقاد خود تلاش الفاظ تازه و ایهام نموده شعر را از مرتبهٔ بلاغت انداختند تا به معنی چه رسد ، غرض ناگفته به - مصرع

خطای بزرگان گرفتن خطا ست

بهر حال فقیر دواوین این اعزه فراهم آورده اشعار جسته جسته به سعیِ تمام موافق فهم ناقص خود انتخاب زده بقید قلم

---

۱ - که شعرای ریخته اند(مط)
۲ - هر چند که اگر الفاظ غیر مانوس (مط)
۳ - چون موافق زبان دکهن است ، درست است (مط)
۴ - که شاعران ابتدائی (مط)

آوردہ[1] ۔ حق تعالیٰ توفیق مطالعہ[2] کرامت فرماید !

۳۲ ، ۳۳ ۔ آبرو و آرزو :

شاہ مبارک آبرو[3] مردی بود درویش منش قلندر مشرب متوطن گوالیار از فرزندان حضرت محمد غوث ۔ بہ عالم حسن پرستی اشتہار تمام داشت ۔ چنانچہ مثنوی قریب صد و پنجاہ بیت در باب تعلیم آرائش خوبان روزگار [4]بسیار بہ سلاست موزون کردہ است ۔ بالجملہ شعر ریختہ بوضع خود بسیار مربوط می گفت و مشق سخن بخدمت سراج الدین علی خان آرزو[5] می کرد کہ بالفعل در فضل و کمال عدیلش از جنس محال است[6] ۔ حق تعالیٰ سلامتش دارد! و زیادہ برین از کمالات آن بزرگوار من ہیچمدان چہ نویسد کہ

---

۱ ۔ خود بوضع انتخاب قلمی نمودہ (مط) ۔

۲ ۔ 'مطالعہ' مط میں نہیں ہے ۔

۳ ۔ آبرو کا انتقال ۲۴ ۔ رجب ۱۱۴۶ھ (۱۷۳۳ع) کو ہؤا اور دہلی میں سید حسن رسول نما کے مزار کے قریب دفن ہوئے ۔ (بے جگر)

۴ ۔ بسیار سدانت (مط) ۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری (شیرانی کلیکشن) میں ایک قلمی بیاض میں اس مثنوی کے ۲۲۴ اشعار ہیں ۔ مولوی فرحت اللہ بیگ مرحوم نے رسالہ اردو بابت جنوری ۱۹۳۰ع میں یہ مثنوی شائع کروائی تھی ۔ مطبوعہ مثنوی میں ۹۹ شعر ہیں جن میں سے صرف تین یا چار اشعار اس بیاض کے مطابق ہیں ، باقی میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے (ملاحظہ ہو : مثنوی آبرو از محمد اکرام چغتائی ، رسالہ اردو ، دور جدید ، شمارہ سوم ، زیر طبع)

۵ ۔ متوفی ۲۳ ۔ ربیع الثانی ۱۱۶۹ھ (۱۷۵۶ع) بمقام لکھنؤ ۔ بعد میں نعش کو دہلی لے جا کر دفن کیا گیا ۔

۶ ۔ کہ بالفعل در فضیلت و کمال فوقش متصور نیست (مط) ۔

شمار قطرات باران نمودن و ساحت افلاک بہ وجب پیمودن است[۱]۔
ہر چند دماغ ہمچو شخصی بہ ریختہ سنجی[۲] وفا نمی کند لیکن وسعت اخلاقش تا بحدیست کہ شعر میان آبرو را بہ نظر اصلاح ملاحظہ می نمودہ بلکہ بہ پاس خاطر او خودش[۳] دو سہ بیت ازین قبیل می فرمودہ ۔ این چند بیت از آرزو است :

وعدے تھے سب[۴] خلاف جو اُس لب سے ہم سنے
یہ لعل قیمتی دکھو جھوٹا نکل گیا

مرے شوخِ خراباتی کی کیفیت نہ کچھ پوچھو
بہارِ حسن کو دے آب جب اُن نے[۵] چرس کھینچا

آتا ہے ہر سحر کو تیری برابری کو
کیا دن لگے ہیں یارو خورشیدِ خاوری کو[۶]

میخانہ بیچ جا کر شیشے تمام توڑے
زاہد نے آج اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے

رکھے سیوارۂ گل کھول آگے عندلیبوں کے
چمن میں آج گویا بھول ہیں تیرے شہیدوں کے

---

۱ - بزرگوار مثل من ہیچمدان چہ نویسد کہ شمار قطرۂ آب باران نمودن و سیاحت افلاک پیمودن است (مط) ۔
۲ - مط میں 'سنجی' نہیں ہے ۔
۳ - بلکہ گاہ گاہ بپاس خاطر او خود ہم (مط)
۴ - 'سب' مط سے ماخوذ ہے ۔
۵ - 'اُن نے' مط سے ماخوذ ہے ۔
۶ - یہ شعر مط میں شامل نہیں ہے ۔

دریا عرق میں ڈوبا تجھ سیم تن کے آگے
موتی نے کان پکڑا تیرے سخن کے آگے

ہرگز نظر نہ آیا ہم کو سجن ہمارا
گویا کہ تھا چھلاوا وہ من ہرن ہمارا
تیرے دہن کے آگے دم مارنا غلط ہے
غنچے نے گانٹھ باندھا سن کر سخن ہمارا

و شعری کہ بعد ازین قلمی میگردد از شاہ مبارک آبروست :

آتا ہے صبح نیند سے[1] اٹھ رسمسا ہؤا
جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ہؤا

بوسہ لبوں سے دیتے کہا ، کہہ کے پھر گیا
پیالہ بھرا شراب کا افسوس گر گیا
قول آبرو کا تھا کہ نہ جاؤں گا اس گلی
ہو کر کے بے قرار دکھو[2] آج پھر گیا

رہے ہر تیس دن مژگاں کے سنمکھ
کلیجا آپنی ہے آرسی کا

مشتاق عذر خواہی نہیں آبرو تو کیا ہے
یہ روٹھ روٹھ چلنا چل چل کے پھر ٹھٹھکنا

---

۱ - آیا ہے صبح قید سے (مط) -
۲ - دکھو : دیکھو -

دل تو دیکھو آدمِ بیباک کا
عشق سے بھڑتا ہے[1] پتلا خاک کا

جدائی کے زمانے کی میاں کیا زیادتی کہیے
کہ اس ظالم کی جو ہم پر گھڑی گزری سو جگ بیتا

رہتی ہے دل میں مصرعِ دلچسپ کی طرح
گھر بار ہو ہے سرو قداں کا برائے بیت

زندگی ہے سراب کی سی طرح
باؤ بندی حباب کی سی طرح
تجھ اُپر خون بے گناہوں کا
چڑھ رہا ہے شراب کی سی طرح
کون چاہے گا گھر بسے تجھ کو
مجھ سے خانہ خراب کی سی طرح[2]

عالمِ آب سے[3] آساں نہیں اے شیخ گذار
خوف سے غرق کے یاں بحر ہے کشتی میں سوار

خوب تیری شکل آ سکتی نہیں تصویر میں
مدتوں سیتے[4] مصور کھینچتا ہے انتظار

---

۱ ۲ - بھرتا ہے (مط) -
۲ - یہ شعر مط میں شامل نہیں ہے -
۳ - سیں (مط) -
۴ - سیتے یا سیتی ،ستی یا ستے ، سں = سے

آج پھر ہم سے کر دیا ہے اداس
ان رقیبوں کا جائے ستیاناس
سیج تیری کے شوق میں چھوڑا
رات کو پھول نے چمن کا باس
غیر صحبت میں اب لگا جانے
چھوڑ کر اپنی[1] آبرو کا پاس

معطیوں سے یہ روز[2] ملتا ہے
ان سے کرتا ہے[3] بار بار اخلاص

یارو ڈرو کمر سے مروڑو نہ بھر کے انگ
آ جائے[4] کہیں لچک تو ابھی لاگ جائے لنگ

نکلے تم[5] آصبا کی طرح جب چمن میں پھول
گلبن کے دیکھ تم کو[6] گئے ہاتھ پاؤں پھول

لالچی کیوں آپ کو مشہور کرواتے ہو تم
مانگتے کیا ہو سجن کچھ ہم پہ دھرواتے ہو تم

فجر اٹھ خواب سے گلشن میں جب تم نے ملی انکھیاں
گئیں مند شرم سے نرگس کی پیاری جوں کلی انکھیاں

---

۱ - کیوں کہ مقطع میں خطاب شاعر سے ہے اس لیے مونث کی بجائے مذکر (اپنے) بھی پڑھا جا سکتا ہے ۔
۲ - بزور (مخ) اصلاح قیاسی ۔ یہ شعر مط میں نہیں ہے ۔
۳ - کرتا ہوں (مخ) اصلاح قیاسی ۔ ۴ - 'آ جا' پڑھا جائے گا ۔
۵ - ہم (مط) ۶ - ہم کو (مط) ۔

دور خاموش بیٹھ رہتا ہوں
اس طرح حال دل کا کہتا ہوں

جب چمن میں جا کے پیارے تم نے[1] زلفیں کھولیاں
لے گئی بادِ صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

گلی اکیلی ہے اور یہ اندھیری راتیں ہیں
اگر ملو تو سجن سو طرح کی گھاتیں ہیں[2]

کہتا ہوں میں پکار، سنو کان دھر سجن[3]
جو اور سے ملو گے تو دیکھو گے ہم نہیں

اے شوخِ بے تمیز تجھے کچھ ادب نہیں
معشوق گر ہوا تو خدا کا غضب نہیں

سر تا قدم پیار سے دست دعا ہوا
تیری بھواں کی دیکھ (کر) محراب آئنہ[4]

کیوں ملامت اس قدر کرتے ہو بے حاصل ہے یہ
لگ چکا اب چھوٹنا مشکل ہے اس کا، دل ہے یہ

بیل سینگوں پہ لٹو ہیں مصر مردگی کی راہ (کذا)
شیخ کی تیں گول پگڑی دیکھ لے اور پوچھ چاہ[5] (کذا)

---

۱ - 'تم نے' مط سے ماخوذ ہے -
۲ - باتیں ہیں (مط) - ۳ - سخن (مخ) -
۴ - خنجر آب آئینہ (مط) -
۵ - یہ شعر مط میں شامل نہیں ہے -

لٹک چلنا سجن کا بھولتا نئیں اب تلک مجھ کو
طرح وہ پاؤں دھرنے کی مری آنکھوں میں پھرتی ہے

رستم اس مرد کی کھاتے ہیں قسم زوروں کی
تاب لاوے جو کوئی عشق کے جھکجھوروں کی
لبِ شیریں پہ سریجن کے نہیں خطِ سیاہ
ڈار ٹوٹی ہے مٹھائی پہ شکر خوروں کی
آبرو کو نہیں کم ظرف کی صحبت کا دماغ
کس کو برداشت ہے ہر وقت کے نکتوروں کی

کیا ہری طرح بھوں مٹکتی ہے
کہ مرے دل میں آ کھٹکتی ہے
زلف کی شان مکھ اُپر دیکھو
کہ گویا عرش میں لٹکتی ہے

تمھارے لوگ کہتے ہیں کمر ہے
کہاں ہے کس طرح کی ہے کدھر ہے

شخصی در تعریف این شعر لطیفہ گفتہ کہ "کانا" چہ خوب شعر اندھا گفتہ است۔"

ہیں بنگ کے نشے میں ہزاروں طرح کے رنگ
سب بوٹیوں کے بیچ مرصع ہے یہ جڑی

---

۱ - آبرو کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔

دشمنِ جاں ہے تشنۂ خوں ہے
شوخ بانکہ ہے ، نکبتِ بھوں ہے[1]
دل کے چھلنے کو یہ لٹک چلنا[2]
سحر ہے ، ٹوٹکا ہے ، افسوں ہے
شیخ خرقے میں جب مراقب ہو
گربہ مسکین ہے ، موئی جوں ہے

یوں آبرو بناوے دل میں ہزار باتیں
جب رو بہ رو ہو تیرے گفتار بھول جاوے

دل کب آوارگی کو بھولا ہے
خاک گر ہوگیا بگھولا ہے

پھرتے تھے دشت دشت دوانے کدھر گئے
وہ عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے
نے نام ہی بتایا نہ گھر کا دیا پتا
پوچھوں میں کس طرح کہ فلانے کدھر گئے

آٹھ چیت کیوں جنوں ستے خاطر نچنت کی
آئی بہار تجھ کو خبر ہے بسنت کی

جیونا مثل حباب اس جگ میں دم کا پیچ ہے
یہ گرہ کھل جا تو دیکھے[3] زندگانی ہیچ ہے

---

۱ - شوخ ہے ، بانکا ہے ، نکب بھوں ہے (مط)
۲ - دل کے چھنے کو یہ لپک چلنا (مط)
۳ - دیکھو (مط)

کام کرتی ہے تری دستار کاکل کا تمام
سر تمھارے پر سجن ہر پیچ ڈھیلا پیچ ہے

زندگانی تو ہر طرح کاٹی
مر کے پھر جیونا قیامت ہے

معشوق ہے وہی کہ جو اپنی کہی کرے[1]
ہوجیں منع کریں تو نہ مانے ، وہی کرے[2]

تبسم سے مجھے ، اس کو نظر سے
کیا تیں دو کو راضی کس ہنر سے

فراخی فاحشہ کی . . . کی کب تک بیاں کیجے
اگر ناپو اسے تو جگ کے دروازوں سے دلود ہے[3](کذا)

لونڈوں کا جو[4] تراونا دیکھو تو یہ کہو
رنڈی بھی کیا ہووے گی نظارہ . . . .

۳۴ - یک رنگ :

مصطفٰی خان ، یک رنگ تخلص ، معاصر میاں آبرو است ۔ بہ خدمت خان آرزو مشق سخن می‌کرد ۔ ابیات دیوانش ہمگی و تمامی قریب پانصد شعر خواہد بود ۔ سوای این کہ نبیرۂ خان جہان لودھی است و در سلک ملازمانِ بادشاہی منسلک بود

---

۱ - کہ وہ اپنے کہے کرے (مط)
۲ - اور ہم کریں جو منع نہ مانے وہی کرے (مط) ۔
۳ - یہ اور اس کے بعد کا شعر ، دونوں مط میں شامل نہیں ہیں ۔ دلود : دونی ؟
۴ - 'جو' اضافۂ مرتب ۔

دیگر احوالش معلوم بنده نیست ـ ابیاتی که در دیوانش به طریق انتخاب بر آورده ام اینست[1] :

چاہتا تھا کہ کہے عشق کی باتیں یک رنگ
کیا کرے ہائے اسے طاقتِ گفتار نہیں

برگ حنا اُپر لکھو احوالِ دل مرا
شاید کبھو یہ جا کے لگے دل ربا کے ہاتھ

نہ کہو یہ کہ یار جاتا ہے
میرا صبر و قرار جاتا ہے
گر خبر لیتی ہے تو لے صیاد
ہاتھ سے یہ شکار جاتا ہے

مے کدے میں گر سراسر فعلِ نا معقول ہے
مدرسہ دیکھا تو واں بھی فاعل و مفعول ہے

۳۵ ـ سعادت :

میر سعادت علی[2] ، سعادت تخلص ، جوانی بود[3] متوطن قصبہ امروہہ ، از فرزندان حضرت شاہ ولایت ، در کمال خوبی و آدمیت[4] ؛ ریختہ را بسیار بہ تلاش[5] می گفت و در اقران و امثال

---

۱ ـ ابیاتی که از دیوانش فراہم آورده ام این است (مط)
۲ ـ میر سیادت علی (مخ)ـ
۳ ـ 'جوانی بود' مط میں نہیں ہے ـ
۴ ـ در کمال خوبی آدمیت است (مط)
۵ ـ ریختہ را بہ تلاش بسیار (مط)ـ

خود[1] امتیاز تمام داشت و بر معاصرین لوای رجحان می افراشت[2] ۔ ہنوز سن شریفش[3] بہ چہل نرسیدہ بود کہ بہ آزار تپ محرقہ از جہان رفت ۔ خدایش بیا مرزد ! ایں چند بیت ازوست :

نقش گر چاہے ہے ملکِ دل پہ مت خط کو بڑھا
ہے یہ نقدِ حسن کا چور اس کو قینچی پر چڑھا[4]

کس سے پوچھوں گم ہؤا ہے دل مرا زلفوں میں رات[5]
اک وہیں شانہ تھا سو تو تیل میں ڈالے ہے ہات[6]

ہوش کھوتی ہیں مرا یارو وہ انکھیاں مے پرست
بس کہ ہوں کم ظرف ہوجاتا ہوں دو جاموں میں مست[7]

لکھا چاہے ہے اس کے[8] قد کی تعریف
اپس کو کیا تراشا ہے قلم نے

---

۱ ۔ 'خود' مط سے ماخوذ ہے ۔
۲ ۔ 'و بر . . . افراشت' مط میں نہیں ہے ۔
۳ ۔ ہنوزش (مط)۔
۴ ۔ یہ اور اس کے بعد کا شعر ، دونوں مط میں شامل نہیں ۔
۵ ۔ کس سے پوچھوں دل مرا چوری گیا زلفوں میں رات (سرور و قاسم) ۔
۶ ۔ ایک تھا شانہ وہاں سو تیل میں ڈالے ہے ہات (سرور)
ایک جو شانہ ہے سو تو تیل میں ڈالے ہے ہاتھ (قاسم) ۔
۷ ۔ دو پیالوں میں مست (مط) ۔
۸ ۔ تیرے (مط)

شیخ جو جاتا ہے کیوں تسبیح کا واہ دام لے
وہ صنم کب رام ہوتا ہے ، خدا کا نام لے

یہ دانا ہیں دوانے جو مجھے زنجیر کرتے ہیں
مرا کوئی دم میں جی نکلے ہے یہ تدبیر کرتے ہیں

مت دکھا اس طرح کی آن مجھے
کوئی دم جیونے دے جان مجھے

مثلِ آئینہ سادہ رویوں کی
منہ ہی دیکھے کی آشنائی ہے

یار سے گر رقیب لڑتے ہیں
تو ہمارے نصیب لڑتے ہیں[1]

۳۶ - اشتیاق :

شاہ ولی‌اللہ ، اشتیاق تخلص، باوجود مذاق علمی چاشنیِ فقر داشت - در کوٹلہ فیروز شاہ انزوا گزیدہ[2] ، اوقات عزیز بیاد الٰہی بسر می برد - ہرگاہ کہ از تدوین و ترتیب نسخہ عقبیٰ فراغتش می‌نمود ، چیزی از قبیل ریختہ و فارسی[3] بر سبیل تفنن فکر می کرد - روزی[4] بہ خدمتش حاضر شدہ ام حرفہای

---

۱ - یہ شعر مط میں شامل نہیں ہے -
۲ - در کوٹلہ فیروز شاہ سکونت داشت انزوا گزیدہ (مط)
۳ - از قبیل فارسی (مط)
۴ - بندہ روزی (مط)

با مزه می‌گفت - مدت هفت سال شده باشد[1] که به دارالبقا انتقال نموده است :

لڑکوں کے پتھروں سے لگے کیوں کہ اس کو چوٹ
ہر ایک گردباد ہے مجنوں کو دھول کوٹ

چھوڑ کر تجھ کو ہمیں اور سے جب لاگ لگی
نہیں مہندی یہ ترے تلووں سے ہے آگ لگی[2]

بتاں جو ہجر کی باتیں ہمیں سناتے ہیں
کچھ ان کا دوس نہیں یہ خدا کی باتیں ہیں[3]

۳۷ ، ۳۸ - ناجی و منعم :

محمد شاکر ، ناجی تخلص[4] سپاہی پیشہ بود - در مطاوی و مصراع اشعار ہزار معنی آبدار[5] ودیعت می نہاد و به درستی طبع و رسائی فکر داد سخن وری می داد - زادگاہ او دارالخلافت شاہ جہان آباد است - با برادر فقیر که منعم تخلص می‌کرد و شعر فارسی به تلاشهای نیکو می‌گفت[6] و گاہی یک دو مصرع ریخته بهم می‌کرد ——— چنانچه این مطلع ازوست :

غرض غصے میں یہ اک اہلِ وفا کی نہ سنے
ہٹ پہ آ جائے وہ کافر تو خدا کی نہ سنے

---

۱ - ہفت سال شد (مط) - سال وفات ۱۱۵۰ھ ہے -
۲ - نہیں ہے مہدی یہ ترے تلووں سے آگ لگی (مخ)
۳ - یہ خدا کے ثانی ہیں (مخ)
۴ - سال وفات قیاساً ۵۴ - ۱۱۵۳ھ ہے -
۵ - در مطاوی که مصرع شعر پر ازمعنی آبدار (مط) -
۶ - اس کے بعد کی عبارت اور مطلع مط میں نہیں ہے -

ربط اتحاد[1] مربوط داشت ، گاه گاه به غریب خانه تشریف می‌آورد ۔ بنده در خرد سالی[2] او را دو سه بار دیده ام ۔ مزاجش خیلی مائل مزاح بود ۔ او تعالیٰ رحمتش کناد! من ناجی :

ہؤا بازار گل کا دیکھ تجھ رخسار کو مندا
جو دیکھے تجھ قدِ آزاد کو طوبیٰ تو ہو بندا
نہ پوچھو خود بہ خود ہے عارض خورشید کی خوبی
لیا ہے ذرہ ذرہ حسنِ مہ رویاں سے کر چندا

بلند آواز سے گھڑیال کہتی ہے کہ اے غافل
گھٹی یہ بھی گھڑی تجھ عمر سے اب تک نہیں چیتا

مجھ دل کو اپنی زلف میں دیجو سمجھ کے بار[3]
نکلے گا پھر یہ دیر میں پٹّوں دھنسا ہؤا

یہ داؤ کھابدے کا لگتا ہے لالچی سا[4]
حامیوں سے مل مل اٹکل[5] رہا ہے کھیسا

مجھ کو باتوں میں لگا معلوم نہیں کیا کہہ گیا
لے چلا[6] جب دل کے تئیں ، منہ دیکھتا میں رہ گیا

---

۱ ۔ رابطۂ اتحاد (مط)
۲ ۔ بندہ خود در خورد سالی (مط)۔
۳ ۔ دے جا سمجھ کے یار (مط)
۴ ۔ 'لگتا ہے لالچی سا' مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے
کھابدے = کھابڑے ؟ گھابڑے ؟
۵ ۔ اٹکا ؟
۶ ۔ لے گیا (مط)

ڈوب گئے کئی ملک[1] جب کھولی لبِ دریا پہ زلف
حیف ناجی کو نہ پوچھا کس لہر میں بہ گیا

دہن جب لال ہو پانوں سے پی کا
خدا حافظ ہے تب غنچے کے جی کا
ترے رخسار کے پرتو سے اے شوخ
پری خانہ ہؤا گھر آرسی کا

اس مغل زا کے کہو بابا سے رکھ اس کو عزیز
مول ہے سارے بدخشاں کا یہ بیٹا لعل سا

بھا سستا ہو یا مہنگا نہیں موقوف غلے پر
یہ سب خرمن اسی کے ہیں خدا ہو جس کے پلے پر

شربت ایسکل کر نہ زاہد آتشیں لب اس کے چوس
شرم رکھ ڈاڑھی کی کیوں شعلے کنے لے جاہے پھوس
رنگ میں ہو ہے فراری[2] اور لپٹ ملنے میں گرم
اس طرح کا سانولا کم یاب ہے جوں اصل سوس[3]

دیکھ موہن تری کمر کی طرف
پھر گیا مانی اپنے گھر کی طرف

---

۱ - ڈوب گئے ملک (مخ) ڈوب کئی گئے ملک (مط) -
۲ - ہیگا قراری (مط)-
۳ - اصل سوس : اصل السوس ، یعنی ملیٹھی -

چاند تیرے رو بہ رو خوبی کا کیوں مارے ہے لاف
وہ تو داغی ہے ، ترا جوں مہر رخسارا ہے صاف

امردی ساری تم اپنی کر چکے مکتب میں صرف
اب تو خط نکلا ملوگے کیوں نہ اس میں کیا ہے حرف

جو کوئی کچھ کہے پگھل جاوے
شمع رو ہے ہمارا موم کی ناک

لے جا ہے[1] شہر شہر پھراتا ہے دشت دشت
کرتا ہے آدمی کو نہایت خراب دل

پیالہ پیوے ہے سو نہوروں سے
کھولے ہے لب ہزار زوروں سے

نہ سیرِ باغ ، نہ ملنا ، نہ میٹھی باتیں ہیں
یہ دن بہار کے اے جان مفت جاتے ہیں[2]

صحت قافیہ دریں مطلع معلوم نہ می شود، خدا داند کہ شاعر بجای خود چہ فہمیدہ باشد[3] ۔

ہمیں تو بوسہ نہ دینے کہا نہ کہہ کے دیا
جنھوں سے وعدہ کیا ہے[4] انھیں چاتے ہیں

---

۱ - لے جاؤ (مط)
۲ - یوں ہی جاتے ہیں (مط) ۔
۳ - یہ عبارت مط میں شامل نہیں ہے ۔
۴ - کیا تھا (مط)

مت کر اتنا جور اس پر جان آخر دل ہے یہ
ٹک پھڑک لینے دے اس کو، چھیڑ مت، بسمل ہے یہ

چراغ و شمع کی پروا نہ رکھ یہ تجھ کو بالا ہے
نظر کر دل کی آنکھوں سے اندھیرا بھی اجالا ہے

سمجھتے تھے سبھی بنت العنب کو باکرہ یارو
سنو یہ بات بد مستی میں اک دن ہم سے پھوٹی ہے

اس کے رخسار دیکھ جیتا ہوں
عارضی میری زندگانی ہے

مرے دل کو تو زخمی کر چکے تم
اگر سر چاہتے ہو، یہ جدا ہے

تبسم یہ[1] رقیبوں سے خلل ہے
ترے بھاویں ہنسی میری اجل ہے
کیا فردا کا وعدہ سرو قد نے
قیامت کا جو دن سنتے تھے، کل ہے

جان ہے، جیوڑا ہے، دل بر ہے
پر یہ مشکل کہ طالبِ زر ہے
لبِ جاں بخش آگے تیرے سجن
جو مسیحا کا نام لے خر ہے

---

۱ - نت (مط)

نہ سن واعظ کی بات اے دل تو اپنی دھن میں پکّا ہے
خدا حافظ ترا دوزخ بھی اک شرعی دڑکّا ہے

اگرچہ این شعر خالی از خوبی نیست[1] اما آن بر سر کفر[2] افتادہ است ۔ ہر چند شطحیاتِ شعرا بیش[3] ازان است کہ در حیّز تحریر توان آورد[4] لیکن باوجود شرف اسلام اینہا[5] بسیار بعید می‌نماید ۔ او سبحانہ تعالیٰ بہ رحمت خود کار کند و بہ گفتار و کردار ما نرود[6]۔ و این چند بیت دیگر کہ بعد ازین بقلم می‌آید ہم از ناجی مذکور است :

دو بالا ہو کے مخموری عبث آنکھوں کو ملتا ہے
پیالہ اور بھی پی لے یہ کہ اب دور چلتا ہے[7]

تجھ کو کیوں کر جدا کروں اے جاں
زندگانی بہت سی[8] پیاری ہے

نرگس کے تئیں میں ہرگز لاتا نہیں نظر میں
دیکھی ہیں میں نے پیارے آخر[9] تمھاری آنکھیں

---

۱ ۔ شعر خوبی است (مط) 'خوبی' اصلاح قیاسی ہے ، مخ میں 'خالی از دانیست' ہے ۔
۲ ۔ اما آن سر کفر (مط) اما روں سر کفر (مخ) اصلاح قیاسی ۔
۳ ۔ پیش (مط)
۴ ۔ کہ گفتہ شود (مط)
۵ ۔ 'اینہا' مط سے ماخوذ ہے ۔
۶ ۔ مط میں اس کے بعد صرف 'از ناجی است' ہے ۔
۷ ۔ پیالہ اور بھی پی لے سجن یہ دور چلتا ہے (مط)
۸ ۔ 'سی' مط میں نہیں ہے ۔
۹ ۔ میں نے آخر پیارے (مط)

سخن سن اس بت کافر ادا کا
جیا ہوگا کوئی بندہ خدا کا

۳۹ - مضمون[1] :

شرف‌الدین ، مضمون تخلص ، از تلامذہ شیخ فرید[2] شکر گنج قدس سرہ ، بہ جمیع صفات موصوف و بہ ہمہ حسنات معروف بود - مولدش جای است در نواح گوالیار کہ او را جاجیو[3] می گویند - چون سن شریفش از چہل متجاوز گردید دست از قید علائق برداشت و قدم در راہ آزادگی گذاشت و در زینت‌المساجد کہ بر کنار دریای جمن[4] چون از تعمیر زینت‌النساء بیگم[5] است مسکن خود قرارداده[6] ، بہ توکل می گذراند - بسکہ خلیق[7] و خوش صحبت بود اکثری از مردم نجبا آخر روز بہ طریق سیر

---

۱ - متوفی ۱۱۴۷ھ مطابق ۳۵ - ۱۷۳۴ع (قطعۂ تاریخ از تاباں ، مشمولہ 'دیوان تاباں' صفحہ ۲۷۱ - ۲۷۲)

۲ - از فرزندان حضرت شیخ فرید (مط)

۳ - جاجیو : جاجئو یا جاجو - عالم گیر کی وفات کے بعد تخت نشینی کی جو جنگ ہوئی اس کا پہلا معرکہ شہزادہ محمد معظم (شاہ عالم بہادر شاہ اول) اور شہزادہ محمد اعظم کے درمیان جاجو (متصل اکبرآباد) ہی کے میدان میں گرم ہوا تھا -

۴ - جمن ، اضافۂ مرتب -

۵ - عالم گیر کی بیٹی اور زیب‌النساء کی بہن -

۶ - ''گذاشت ، لب دریا مسجدیست مسمی بہ زینت‌المساجد ، او را مسکن خود قرار داده -'' (مط)

۷ - ملین (مط) خلق (مخ) تصحیح قیاسی -

در حلقۂ مجلس او وارد می شدند[1] ۔ بندہ نیز دو سہ مرتبہ بخدمت شریفش حاضر شدہام ۔ مدت دہ سال است کہ بال طبعی درگذشت ۔ شعر ریختہ را بہ تلاشِ الفاظ و معنی تازہ می گفت ۔ خدایش بیامرزد!

ہوئے ہیں ہر مژہ سیتی ز بس آنسو ڈھلک دریا
کہیں کیوں کر نہ چشموں کو مری مردم پلک دریا
کرے نہیں[2] نوح کا طوفاں مری آنکھوں کی ہم چشمی
گیا وہ خشک ہو کب کا پہ ہیں یاں اب تلک دریا

افسون مار جھٹ پٹ لیتی ہیں دل کو اٹکا
کن ساحروں سے سیکھا زلفاں نے تیری لٹکا[3]
چھپ کر مخالفوں سے آ اس طرح پلنگ پر
کوئی سنے نہ پیارے تیرے قدم کا کھٹکا
بالو کا ریہ ایسے[4] مثلِ تنور مضموں
یک قرص نان کی خاطر تو کیوں پھرے ہے بھٹکا

---

۱ ۔ اس کے بعد کی عبارت مط میں مختلف ہے : ''چنانچہ سعدی گویند :

ہر کجا بود چشمۂ شیریں
مردم و مور و مرغ گرد آیند

بوقت موعودہ سر در پردۂ اختفا کشید و بعالم قدس مساس گردید ۔ خدایش بیا مرزد! شعر ریختہ را...می گفت ۔ این چند بیت ازوست ۔''

۲ ۔ کر نہیں (مخ)
۳ ۔ زلفاں تری نے لٹکا (مخ)
۴ ۔ بالو کا رہ ایسے (مط)

کلی کھلتی ہے واں[1] اُس کی جہاں خندوں کا ہو ریلا
ہوا معلوم یوں مجھ کو کہ اب یہ طفل کھل کھیلا

بند شیشے میں کیا ہے تو بھی پھڑکاتی ہے آنکھ
دخترِ رز کی نہیں جاتی ہے ہرگز تاک جھانک

صدق سے بوسہ طلب کرتے ہیں گر باور نہیں
مصحفِ رخسار پر پیارے رکھالو ہم سے ہات

چلا آگے سے جب کشتی میں وہ محبوب جاتا ہے
کبھو آنکھیں بھر آتی ہیں کبھو دل ڈوب جاتا ہے
ہمارا اشک قاصد کی طرح یک دم نہیں تھمتا
کسی بیتاب کا[2] شاید لیے مکتوب جاتا ہے

ہم فقیروں میں تمھارا اے بتاں[3] کیا کام ہے
تم تو طالب زر کے ہو اور یاں خدا کا نام ہے

نہ یہی فتنہ[4] قد و قامت ہے
ہنس کے پھر دیکھنا قیامت ہے

کرناتھانقش روے زمیں پر ہمیں مراد
قاایں اگر نہیں تو نہیں بوریا تو ہے

---

۱ - کلی کھلتی وہاں (مخ)
۲ - کی (مخ)
۳ - اے میاں (مظ)
۴ - نہ یہی تختہ (مخ)

ایک تو تھا ہی وہ مہرو خود پسند
ہو گیا دیکھ آرسی کے تئیں دو چند

خط اُس کے آ گیا ہے ، مری ہوئی سفید ریش
ملنے کو اب تئیں وہ بتاتا ہے شام و صبح[1]

۴۰ - احسن :

احسن‌اللہ معاصر میاں مضمون و آبرو بود و برویہ اینہا[2] تلاش لفظ تازہ و ایہام می کرد - اما از بسیاری[3] ہجوم الفاظ معنی شعرش کم تر بہ نظر می آید - ابیاتی کہ بعد غربال کردن دیوانش بہ نظر برآوردہ ام غیر ازین دو سہ بیت بہ نظر نیامدہ[4] :

لام نستعلیق کا ہے اُس بت کافر کی زلف[5]
ہم توکافر ہوں اگر بندے نہ ہوں اسلام کے

یہی مضمونِ خط ہے احسن‌اللہ
کہ حسن خوبرویاں عارضی ہے

۴۱ - مخلص[6] :

میرزا محمد حسین ، متخلص بہ مخلص ، متوطن شاہجہان‌آباد ،

---

۱ - خط آ گیا ہے اس کے ، مری ہوئی سفید ریش
کرتا ہے اب تلک بھی وہ ملنے میں شام و صبح (سرور)

۲ - و برویہ شعر اینہا (مط)

۳ - از غایت (مط)

۴ - دیوانش برآوردہ ام اینست (مط)

۵ - بت خوش خط کی زلف (مط)

۶ - مط میں مخلص مذکورکو طبقۂ سوم کے شعرا میں شمار کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو 'مخزن نکات' صفحہ ۵۸)

نبیرهٔ وزیر خان مرحوم[1] است که در عهد عالمگیر بادشاه فوجدار بلدهٔ سهرند بود - بر چند خانه زاد موروثی است لیکن چون ارکان سلطنت از احوال امثال چنیں مردم غافل واقع شده اند بنا بر این به نقد قلیل[2] در رسالهٔ گزر خدمت می نماید - حق تعالٰی سلامتش دارد!

سرخ چیره[3] ہے نہیں خون کسی کا یارو
باندھیو باندہ مرے لعل پہ بہتان نہ کرو

۴۲ - پیام[4] :

شرف‌الدین‌علی متخلص به پیام مرد عزیزالوجود بوده است - اصلش از خاک اکبرآباداست[5] - شعر فارسی به‌کمال شستگی[6] می گفت - نظم های رنگین و نثر های متین دارد - احوالش من و عن

---

۱ - یه حکیم علیم‌الدین انصاری ملقب به نواب وزیر خان ہیں جو عہد شاہ جہانی میں سات سال تک (۱۶۳۲ع تا ۱۶۳۹ع) پنجاب کے حاکم بھی رہے - آخر میں شاہ جہاں نے انھیں اکبرآباد کا صوبہ‌دار نامزد کیا تھا اور وہیں ۲۱ جمادی‌الاول ۱۰۵۱ھ (۱۶۴۱ع) کو ان کا انتقال ہوا - لاہور کی مسجد وزیر خاں ان کی زندہ یادگار ہے (ملاحظہ ہو 'نقوش' لاہور نمبر صفحہ ۳۲۳ - ۳۲۷)

۲ - واقع شده از بنا براں به نقدی قلیل (مط)

۳ - سرخ چہرہ (مط)

۴ - متوفی محرم ۱۱۵۷ھ مطابق ۱۷۴۴ع بمقام دہلی (سفر نامهٔ مخلص صفحہ ۱۲ ، و قطعهٔ تاریخ از تاباں ، 'دیوان تاباں' صفحہ ۱۷۱)

۵ - اصلش از خاک حیدرآباد است (مخ)

۶ - شکستگی (مخ)

داخل تذکرهٔ خان آرزو[1] است ، و این دو سه شعر ریختہ نیز ازوست :

بات منصور کی فضولی ہے
ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

دلی کے کج کلاہ لڑکوں نے
کام عشاق کا تمام کیا
ایک عاشق نظر نہیں آتا
ٹوپی والوں نے قتل عام کیا

۴۳ - سامان[2] :

میر ناصر سامان تخلص می‌کرد و با کمال بی سر و سامانی می زیست - متوطن جونپور است[3] - در ابتدای سلطنت محمد شاہ بہ دارالخلافت اقامت داشت و اکثر بخدمت خان آرزو ملاقات می‌کرد[4] ، و دیگر احوالش معلوم فقیر نیست - این مطلع و حسن مطلع ازوست :

آٹھیں کیوں کر نہ اس دل سے بھبوکے
کبھو تھے آشنا ہم بھی کسو کے
رقیب اس بھانت جلتے ہیں ہمیں دیکھ
گویا رشتے میں ہیں اس شمع رو کے

---

۱ - یعنی 'مجمع‌النفائس' (تذکرهٔ فارسی‌گویان مرقومہ تقریباً ۱۱۶۳ھ)
۲ - متوفی ۱۱۴۷ھ مطابق ۱۷۳۴ع (دستورالفصاحت)
۳ - وطن او جونپور است (مط)
۴ - ملاقات می نمود (مط)

۴۴ - بے نوا :

بے نوا تخلص شاعر ظریف طبع است - احوالش من و عن معلوم بنده نیست - در ابتدای سلطنت محمد شاه به دارالخلافه شاه جهان آباد رسیده و قصهٔ بلوای کفش دوزان ،که در مسجد جامع بادشاهی بابت کشته شدن کفش دوزی از دست سیبکرن[1] نام جوہری شده بود بخوبی نظم کرده - چنانچه مخمس منظومه اش مشهور است - گویند که جای به میان شاه مبارک آبرو ، که احوالش گذشت ، در خورد ؛ ایشان از غایت بی اعتنای متوجه احوال او شدند - پس از دیری که باہم چار شدند[2] گفت که

---

۱ - سیبکرن : سبھکرن - ۸ شعبان ۱۱۴۱ھ مطابق ۸مارچ ۱۷۲۹ع کو سبھکرن کے حکم سے ایک مسلمان کفش دوز ہلاک ہوا جس سے کفش دوزوں اور عام مسلمانوں کے جذبات برانگیختہ ہوگئے اور نتیجے میں ۱۱ مارچ کو فساد کی جو آگ بھڑکی اس پر بڑی مشکل سے قابو پایا جا سکا (ملاحظہ ہو : 'لیٹر مغلز' از ارون ، جلد دوم ، کلکتہ ۱۹۲۲ع ، صفحہ ۲۵۷ - ۳۶۳) اس مخمس کے بارے میں حافظ محمود شیرانی کا مضمون ''محمد شاہ کے عہد میں پنجابی جفت فروشوں کے فساد پر بے نوا سنامی کا مخمس'' (مشمولہ مقالات شیرانی ، مرتبہ مظہر محمود شیرانی لاہور ۱۹۶۶ع جلد دوم ، صفحہ ۱۳۰ - ۱۴۵) ملاحظہ ہو -

۲ - یہاں تک کی عبارت میں مط میں اختلاف ہے : ''شاعری بود گمنام ، از ساکنان قصبهٔ سیام [سنام ؟] شوخ چشم ، ظریف طبع - گاه گاه بطریق لطیفه شعر بدیهه می‌گفت و در اوائل سلطنت محمد شاه بدارالخلافت رسید و از هر یکی که دران عرصه به عرصه بود ملاقی گردید - روزی در مجلس مشاعره وارد شد - میان شاه مبارک آبرو که احوالش گذشت ، بدو التفاتی نه کرد ، بعد دیری که چار شدند -''

''میان آبرو صاحب شما از احوال مخلصان این همه تغافل می کند که گویا جای بین چشم نه شده اند ۔'' چون ایشان یک چشم نه داشتند[1] این لطیفه نهایت به موقع[2] افتاد ۔ غرض که از تحایف روزگار بود ۔ خدایش بیا مرزد! این یک شعر بنام او مشهور است :

بے نوا ہوں زکوۃ حسن کی دے
او میاں مالدار کی صورت

۴۵ ۔ بیتاب :

محمد اسماعیل ، بیتاب تخلص ، شاگرد میان یک رنگ بود ۔ گاه گاه فکر شعر می‌کرد[3] ۔ ہنوز نخل استعدادش بپایه[4] سرسبزی نرسیده بود که پامال حوادث روزگار گردید ۔ این چند بیت از وی یادگار است :

نہ ہوتا گر کسی سے آشنا دل
تو کیا آرام سے رہتا مرا دل

تڑپھ کر مر گئی بلبل قفس میں
پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس میں

۴۶ ۔ فدوی :

محمدحسن، فدوی تخلص، از نجیب زاده های دہلی است ۔ با میان مضمون و آبرو صحبتها داشته[5] ۔ در علم موسیقی مہارتی دارد

---

۱ ۔ نداشته (مط)
۲ ۔ بغایت موقع (مط) نہایت موقع (مخ) تصحیح قیاسی ۔
۳ ۔ مط میں اس کے بعد کی عبارت یہ ہے : ''ہنوز از مرتبه موزونیت نیامده بود که برحمت خدا رفت ۔''
۴ ۔ داشته است (مط) ۔

و ستار را بہ ربط نیکو می نوازد[1]۔ گاہی کہ یک دو مصراع ریختہ فکر کند از کمال بیدماغی باستکتاب آن نہ می پردازد ۔ با فقیر آشنا است :

ایک ملنا غیر کا تو چھوڑ نہیں[2] سکتا سجن
دیکھ تو عاشق نے تیرے واسطے کیا کیا تجا

۴۷ ۔ حاتم[3] :

محمد حاتم ، حاتم تخلص ، ہم صحبت میان مضمون و آبرو است ۔ اصل و منشاء وی شاہ جہان آباد است ۔ در روزگار سلطنت محمد شاہ بہ منصب ندیمی و خدمت بکاولی نواب عمدۃالملک[4] مغفور پایۂ امتیاز داشت ۔ بعد فوت او ترک[5] روزگار نمودہ باکمال آزادگی می گزرانید[6] ۔ کلیاتش ضخیم است[7] و قریب چہار ہزار بیت کہ ازان بر سبیل انتخاب برآوردہ و آن را بہ 'دیوان زادہ' موسوم ساختہ است ، چندی پیشتر از نظر گذشتہ ۔ شعر خوب جستہ جستہ می برآید ۔ با فقیر آشنا است ۔ حق تعالیٰ سلامت دارد !

---

۱ ۔ اس کے بعد مط میں یہ عبارت ہے:''انچہ معلوم است از استکتاب اشعار و ابیات خویش متنفر است ۔ با فقیر آشنا است ۔''
۲ ۔ نئیں ، پڑھا جائے گا ۔
۳ ۔ شاہ حاتم ولادت ۱۱۱۱ھ ؛ وفات رمضان ۱۱۹۷ھ ۔
۴ ۔ یعنی نواب عمدۃ الملک امیر خاں متخلص بہ انجام (رک ترجمہ ۶۳)
۵ ۔ توکل (مط)
۶ ۔ با کمال آزادی می‌گزارند (مخ)—می گزارند (مط) ۔
۷ ۔ اس کے بعد مط میں یہ عبارت ہے : ''و ابیات دیوانش قریب چہار ہزار بیت از نظرگذشتہ ۔ شعر خوب جستہ جستہ می برآید ۔ حق تعالیٰ سلامتش دارد!''

دلوں کی راہ میں خطرے پڑے ہیں کیا یارو
کہ چند روز سے موقوف ہے سلام و پیام[1]

مت عاشقوں پہ جور و ستم اس قدر کرو
عالم کا ڈر نہیں تو خدا کا تو ڈر کرو

۴۸ - ثاقب[2] :

شہاب‌الدین ، ثاقب تخلص ، متوطن قصبۂ سیوھارہ است - مشق سخن بخدمت میاں آبرو می‌کرد - سابق برین چہار سال گاہ گاہ اتفاق دیدنش می‌افتاد ، از چندی مفقودالخبر است[3] ؛ شاید بہ وطن خود رفتہ باشد :

ثاقب کی لاش اوپر قاتل نے آ کے پوچھا
یہ کون مر گیا ہے ، کس کا ہے یہ جنازہ

۴۹ - پاکباز :

میر مکھن ، پاکباز تخلص ، خلف‌الرشید میان شاہ کمال است - پدر بزرگوارش شیخی[4] تمام دارد - روز جمعہ مجلس سماع بخانہ اش مقرر است - اکثر قوالان شہر در آنجا می‌آیند و دیگر مردم شہر[5] بہ تقریب سماعت نیز حاضر می شوند - نیکو ادا ہای تواجد شیخ

---

۱ - پیام سلام (مط) -
۲ - متوفی ۱۱۸۵ھ مطابق ۱۷۷۲ع
۳ - اتفاق دیدنش افتادہ ، الحال مفقودالخبر است (مط) -
۴ - سخن (مخ) -
۵ - 'شہر' مط میں شامل نہیں ہے -

مشهور است ـ بنده در بهان مجلس[۱] بخدمت میان پاکباز ملاقات کرده ام ـ گویند در مبادی حال فکر شعر می‌کرد و از مصطفیٰ خان یک رنگ اصلاح می‌گرفت ـ این یک شعر بنام او شهرت دارد :

مجھے رہتے ہیں[۲] نت درد و الم گھیرے میاں صاحب
خبر لیتے نہیں کیسے ہو تم میرے میاں[۳] صاحب

۵۰ ـ ندیم :

میرزا علی قلی ، ندیم تخلص ـ مولد وی شاه جهان آباد است و در سلک منصبداران گزر بخطاب خانی سرافرازی دارد[۴] ـ سابق برین چند سال اکثر مرثیهٔ حضرت ابی عبدالله الحسین علیه‌الصلوة والسلام به قوت تمام می‌گفت[۵] و در مشکل ترین ردیف و قوافی طبع آزمائی‌ها می‌کرد ـ چنان‌چه شهرت اشعار مرثیه‌اش[۶] گواه عدل این دعویٰ است ، و بالفعل که گفتن احوال[۷] بی ادبانه دلنشین مردم است ، دست ازین کار برداشته ، به نظم[۸] شعر ریخته مشغول است ـ بر احوال فقیر شفقت‌ها کند[۹] ـ حق‌تعالیٰ سلامت دارد!

---

۱ ـ درمیان مجلس (مط) ـ
۲ ـ رہتی ہے (مخ) ـ
۳ ـ 'میاں' مط سے ماخوذ ہے ـ
۴ ـ است ، در فرقهٔ کدر (گذر ؟) بخطاب خانی سرفرازند (مط) ـ
۵ ـ به قوت تام و قدرت تمام می‌گفت (مط) ـ
۶ ـ چنانچه شهرت ابیاتش (مط) ـ
۷ ـ بالفعل که طور گفتن مرثیه (مط) ـ
۸ ـ بگفتن (مط)
۹ ـ ''بر احوال..... کند'' مط میں شامل نہیں ہے ـ

جدائی میں تری ہم کیا کہیں کس طرح جلتے ہیں
بجائے مو بدن سے آگ کے شعلے[1] نکلتے ہیں

بیقرارِ عشق کو ہے زندگی نقصِ کمال
مر چکے سیماب تب کہتے ہیں یہ اکسیر ہے

۵۱ - [زکی] :

جعفر علی خان عمدہ و عمدہ زادۂ مقرر است[2] ۔ بہ خوش گوئی و خوش خوئی نظیر نہ دارد ۔ پیش ازین مثنوی پانصدبیت درتعریف قلیان بر طبق فرمائش محمد شاہ پادشاہ بسیار بہ تلاش نظم کردہ[3]، و حالا ہم گاہ گاہ یک دو بیت ریختہ و فارسی بہ تحریک احبا موزون می کند ۔ بندہ بخانۂ نواب نعمت‌اللہ خان[4] قراول بیگی پادشاہی بخدمتش ملاقات کردہ‌ام ۔ انواع شعر را بر وجہ اتم می فہمد :

---

۱ ۔ شعلۂ آتش (مط) ۔
۲ ۔ اس کے بعد مط کی عبارت یہ ہے : ''بطلاقت لسان و عذوبت بیان نظیر ندارد ۔ گاہ گاہ یک دو مصرع ریختہ و فارسی موزون می کند.....می فہمد''
۳ ۔ قائم کو مغالطہ ہوا ہے ۔ جعفر علی خاں موصوف یہ مثنوی مکمل نہیں کر پائے تھے ۔ شاہ حاتم نے اسے پایۂ تکمیل کو پہنچایا اور یہ مثنوی ان کے 'دیوان زادہ' میں شامل ہے ۔
۴ ۔ یہ نعمت اللہ خان ثانی ہیں جو نعمت‌اللہ خان اول (متوفی ۱۱۴۷ھ مطابق ۱۷۳۵ع) کے بیٹے اور عالم گیری عہد کے میر بخشی، روح‌اللہ خان اول (متوفی ۱۱۰۳ھ مطابق ۹۲-۱۶۹۱ع) کے پوتے تھے ۔ ان کی تاریخ وفات معلوم نہ ہوسکی لیکن قائم کے کہے ہوئے ایک قطعۂ تاریخ کی رو سے یہ ۱۱۶۹ھ تک بہرحال بقید حیات تھے ۔ قائم نے ان کی مدح میں ایک قصیدہ اور ایک رباعی بھی کہی ہے (ملاحظہ ہو : 'کلیات قائم' مرتبہ راقم، جلد دوم ، صفحہ ۳۹۹)

نہ ہو کھوجی انجھو کے کاروان و منزل و رہ کے[1]
خدا جانے کدھر یہ بے سر و پا جائیں گے[2] بہہ کے

۵۲ - بہار :

ٹیک چند، قوم او زرگر بود، بہار تخلص می کرد - اکثری از علوم را بہ درستی ورزیدہ[3] علی الخصوص در تحقیق لغت دست وافی داشت - چناں چہ خودش دریں باب کتابی کہ بہ 'بہارعجم' موسوم است تصنیف کردہ[4] و ازیں قبیل چند تصانیف دیگردارد و خود را از تلامذۂ خان آرزو می کرد[5] - چون خان موصوف 'سراج اللغات' تصنیف فرمودند بعضی غلطی ہا بر آوردہ، ایشان از غایت انصاف کہ خاصۂ کمال است دخلہای وی جائز داشتند[6] - اکثری شعر فارسی می گفت و گاہ گاہ دو سہ بیت ریختہ نیز موزون می نمود :

وہی اک ریسماں ہے جس کو ہم تم تار کہتے ہیں
کہیں تسبیح کا رشتہ، کہیں زنار کہتے ہیں

ہمیں واعظ ڈراتا کیوں ہے تو[7] دوزخ کے دھڑکوں سے
معاصی گو ہمارے بیش ہیں، کچھ مغفرت کم ہے

---

۱ - نہ ہو کھوجی ہمارے آنسوؤں کے منزل و رہ کے (مط)
۲ - جائیں ہیں (مط)
۳ - می کرد - علم منطق و معانی مع دیگر علوم بہ درستی ورزیدہ (مط)
۴ - چناں چہ دریں باب خودش کتابی تصنیف کردہ کہ نامش بہ خاطر نیست (مط)
۵ - ''و خود ۰۰۰۰ می کرد'' مط میں نہیں ہے اور اس کے بعد ''وقتیکہ خان آرزو 'سراج اللغت' تصنیف می کردند'' ہے -
۶ - دخلہای وی خان (؟) برداشتند (مط)
۷ - 'تو' اضافۂ مرتب -

نہیں معلوم کیا حکمت تھی[1] شیخ اس آفرینش میں
مجھے ایسا خرابانی کیا ، تجھ کو مناجاتی

۵۳ - عاصمی :

خواجہ برہان الدین ، عاصمی تخلص ، مردی از نبائر خواجہ احرار است - در کمال دانائی و بشیار خرامی و بذلہ گوئی و نادر کلامی مستثنائی روزگار بود - در عالم جواہر شناسی بصارت تمام داشت - مولدش شاہ جہان آباد است در محلہ بہادر پورہ کہ واقعہ شہر نو است و بہ اعزاز و امتیاز بسر می برد ، و اکثر فکر شعر مرثیہ می کرد ، و گاہ گاہ بپاس خاطر احباب دو سہ بیت ریختہ[2] نیز موزون می نمود - سابق بریں دوسال[3] ازجہان رفت - با فقیر جوششہا داشت - خدایش بیامرزد! ازوست :

چمن کے تخت اوپر جب[4] شہِ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا ، غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ[5] نہ تھا جز خار گلشن میں
بتایا[6] باغباں رو رو کے یاں غنچہ تھا ، یاں گل تھا

۵۴ - حشمت :

محمد علی ، حشمت تخلص ، از مرد مشاہیر بود - حیا و حمیت

---

۱ - ہے (مط)
۲ - بیت غزل (مط)
۳ - یعنی 'دو سال سابق بریں -'
۴ - تخت پر جس دن (مط)
۵ - جو جا دیکھا (مط)
۶ - بتاتا (مط)

و اہلیت و آدمیت زائد الوصف داشت[1] ۔ سابق برین دہ سال[2] بہ رفاقت قطب الدین علی خان کہ آوازۂ شجاعت وی[3] دراطراف و اکناف شہرتی عظیم دارد و معہذا بہ شرح و بسط احوالش تنگ حوصلگی پای این اوراق برنمی‌تابد ، بہ سمت چکلۂ مراد آباد رفتہ بود ۔ چون در آن جا با فوج سعداللہ خان[4] پسر نواب علی محمد خان افغان پای جنگ بہ میان آمد ، مع خان مذکور

---

۱ ۔ از مردم کشمیر بود ، حیا و حمیت و آدمیت خلاف کلیہ وطن داشت ۔ (مط)

۲ ۔ دو سال (مط)

۳ ۔ کہ آوازۂ سخاوت و شجاعت وی (مط)

۴ ۔ نواب علی محمد خاں روہیلہ (متوفی ۱۵ ۔ ستمبر ۱۷۴۸ع) کے تیسرے فرزند کا نام سعد اللہ خاں تھا اور والد کے انتقال کے وقت ان کے دو بڑے بھائی عبداللہ خاں اور فیض اللہ خاں کیوں کہ قندھار میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے تھے اس لیے ان کی واپسی تک یہ گدی نشین اورحافظ رحمت خاں ان کے ریجنٹ قرار پائے ۔ مخ میں 'سعیدالدولہ' درج ہے جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے ۔ روہیلوں اور قطب الدین علی کے مابین یہ معرکہ ۱۱۶۲ھ (۱۷۴۹ع) کے اوائل میں ، مراد آباد سے ۳۸ میل جانب شمال مغرب دھام پور کے مقام پر ہوا جس میں قطب الدین کام آئے (ملاحظہ ہو : جادو ناتھ سرکار'زوال سلطنت مغلیہ'طبع سوم ۱۹۶۳ع ، جلد اول صفحہ ۲۳۵-۲۳۷) تاباں نے اپنے استاد حشمت کی جو تاریخ وفات کہی ہے اس سے ۱۱۶۱ھ برآمد ہوتے ہیں (دیوان تاباں صفحہ ۲۷۳ - ۶۷۶) مط میں اس طرح ہے : ''در آن جا با فوج علی محمد روہیلہ پای جنگ بہ میان آمد بہان جا مع خان مذکور بہ جرات تمام کشتہ شد ۔'' 'با فقیر دوستی با داشت' بھی مط میں شامل نہیں ہے ۔

به جرأت مردانه کشته شد ـ خدایش مغفرت کناد! با فقیر دوستی ها داشت :

خط نے ترا حسن سب اڑایا
یہ سبز قدم کہاں سے آیا

۵۵ ـ شفا:

حکیم یار علی ، متخلص به شفا ، جوانی است مستعد و کم و بیش از همه جا آشنا علی الخصوص در فن طبابت دست خوبی دارد[۱] ـ گاه گاه دو سه بیت ریخته و فارسی نیز می گوید[۲] ـ بهرحال مرد عزیز است ـ هر جا که ملاقات می‌نماید بسیار بروی کرم پیش می آید ـ خدایش زنده دارد!

جوں ڈانک کے دیے سے دونا کھلے ہے یاقوت
چمکا ہے رنگ پاں سے جوہر ترے لباں کا

۵۶ ـ حشمت[۳]:

محتشم علی خان ، حشمت تخلص ، اصلش از شاه‌جهان‌آباد است ـ پدر بزرگوارش میر باقی نام از مردم[۴] مشاهیر بود ـ گاه گاه دو سه شعر ریخته و فارسی با کمال و پرکاری[۵] می‌گفت و در سالک هر مصرعش گوهر معنی آبدار[۶] می‌سفت ـ قبل ازیں هفت سال[۷] به مرگ دفعتاً از جهان رفت ـ اوتعالی رحمتش کناد! ازوست :

---

۱ ـ دست خوبی داشت (مط)
۲ ـ نیز می‌گویند (مخ)
۳ ـ متوفی ۱۱۶۳ھ (مجمع‌النفائس)
۴ ـ مردمان (مط)
۵ ـ باکمال تازگی (مط)
۶ ـ معنی نایاب (مط)
۷ ـ یعنی 'هفت سال قبل ازیں'

نکہت گل نے جگایا کسے زندان کے بیچ
پھیر زنجیر کی جھنکار پڑی کان کے بیچ

بہار آئی دوانے کی خبر لو
اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو

۵۷ - مخلص:

راجہ نند رام ، مخلص تخلص[1] ، قوم کھتری ، وکیل نواب اعتمادالدولہ مغفور[2] بود - باوجود مرجعیت خلق و کثرت جواب و سوال و دربار روی[3] صبح و شام شعر فارسی بہ درستی تمام می گفت و بہ خدمت خان آرزو ہنگامۂ موافقت[4] گرم داشت و مشورۂ سخن نیز بہ خدمت ایشاں می کرد - چوں رواج فن ریختہ بسیار دید خودش سہ چہار بیت ازیں قبیل موزوں نمود[5] - چناں چہ این شعر ازوست :

---

۱ - مخلص کا صحیح نام 'انند رام' تھا - ان کا سال ولادت ۱۱۱۱ھ اور ۱۱۶۳ھ سال وفات ہے (سفر نامۂ مخلص) -

۲ - یعنی نواب اعتمادالدولہ قمرالدین خاں نصرت جنگ بہادر وزیر محمد شاہ بادشاہ ، جو احمد شاہ ابدالی کے خلاف مالو پور (سرہند) کے معرکے میں کام آئے (۲۱ ربیع الاول ۱۱۶۱ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۷۴۸ع) ان کے خلف اول ، جن کا اصل نام میر نظام الدین خاں تھا ، وہ بھی آگے چل کر 'قمرالدین' اور 'اعتمادالدولہ' کے علاوہ 'انتظام الدولہ خان خاناں' کے خطابات سے سرفراز کیے گئے تھے -

۳ - 'خلق' اور 'روی' مط میں نہیں ہیں -

۴ - موافقی (مط)

۵ - موزوں کرد (مط)

دھوم آونے کی کس کے گلزار میں پڑی ہے
ہاتھ ارگجے کا پیالہ نرگس لیے کھڑی ہے

۵۸ - نادر :

نادر تخلص جوانی بود باوجود[۲] نادره گوی شعر به ندرت می‌گفت و اکثری از خطوط خوب می‌نوشت - ظاہرا در سلک احدیان پادشاہی سر افرازی داشت - قبل ازیں دو سال[۳] در کوٹلہ فیروز شاہ کہ از قدیم مسکن وی بود مسلول شدہ انتقال نمود :

زلف کو کہنا پریشاں عقل سے دوری ہے یہ
ہر گرہ میں دل ہے اس کی ، گانٹھ کی بوری ہے یہ

دلبر کہیں ہو چشم سے عاشق کی دور نہیں
دل مل رہے ہیں چشم کا ملنا ضرور نہیں
لپٹی ہی جاہے مکھڑے سے خورشید رو کی زلف
اتنی بڑی ہوئی پہ ذرا بھی شعور نہیں[۴]

۵۹ - سجاد :

میر سجاد جوانی است مستعد ، متوطن شاہ جہان آباد ، به صفات حمیده موصوف و اخلاق[۵] پسندیده معروف - صنائع لفظی را به تلاش بائی معنی مقارن نشانده[۶] و معنی را به وساطت الفاظ رنگین به اوج سربلندی رسانده - قطعه :

---

۱ - گلشن (مخ)
۲ - 'باوجود' مط میں نہیں ہے -
۳ - یعنی دو سال قبل ازیں -
۴ - یہ مصرع مخ میں شامل نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے -
۵ - اخلاص (مخ)
۶ - به تلاشہائی معین مقارن معنی نشانده (مط)

شعر گر وصفِ چشم میں وہ کہے
رہے معنی میں اُس کے یوں ایہام[1]
کر تو باور کہ جس طرح دو مغز
ہو ہیں توام میانِ یک بادام

ابیات دیوانش قریب ہفت صد شعر در نظر درآمدہ ، شعر بے حاصل کم تر می برآید[2] و از آنجا کہ فرمان نویسی بادشاہی اوست گاہ گاہ بہ دربار معلّی می آید ۔ خدایش سلامت در عہدۂ دارد! ازوست :

کافر بتوں سے داد نہ چاہو کہ یاں کوئی
مر جائے گر ستم سے تو کہتے ہیں حق ہوا

ہوتی نہیں ہے سرد ہمارے یہ دل کی آگ
لاگی ہے جس زمانے سے جلتی ہے ڈھیر ڈھیر[3]

تھکی ہیں بس کہ تری راہ دیکھ دیکھ[4] کے چشم
مژہ سے اُن کو[5] مژہ تک ہوئے ہیں کالے کوس

رہا تو زلف میں جا دل پہ ڈر ہے آنکھوں کا
بسے ہیں خونی و خوں خوار وخانہ جنگ پڑوس

کس طرح کوہ کن پہ گزریں گی
ہجر کی یہ پہاڑ سی راتیں

---

۱ - ایہام (مخ) ۔
۲ - اس کے بعد کی عبارت مط میں شامل نہیں ہے ۔
۳ - ڈھیر ڈھیر : دھاڑ دھاڑ (مط میں 'دہر دہر' ہے) ۔
۴ - راہ دیکھ (مخ) راہ دیکھ دیکھ (مط) ۔
۵ - ان کے (مط) ۔

میرے تمام حال کی تقریر ہے یہ زلف
روز سیاہ و نالۂ شب گیر ہے یہ زلف

اگر وہ صبح کو مجرا کسی کا لینے کو
نکل کے گھر سے آوے تو ہم سلام کریں

شبِ ہجر میں میرے جلنے کی قدر
نہیں پوچھتی شمع اس کو بجھاؤ

میرا جلا ہوا دل نہیں اس مزہ کے لائق
اس آبلے کو ناحق کانٹوں میں کھینچتے ہو

عشق گردش یہ آسمانی ہے
یہ بلا کوئی ناگہانی ہے
رات اور زلف کا یہ افسانہ
قصہ کوتہ بڑی کہانی ہے

سرخیِ لب پر آن میں کچھ ہے
یوں کچھ اور رنگِ پان میں کچھ ہے
اس زمانے کی دوستی کا رنگ
آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے[1]

---

۱ - مط میں اس کے بعد یہ شعر زائد ہے :
نہیں پہنچتی ہے جب تئیں اس آشیاں تلک
تب تک ہماری خاک کی ماٹی خراب ہے

یار کا جامہ ہمیں ہے گا عزیز
یوسف اپنا پیرہن تہہ کر رکھے

دل کی جمعیت نہ کھو لب کھول کر
ہوئے ہے[1] غنچہ پریشاں بول کر
بند میں مت ہو دوانے عقل کے
کر گریباں چاک چھاتی کھول کر

۶۰ - دانا :

فضل علی ، دانا تخلص ، مولد وی شاہ جہان آباد است - آنجا کہ رتبہ و حالت اوست شاعری دون مرتبہ است - بخدمت مولوی برہان الدین کہ از مشائخ کبار این زمان است نسبت ارادت درست کردہ[2] بہ کمال آزادی و آزاد وضعی می‌گذراند - ہر چند بظاہر در ذیل خواصان بادشاہی پابند علاقۂ روزگار است لیکن در حقیقت از ہمہ چیز دست بردار - گویند روزی در لشکر نزدیک سراپردۂ خاص ہمراہ آشنایان[3] دربار نشستہ چیزی می‌خورد ؛ درین اثناء حضرت ظل سبحانی با دو سہ خواجہ سرا از توی خیمہ[4] برآمدند ؛ دیگران دست و پا گم کردہ ، از سر طعام برخاستند مگر این بابا کہ از جای خود حرکت نہ کرد - حضرت کہ چنین ملاحظہ کردند باز داخل سراپردہ[5] شدند - روز دوم کہ این عزیز باریاب مجرا گردید پادشاہ فرمودند کہ

---

۱ - ہوتی ہے (مط)
۲ - بسبب ارادت دست (مط)
۳ - نزدیک سرانچۂ خاص بہ ہمراہ آشنایان (مط)
۴ - از سوی خیمہ (مط)
۵ - سرانچہ (مط)

''پیش بیا ! '' چون نزدیک رفت ارشاد شد کہ ''ای شکم پرور ! دیروز ما بدولت و اقبال برآمدیم و تو از سر طعام برنخواستی؟'' عرض نمود کہ فی‌الواقع تقصیر وارم لیکن در آن وقت مشغول تعظیم شخصی بودم کہ تعظیم ولی نعمت ہم وابستۂ تعظیم اوست ۔ وکامہ را قسمی بر زبان راند کہ بر دلہا موثر افتاد و حضرت از غایت انصاف بر استقامت وی آفرین با خواندند و تکلیف نوکری او را معاف فرمودند ۔ غرضیکہ عجب کسی است ۔ با فقیر دم دوستی دارد ۔ این چند بیت از نتائج فکر اوست :

ہر صورت خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا
یہی توحید میں مصرع سر دیوان ہے میرا

مقابل بیٹھ کر میرے مجھے باتوں ہی میں بہلا
مرا دل لے گیا حجام کا سر کے تئیں سہلا
ترے چہرے کی گرمی سے ہوئیں بیمار یوں آنکھیں
کہ جوں خورشید کی تابش سے جاتے ہیں ہرن کہلا

سلیمان نام نوجوانیست کہ در حسن و جمال عدیم‌المثال است دلش فریفتہ او بود ؛ چنانچہ درین شعر نام او آوردہ از دانا است :

اے سلیماں با خبر ہو ملک خوبی کو سنبھال
خط کا پہنچا حسن سے لڑنے کو تیرے مور چال
سادہ لوحی میں جو کچھ کہتا تھا تو سنتے نہیں ہم
اب تو خط نکلا ترے اے شوخ ٹک منہ کو سنبھال

---

۱ ۔ اس کے بعد کی عبارت مط میں شامل نہیں ہے ۔

نہ چاٹے خون کو جس روز میرے اُس کے فاقہ ہے[1]
رگ گردن سے میری اُس کے خنجر کو علاقہ ہے

تجھ انتظار میں، پیارے مثالِ آئینہ
تمام عمر پلک سے مری پلک نہ لگی

نہیں مٹنے کی کیوں رگڑے ہے سر سجدے میں اے زاہد
لکھی[2] جو بات ماتھے پر مقرر وہ تو پیش آئے[3]

جب گفتگو میں تم نے غنچے سے منہ کو کھولا
جھڑتے ہیں پھول گویا کیا بات ہے تمھاری

۶۱ - امید :

قزلباش خان ، امید تخلص - مغل ولایت از نجبای ایران زمین است - تمام عمر در عیاشی و عاشق پیشگی بسر برده - در سنه احد شهید مرحوم (کذا)[4] بنابر تفرقهٔ ایران به ممالک ہندوستان افتاد - خوش طلعتان این جا نه گزاشتند که باز به وطن خود رود - ہمیشه مصروف گپ زدن و لطیفه گفتن باینها بود - علی الخصوص

---

۱ - نہ چکھے خون کو جس روز وہ تو اس کو فاقہ ہے (سرور)
۲ - لگی (مط)
۳ - آئی (مط)
۴ - در سنه احدی امید مرحوم ؟ سنه احدی سے مراد ۱۱۰۱ھ ہوسکتا ہے - آزاد بلگرامی کا بیان ہے کہ محمد رضا المتخلص به امید (قزلباش خاں خطاب) عالم‌گیر کے عہد میں وارد ہندوستان ہوئے اور دارالخلافت شاہ جہان آباد میں ۹ جمادی الاول ۱۱۵۹ھ کو انتقال فرمایا -

نور بائی را از خوبان روزگار[1] بسیار دوست می‌داشت ۔ چنانچہ روزی بائی مذکور بہ خانہ اش مہمان بود ۔ اتفاقاً درہنگام اختلاط مذکور طبابت میان[2] آمد ۔ گفت ''خان صاحب ! درین امر چہ می فرمایند ؟'' متبسم شدہ ، جواب داد ''حکیم پوچ[3] می‌گویند[4] اگر از من می پرسید برای شما حجامت بسیار مناسب است چون برای دفع آشوب چشم پس سر[5] محجمہ گزاشتن معمول اطبا است'' ۔ این لطیفہ بغایت موقع افتاد[6] ۔ غرض زندگی دہ روزہ را بنوعی بسر بردہ کہ رشک عمر نوح میتوان گفت و دیوانش در فارسی ضخیم است ۔ این دو سہ بیت ریختہ نیز موزون کردہ از اوست :

یار بن گھر میں عجب صحبت ہے
در و دیوار سے اب صحبت ہے

ٹال دیتا ہے ہنس کے باتوں میں
رو کے کہتا ہوں جب میں اپنا حال

---

۱ ۔ خوبان جہان (مط)

۲ ۔ درمیان (مط)

۳ ۔ لوح (مخ)

۴ ۔ می گوید (مط)

۵ ۔ 'پس سر' مط میں نہیں ہے ۔

۶ ۔ اس کے بعد کی عبارت مط میں اس طرح ہے : ''غرض زندگی دہ روزہ بہ خلاف اہل دانش بنوعی بسر برد کہ رشک عمر نوح میتوان گفت ۔ او تعالی رحمتش کناد!''

۶۲ - انسان[1] :

اسد یار خان ، المتخلص بہ انسان ، ساختہ و پرداختہ نواب امیر خان[2] در کمال فطرت و فطانت و نہایت[3] تمکین و متانت شہرۂ آفاق بود - چون نواب مسطور بنا بر آزردگی آصف جاہ[4] بہ صوبہداری الہ آباد تشریف فرمودند[5] این بابا را بہ صلح بعضی امور در حضور پر نور[6] مقرر نمود - از انجا کہ مصاحب درست واقع شدہ بود در چند گاہ[7] بہ دل بادشاہ غفران پناہ جا گرفتہ ، مخاطب بہ خطاب اسدالدولہ[8] بہادر گردید - ہر چند بنا بر کثرت اشتغال امور ملکی دماغ شعر و شاعری نداشت[9] لیکن گاہ و بے گاہ بر سبیل تفنن دوسہ بیت ریختہ و فارسی می‌گفت - چناں چہ این دو بیت ریختہ[10] ازوست :

---

۱ - اسدالدولہ اسد یار خاں انسان معروف بہ میرجگنو کا ۱۵ - اپریل ۱۷۴۵ ع کو دہلی میں انتقال ہوا اور آگرے میں دفن ہوئے -

۲ - یعنی عمدۃ الملک نواب امیر خان انجام (ترجمہ ۶۳)

۳ - غایت (مط)

۴ - 'بنابر آزردگی آصف جاہ' مط میں نہیں ہے - آصف جاہ سے مراد امیرالامرا نواب چن قلج خان مخاطب بہ نظام الملک آصف جاہ اول (متوفی ۲۱ - مئی ۱۷۴۸ع) ہیں -

۵ - فرمود (مط)

۶ - یعنی محمد شاہ بادشاہ -

۷ - در عرصۂ چند روز (مط)

۸ - اسداللہ (مخ)

۹ - مط میں اس کے بعد صرف 'مطلع ازوست' درج ہے -

۱۰ - مخ میں بھی دو کی بجائے ایک ہی بیت درج ہے - معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف اضافہ کرنا چاہتے تھے اور نہ کر سکے یا کتابت ہونے سے رہ گیا -

جہاں کے بیچ اپنے آپ میں ہر ایک پکا ہے[1]
نظر کر دیکھ مشت خاک میں کیا کیا جھمکا ہے

۶۳ - انجام[2] :

نواب امیر خان ، تخلص وی انجام است، از نبائر شاہ نعمت اللہ ولی بود - آبایش[3] در ہندوستان بہ شرف امارت و وزارت در بہم چشمان خود اعزاز و احترام داشتند و خودش نیز[4] در زمان سلطنت محمد شاہ پادشاہ بہ منصب ہفت ہزاری[5] و خدمات متعددہ سرافرازی داشت - پیش آمدش در حضور اقدس اعلیٰ موجب حسد و غبطۂ معاصرانش بود - چناں چہ بعد انقضای ہنگامۂ نادرگردی بہ سبب رنجش نواب آصف جاہ[6] بہ صوبہ داری الہ آباد رفت ، و بعد از چندی کہ حضرت ظل سبحانی[7] فرمان طلب برای او فرستادند در جواب آں عرضی کرد و مطلع ریختہ کہ بعد ازیں مرقوم خواہد شد ، موزوں نمودہ در عبارت آں مندرج ساخت -

---

۱ - مجموعۂ نغز میں پہلا مصرع اس طرح ہے :
زمیں و آسماں اور مہر و مہ سب تجھ میں ہیں انساں

۲ - انجام ۲۳ ذی حجہ ۱۱۵۹ھ (۲۵ دسمبر ۱۷۴۶ع) کو دہلی میں قتل ہوئے -

۳ - عیالش (مط)

۴ - 'نیز' مط میں نہیں ہے -

۵ - مخ میں ''وخدمات'' تا ''معاصرانش بود'' میں ربط نہیں ہے - اس لیے یہ عبارت مط سے ماخوذ ہے - مخ کی عبارت یہ ہے :
''موجب حسد و غبطہ و خدمات متعددہ سرافرازی داشت - پیش آمدش در معاصرانش بود -''

۶ - یعنی نظام الملک آصف جاہ اول -

۷ - یعنی محمد شاہ بادشاہ ، متوفی ۲۷- ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ مطابق ۱۵- اپریل ۱۷۴۸ع

آخر الامر بنوشتهٔ وزیر مرحوم اعتمادالدوله[1] بحضور آمد - سه سال بر آن تمام[2] نه کشید[3] که قضا برگ پان به صورت جمدهر فولاد ساخته ، بدست غلام نمک حرام در عین[4] جالی دروازهٔ قلعهٔ بادشاه برای رخصت روح او فرستاد - حق تعالی رحمتش کناد! ازوست :

اب یہی احسان ہے تیرا جو نہ ہوں آزاد ہم
پھر چمن میں جائیں کیا منہ لے کے اے صیاد ہم

۶۴ - گرامی[5]:

میرزا گرامی خلف عبدالغنی بیگ قبول[6] ، از مردم کاشمیر است - شعر فارسی به وضع خود بسیار مرتب می‌گفت چنان چه احوالش من و عن داخل تذکره های فارسی است و از آن جا که چیز های چند از قبیل شعبده و نیرنجات[7] بدست آورده عالمی[8] را بآب میراند و به طور ملاحده[9] و زندقه[10] با کمال بی معنی و بے باکی می زیست - بمواره مطعون زبان

---

۱ - ملاحظه بو ذیلی حاشیهٔ انند رام مخلص (ترجمه ۵۷)
۲ - تمام بران (مط)
۳ - نگشتند (مخ)
۴ - از عین (مط)
۵ - مرزا گرامی ، متوفی ۱۱۵۶ھ (سرو آزاد)
۶ - قبول ، متوفی ۱۱۳۹ھ
۷ - نیرنگات (مط) نیرنج ، نیرنگ کا معرب ہے -
۸ - عالم (مخ)
۹ - ملاحدهٔ بے باکی (مخ)
۱۰ - ضندقه (مط و مخ)

ارباب تحقیق می بود ۔ در آخر سلطنت حضرت فردوس آرام گاہ[1] حرف وجودش گزنک فنا از صفحۂ روز گار برداشت ۔ گویند این شعر ریختہ، ازوست :

حاضری بن محل نہیں کھاتا
بیگمی ہے پنیر مسنعم کا

۶۵ ۔ کمترین[2] :

کمترین از قوم افاغنہ از قبیلۂ ترہن بود و بہ ہمین نسبت کمترین تخلص می‌نمود ۔ در عالم ہزل گوئی وہجو پردازی نظیر خود نداشت ۔ چنان چہ قریب ہفت صد شعر در مذمت[3] اہل حرفہ بر سبیل 'شہرآشوب' از وی یادگاراست ۔ مدت‌العمر در دارالخلافہ بسر بردہ آخرحال در سرکار وزیرالممالک نواب غازی‌الدین خان[4] بہ مواجب در خور می‌گذرانید ۔ در ہمین سال از جہان رفت :

ہوتا کھرا ٹھہرنے مجھ پاس کر لیا ہے (کذا)
ایسا لگاؤں خود سری کو بھول جائے (کذا)[5]

---

۱ ۔ یعنی محمد شاہ بادشاہ ۔
۲ ۔ کمترین دہلوی کا نام قاسم نے 'میرخاں' اور سرور نے 'امیرخاں' بیان کیا ہے ۔
۳ ۔ خدمت (مخ)
۴ ۔ ۲ ۔ جون ۱۷۵۴ع کو نواب عمادالملک غازی الدین خاں نے مرہٹوں کی مدد سے قلمدان وزارت پر قبضہ کیا ، اس کے بعد مغل تاجدار احمد شاہ کو تخت سے اتار کر بینائی سے محروم کیا اور شہزادہ عزیز الدین کو عالم گیر ثانی کے لقب سے تخت نشین کیا (ملاحظہ ہو 'زوال سلطنت مغلیہ' از سرکار ، طبع سوم ۱۹۶۴ع، جلد اول ، صفحات ۳۳۸ - ۳۳۹ ؛ نیز ترجمۂ نظام ۸۶)
۵ ۔ یہ شعر مط میں شامل نہیں ہے ۔

اگر بھانڈوں سے متصدی[1] نہیں ملتے ہیں ذاتوں میں
تو کیوں پیسے کماتے ہیں یہ نقلیں کر براتوں میں

پلا کر مست نفرانی کو تاڑی
اگاڑی اصطبل کے جا پچھاڑی

---

۱ - عقدے (مط)

طبقهٔ سوم

دربیان اشعار و احوال شعرای متاخرین

بر متتبعان فن ریخته مخفی و محتجب نه ماند که آنچه الحال اشعار و احوال شعرای متاخرین نوشته می آید طرز کلام این بنا مانا برویهٔ شعر فارسی[1] است - چنانچه جمیع صنائع شعری که قرار دادهٔ اساتذهٔ اسلاف است ، بکار می‌بردند و اکثری از ترکیبات فرس که موافق محاورهٔ اردوی معلّی مانوس گوش می‌نماید[2] ، منجمله جواز الابیان می‌دانند الا ترجمان زبان مغل به ریخته کردن مقبوح است چه دریں صورت صحت زبان یکی از هر دو نمی‌ماند و اگر بعضی از اصطلاح که زبان زد مردم فصحای این دیار بود کرده آید چندان مضائقه ندارد ، اما اتباع و تقلید کسان طبقهٔ اولی که یک مصرع شان ریخته و دیگری فارسی است ، و در بعضی مقام ریخته و فارسی را بالفاظ[3] غیر مانوس مخلوط بهم ساخته مذموم[4] محض می‌انگارند - بهر حال این مبحث[5] طویل الذیل را[6] موقوف بر ملیقهٔ شاعر باید نمود

---

۱ - برویهٔ فارسی (مط)
۲ - می یابند (مط) می نمایند (مخ)
۳ - ریخته فارسی بالفاظ (مط)
۴ - بهم مذموم ساخته (مخ)
۵ - منتخب (مط)
۶ - 'را' اضافهٔ مرتب -

و بیش ازیں بر صداع سامعان نباید افزود کہ اگر در خانہ کس است اشارتی بس است ۔

۶۶ ۔ فقیر[1] :

گوہریکتائی بحر[2] سیادت ، لعل بی[3]بہای کان نجابت ، علت غائی وجود سخن ، ملہم معنی آسمان مسکن ، افضل الفضلا ، افصح الفصحا میر شمس الدین فقیر سلمہ اللہ تعالیٰ ، مردی از خاندان بزرگ در نہایت فضل و کمال است ۔ پسر نواب سادات[4] خان امیرالامرای عہد میرزا احمد کہ عبارت از سیف الدولہ بہادر است مشق سخن بخدمت آن سید جلیل القدر می نمود ۔ چون مستغنی المزاجش یافت نقدی مبلغ صد و بست روپیہ بی تکالیف نوکری بہ فرقۂ احدیان بادشاہی[5] بہ سماجت تمام بنام او مقرر ساختہ ؛ ہر چند لائقش نہ بود

---

۱ ۔ حج بیت اللہ سے واپسی پر ۱۱۸۳ھ میں فقیر کا جہاز غرق ہوگیا تھا ۔

۲ ۔ 'بحر' مط میں نہیں ہے

۳ ۔ 'بی' مخ میں نہیں ہے ۔

۴ ۔ 'سادات' مخ میں نہیں ہے اور مط میں 'سعادت' ہے ۔ سادات خان ثانی یعنی نواب صلابت خان ذوالفقار جنگ ، خلف سادات خان فرخ سیری ، مغلیہ دربار میں ایرانی پارٹی کے اہم رکن اور صفدر جنگ کے دست راست تھے ۔ موصوف دو مرتبہ میر بخشی کے منصب پر فائز ہوئے ۔ پہلی بار جون ۱۷۴۸ع سے جون ۱۷۵۱ع تک احمد شاہ کے عہد میں اور دوسری بار عمادالملک کے عہدۂ وزارت پر قابض (۲ جون ۱۷۵۴ع) ہونے کے بعد چند ماہ کے لیے عالمگیر ثانی کے عہد میں (پھر صمصام الدولہ ثانی کو یہ منصب عطا ہوا اور وہ ۱۷۵۷ع کے اوائل تک امیرالامرا رہے) ۔

۵ ۔ 'بادشاہی' مط میں نہیں ہے ۔

لیکن برای احتیاجات ضروری که انسان را[1] ازو گریز نیست طوعاً و کرهاً قبول نموده ـ غرض در فن شعر فارسی فکر رسای دارد و بنا بر تفنن طبع دو سه بیت از قبیل ریخته نیز[2] می فرماید ـ چنانچه این چند بیت ازوست :

ترا منه دیکھ بلبل گل ستے بیزار ہوجاوے
اگرگل تجھ تلک پہنچے گلےکا ہار ہوجاوے

زندگی موجِ آب ہے گویا دم کا آنا حباب ہے گویا
خال تیری بیاضِ گردن پر نقطۂ انتخاب ہے گویا

۶۷ ـ مظہر[3] :

مرہم گزار سینۂ ریش ، بمعنی پادشاہ و بہ صورت درویش ، معنی آگاہ ، عارف باللہ ، میرزا جان جانان مظہر سلمہ اللہ تعالیٰ ، عالم و عامل ، عارف و کامل ، سرآمد ارباب تحقیق و پیشرو اہل تدقیق است[4] ـ اگر در نازک مزاجی و میرزائی ہمرنگ نکہت گلشن دانند ، بجا است ؛ و اگر در زمزمہ سازی و سخن طرازی ہم آہنگ بلبلش خوانند ، رواست ـ عذوبت بیانش از طوطی ہندوستان[5] می پذیرد و طلاقت اسانش از مرغ بوستان خراج می گیرد ـ در ظاہر و باطن مرتبۂ رفیع و شان[6] عظیم دارد ـ در اوائل جوانی کہ مقتضای آن ظاہر است بہ شعر و شاعری

---

۱ ـ ایشان را (مخ)
۲ ـ 'نیز' مط میں نہیں ہے ـ
۳ ـ محرم ۱۱۹۵ھ میں مرزا مظہر دہلی میں شہید ہوئے ـ
۴ ـ اس کے بعد 'خراج می گرد' تک کی عبارت مط میں شامل نہیں ہے ـ
۵ ـ یہاں کوئی لفظ (صفت) لکھنے سے رہ گیا ہے ـ
۶ ـ شانی (مط و مخ)

مشغول بود ۔ آخر حال خود را ازان اندیشہ باز داشتہ بر سجادۂ طاعت بہ فقر و قناعت می گذراند و ہمیشہ ہمتش مصروف تکمیل اہل ارادت می باشد ۔ این چند بیت ریختہ برای تعلیم انعام‌اللہ خان وغیرہ تلامذۂ این فن موزون کردۂ اوست[1] :

یہ دل کب عشق کے قابل رہا ہے
کہاں اس کو دماغ و دل رہا ہے
خدا کے واسطے اس کو نہ ٹھوکو[2]
یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے
نہ آوے بالش مخمل آپر خواب[3]
یہ سر پاؤں سے تیرے مل رہا ہے

ہم نے کی ہے توبہ اور دھومیں مچاتی ہے بہار
ہائے کچھ چلتا نہیں کیا مفت جاتی ہے بہار
لالۂ و گل نے ہماری خاک پر ڈالا ہے شور
کیا قیامت ہے موؤں کو بھی ستاتی ہے بہار

قاتل کو دیکھ بھیڑ گلی کی سمٹ گئی
یہ راہ چھاتیوں کے کواڑوں سے پٹ گئی
ایدھر نگہہ کی تیغ اُدھر آہ کی سناں
اس کش‌مکش میں عمر ہماری بھی کٹ گئی

---

۱ ۔ این چند بیت ریختہ وغیرہ تلامذۂ این فن برای تعلیم انعام‌اللہ خان یقین موزون کرد ازوست ۔ (مط)
۲ ۔ ٹوکو (مط)
۳ ۔ نہیں آتا اسے تکیے اوپر چین (قاسم)

چلی ہے[1] گل کے ہاتھوں سے جلا کر خانماں اپنا
نہ چھوڑا ہائے بلبل نے چمن میں کچھ نشاں اپنا
رقیباں کی نہ کچھ تقصیر ثابت ہے نہ خوباں کی
مجھے ناحق ستاتا ہے یہ عشقِ بد گماں اپنا
کوئی آزردہ کرتا ہے سجن ایسے کو اے ظالم[2]
یہ دولت خواہ اپنا ، مظہر اپنا ، جانِ جاں اپنا

گر گل کو گل کہوں تو ترے رو کو کیا کہوں
بولوں نگہہ کو تیغ تو ابرو کو کیا کہوں

کسی کے خون کا پیاسا ، کسی کی جان کا دشمن
نہایت منہ لگایا ہے سجن تم[3] بیڑۂ پاں کو

آتش کہو ، شرارہ کہو ، کوئیلا کہو
مت اس ستارہ سوختہ کو دل کہا کرو

مرتا ہوں میرزائی گل دیکھ بر سحر
سورج کے ہاتھ چوٹری[4] و پنکھا صبا کے ہاتھ
مظہر چھپا کے رکھ دلِ نازک سیر کے تئیں[5]
یہ شیشہ بیچنا ہے کسی میرزا کے ہاتھ

---

۱ - چلے ہم (مط)
۲ - کوئی آزاد کرتا ہے سجن اپنے کو ہے ظالم (مط)
۳ - سجن نے (مط)
۴ - چوری (مط)
۵ - مظہر چھپا کے رکھ دلِ نازک کو اپنے تو (مط)

۶۸ - سودا[1] :

عندلیب خوش نغمۂ گلشن روزگار ،گل سر سبد محافل اشعار ، بگانۂ کشور افضال [2]، نقادۂ دودمان کمال ، انتخاب نسخۂ صاحب کمالی[3] حضرت میرزا رفیع السودا مدظلہ العالی ، دریچۂ نزہت گاہ[4] معنی بہ روی وی کشادہ است و[5] دو مصرع کلک معجز طرازش شہرت را آمادہ اشعار رنگین و قصائد متین دارد - چنانچہ قصیدۂ کوہ دو پیکر و رزمیۂ بہار و بحر بیکران و تضحیک روزگار[6] وغیرہ از تصانیف اوست -

والد شریفش میرزا شفیع نام از قوم مغول[7] بہ عمل تجارت مشہور بود - بہ وقت معہودہ بہ قدمِ برین شتافت - زری کہ از ترکۂ وی بدست میرزا افتاد در مدت قلیل بہ مقتضای شاعر مزاجی بر سبیل[8] باد دستی‌ہا بباد دادہ و بہ مصاحب پیشگی برآمد - قبول ملوک نامدار و تقرب سلاطین عالی مقدار او را میسر گشت - بالفعل بہ خطاب ملک الشعرای کہ مہین پایۂ سخنوران است اعزاز و امتیاز دارد - الٰہی سایہ اش از سر بی سر و پایان کم مباد! بہ مجنون و فرہاد :

---

۱ - متوفی ۱۱۹۵ھ بمقام لکھنؤ -
۲ - کشور افضل (مط)
۳ - صاحب کمال (مخ)
۴ - دریچہ از نزہت گاہ (مخ)
۵ - کہ (مط)
۶ - اس کے بعد مخ میں 'مثنویات' زیادہ ہے -
۷ - مغل زاد (مط)
۸ - 'بر سبیل' مط سے ماخوذ ہے -

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

بیکس کوئی مرے تو جلے اُس پہ دل مرا
گویا ہے یہ چراغ غریباں کے گور کا

ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا
پانی بھی پھر پئیں تو مزہ ہے شراب کا

موجِ نسیم آج ہے آلودہ گرد سے
دل خاک ہوگیا ہے یہ کس[1] بے قرار کا

کیوں کہ وہ شوخ لکھے مجھ کو کتابت[2] جن نے
کھیل بھی[3] ضد سے مری چھوڑ دیا پاتی کا

زباں ہے شکر میں قاصر شکستہ بالی کے
کہ جن نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا

دل مت پٹک نظر سے کہ پایا نہ جائے گا
جوں اشک پھر زمیں سے اُٹھایا نہ جائے گا
رخصت ہے باغباں کہ تنک[4] دیکھ لیں چمن
جاتے ہیں واں جہاں سے پھر آیا نہ جائے گا

---

۱ - ہے کسی (کلیات سودا ، جلد اول ، آسی ایڈیشن ۱۹۳۲ع)
۲ - کتابت لکھے مجھ کو (مط)
۳ - ہی (مط)
۴ - کہ ٹک اک (سودا)

ظالم نہ میں کہا تھا کہ اس خوں سے درگذر[1]
سودا کا قتل ہے یہ چھپایا نہ جائے گا
دامان و داغِ تیغ کو دھویا تو کیا ہوا
عالم کے دل کا[2] داغ دھلایا نہ جائے گا

سودا قمارِ عشق میں شیریں سے کوہ کن
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے پھر توآپ کو کہتا ہے عشق باز
اے رو سیاہ! تجھ سے تو یہ بھی نہ ہوسکا

نواحی میں ترے کوچے کی ہے یہ حال سودا کا
کہ جوں چغد آشیاں گم کرکے بستی میں پھرے بھٹکا

سودا ہوئے جب عاشق کیا پاس آبرو کا
سنتا ہے اے دوانے جب دل دیا تو پھر کیا

موج آتش ہے میل آنکھوں کی
شاید اس[3] دل کا آبلہ پھوٹا

تجھ قید سے دل ہو کر آزاد بہت رویا
لذت کو اسیری کی کر یاد بہت رویا
تصویر مری تجھ بن مانی نے جو کھینچی تھی
انداز سمجھ اس کا بہزاد بہت رویا

---

۱ - ظالم میں کہہ رہا کہ تو اس خوں سے در گزر (سودا)
۲ - دل سے (مط) دل سے داغ مٹایا نہ جائے گا (سودا)
۳ - اب (مط)

سودا سے کہا میں نے[1] دل میں بھی کسی کو دوں
وہ کر کے بیاں اپنی[2] روداد بہت رویا

ساقی ہماری توبہ تجھ پر ہے کیوں گوارا
منت نہیں تو ظالم ، ترغیب یا اشارا[3]

کس کے ہیں زیرِ زمیں دیدۂ نمناک ہنوز
جا بہ جا سوت ہیں پانی کے تہِ خاک ہنوز

---

۱ - سودا سے یہ پوچھا میں (مط و سودا)
۲ - اپنا (مط و سودا)
۳ - مط میں اس کے بعد کا کوئی شعر شامل نہیں ہے۔ اس میں سودا کے جو مزید ۳۲ شعر درج ہیں (جو مخ میں شامل نہیں ہیں) ان کی کیفیت یہ ہے : ردیف الف ۔ (کہہ نہیں سکتا ، چھوڑا ، پھوڑا ، ستمگار دیکھنا ، گلزار دیکھنا ، دیوار دیکھنا ، بار دیکھنا ، اشعار دیکھنا ، ناچار دیکھنا ، جو ہوا سو ہوا ، دھو ہوا سو ہوا ، سلمہ‌اللہ تعالیٰ ، پیالا ، لکالا ، نبھالا ، پریشان میں دیکھا ، کس حال میں دیکھا ، دیوار ہی رہا) ۱۸ شعر ؛ ردیف ب (سنگ خواب ، بنگ خواب) ۲ شعر ؛ ردیف ج (چمن کے بیچ) ۱ شعر ؛ ردیف ح (دل افگار کی طرح ، سمجھانے کی طرح) ۲ شعر ؛ ردیف د (تنگ ہے صیاد ، شوخ ہاں فریاد) ۲ شعر ؛ ردیف ر (ماتم سے دور ، ہم سے دور ، عالم سے دور ، کہنے لا گا خیر) ۴ شعر ؛ ردیف ز (کفن ہنوز ، کوہ کن ہنوز ، دیکھے ہے تو ہنوز) ۳ شعر ۔ اس کے بعد یہ جملہ لکھکر انتخاب کلام ادھورا چھوڑا دیا گیا ہے :

''فقیر اشعار حضرت مرزا صاحب تا کجا انتخاب نماید کہ تمام دیوان منتخب است ، لہٰذا قلم درکشید ۔''

بال و پر ہونے نہ پائے تھے نمودار ہنوز
تب سے ہم کنجِ قفس میں ہیں گرفتار ہنوز

ہوں گے پامال نہ کر ہم کو رہا اے صیاد!
مشقِ پرواز نہیں تا سرِ دیوار ہنوز

جی کو تو کھیت رکھا آنکھوں نے پر حسرتِ دل
مند رہی ہے صفِ مژگاں سے مرے یار ہنوز

تری دوری سے عجب حال ہے اب سودا کا
میں تو دیکھا نہیں ایسا کوئی بیمار ہنوز

حق تعالیٰ اُسے جیتا ہی رکھے دنیا میں
اس قباحت سے نہیں ہے تو خبردار ہنوز

قیس و فرہاد کے مرنے سے[1] تو جگ میں اب تک
دشت ہیں خاک بہ سر ، روتے ہیں کہسار ہنوز

اے لالہ گو فلک نے دیے تجھ کو چار داغ
چھاتی مری سراہ کہ اک دل ، ہزار داغ

سخنِ عشق نہ گوشِ دلِ بے تاب میں ڈال
مت یہ آتش کدہ اس قطرۂ سیماب میں ڈال

کرکے مغلوبِ طمع دل کو نہ سن حرفِ درشت
یہ بری چٹ ہے نہ اس گوہرِ نایاب میں ڈال

---

۱ - ماتم سے (سودا)

قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
ذرہ بھی ہم تڑپھنے نہ پائے کہ بس تمام

اب اس طرف تری دل گرمی شعلہ خو معلوم
تپاک غیر سے جو ہوں گے ہم سے وہ معلوم
بھری ہے دل میں ترے اس قدر[1] محبت غیر
کہ جا نہیں مرے کینے کو ، مہر تو معلوم
گلے میں غیر کے میری وفا کرے ہے یاد[2]
سو غائبانہ کبھو ، اس کے رو بہ رو معلوم

عاشق تو نامراد ہیں پر اس قدر کہ ہم
دل کو گنوا کے بیٹھ رہے صبر کرکے ہم
بیٹھا کوئی نہ چھاؤں[3] نہ پایا کسی نے پھل
بے برگ و بر نہیں کوئی ایسا شجر کہ ہم

لے دیدۂ تر جدھر گئے ہم
ڈبرے جو تھے خشک بھر گئے ہم
تجھ عشق میں روز خوش نہ دیکھا
دکھ بھرتے ہی بھرتے مر گئے ہم

گتھی نکلے ہیں لخت دل سے تار اشک کی لڑیاں
یہ آنکھیں[4] کیوں مرے جی کے گلے کی ہار ہو پڑیاں

---

۱ - ترے یاں تلک (سودا)
۲ - کرو تو یاد (سودا)
۳ - بیٹھا نہ کوئی چھاؤں (سودا)
۴ - یہ اکھیاں (سودا)

ہنوز آئینہ گرد اس غم سے اپنے منہ کو ملتا ہے
خدا جانے کہ کیا کیا[1] صورتیں اس خاک میں گڑیاں
چھری تلوار یک دیگر گل و بلبل ہیں گلشن میں
تمہاری سچ کہو دونوں میں کس سے انکھڑیاں لڑیاں

نہ غنچے گل کے کھلتے ہیں نہ نرگس کی کھلی کلیاں
چمن میں لے کے خمیازہ کسی نے انکھڑیاں ملیاں[2]
تبسم (یوں نمایاں ہے مسی آلودہ دنداں سے
نہ ہو ابر سیہ میں اس طرح بجلی کی اچپلیاں)

باتیں کدھر (گئیں وہ تری بھولی بھولیاں
دل لے کے بولتا ہے جو اب تو یہ بولیاں)
ہر بات (ہے لطیفہ و ہر یک سخن ہے رمز
ہر آن ہے کنایہ و ہر دم ٹھٹھولیاں)
اندام (گل پہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک
جوں خوش چھبوں[3] کے تن پہ مسکتی ہیں چولیاں)
کیا چاہیے (تجھے یہ سر انگشت پر حنا
جس بے گنہ کے خون میں چاہیں ڈبو لیاں)

---

۱ - کہ کیا (مخ)

۲ - اس شعر کے بعد مخ میں بیشتر اشعار کے شروع کے ایک یا دو لفظ لکھ کر باقی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے - مرتب نے اس قسم کے تمام اشعار کو 'کلیات سودا' (آسی ایڈیشن) کی مدد سے پر کیا ہے اور قوسین ( ) کی مدد سے اس کی صراحت کر دی گئی ہے -

۳ - جنھوں (سودا) تصحیح قیاسی -

سودا (کے دل سے صاف نہ رہتی تھی زلفِ یار
شانے نے بیچ پڑ کے گرہ اس کی کھولیاں)

جگر اُن کا (ہے جو تجھ کو صنم کہ یاد کرتے ہیں
میاں ہم تو مسلماں ہیں خدا بھی کہتے ڈرتے ہیں)
گھہے بو (لبِ عقیق اور گہ نگینِ لعل ٹھہراویں
یہ نا شاعر ترے ہونٹوں کو کیا کیا نام دھرتے ہیں)
یہ (رتبہ جاہ دنیا کا نہیں کم مالزادی سے
کہ اس پر روز و شب میں سیکڑوں چڑھتے اُترتے ہیں)
ط ح پیچوں کی (اپنی پگڑی کے سودا کی نظروں میں
یہ بانکے خوبرو جتنے ہیں بگڑے پر سنورتے ہیں)

کیا کیا[1] (طرح کی دیکھیں اس باغ کی قضائیں
کیدھر گئے وہ ساقی ، وہ ابر ، وہ ہوائیں)
حسرت (سے آئنے کا دل کیوں کہ ہو نہ پانی
شانہ حضور اس کے زلفوں کی لے بلائیں)

ناوک (نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپھے[2] ہے مرغِ قبلہ نما آشیانے میں)

پیارے نہ برا (مانو تو اک بات کہوں میں
کس لطف کی امید پہ یہ جور سہوں میں)

---

۱ - کس کس (سودا)
۲ - تڑپے (سودا)

چیز کیا ہوں جو کریں قتل وہ انکھیاں مجھ کو
پھر گئے دیکھ کے منہ[1] خنجرِ مژگاں مجھ کو
ہاتھ (کس کا ہے تری زلف کا شانہ سچ کہہ
رات آتے ہیں نظر خوابِ پریشاں مجھ کو)
ایک عالم[2] کو زمانے نے دیا کیا کیا کچھ
پر کبھو میں نہ کہا اُس سے کہ دوراں مجھ کو
اے نسیمِ سحری ، مہر و مروت سے دور
بے نہایت نظر آیا یہ گلستاں مجھ کو
ایک گل تک (مرے مانع نہ ہوا چلتے وقت
خار نے بھی نہ رکھا کھینچ کے داماں مجھ کو)

ہمیں گر نالۂ کنج و قفس کہیے تو آتا ہے
چمن کے زمزمے کرنا گرفتاروں سے مت پوچھو

خواہے وہ صد سالہ ہو تو خواہ یہیں ہو
نزدیک یہ دل ہے تو مری جان کہیں ہو
ٹک مقتلِ (عشاق پہ اندازِ تبسم
تا زخم شہیدوں کے جگر کا نمکیں ہو)

دل دار اُس کو[3](خواہ دل آزار کچھ کہو
سنتا نہیں کسو کی مرا یار ، کچھ کہو)

---

۱ - دیکھتے ہی (سودا)
۲ - عالم عالم (مخ)
۳ - اُسے (مخ)

غمزہ ، ادا ، نگاہ ، تبسم ہے دل کا مول
تم بھی اگر ہو اس کے خریدار ، کچھ کہو

بوؤں میں (تخمِ گل کو جہاں واں زقوم ہو
پالوں جو عندلیب قفس میں تو بوم ہو)
اپنے چمن (کو فائدہ کیا تجھ سے اے نسیم
یہ جا ہے وہ کہ یاں دمِ عیسیٰ سموم ہو)

شیخی تھی جام کی (سو گئی جانِ جم کے ساتھ
وابستہ ہے طلسمِ جہاں اپنے دم کے ساتھ)
اکٹھا ہوا[1] (نہ قافلہ دنیا میں اس سوا
جو یاں سے اٹھ چلا سو گیا درد و غم کے ساتھ)

یاں نہ (ذرہ ہی چمکتا ہے فقط گرد کے ساتھ
جلوہ گر نور ہے خورشید کا ہر فرد کے ساتھ)
زخم کی شکل[2] (زمانے میں تو کاٹ اپنی عمر
خندہ یا گریہ ، جو کچھ ہووے سو ٹک درد کے ساتھ)
تیغِ چوبی (سے کہاں قبضۂ فولاد ہو نصب
نہ رہے صاحبِ جوہر کبھو نامرد کے ساتھ)

جب خوش (ہو تو دے گالی ، اک یار[3] سو یہ تحفہ
رنجش تو کہوں کس سے ، ہے پیار سو یہ تحفہ)

---

۱ - کٹھا ہوا (مخ)
۲ - زخم کی طرح (سودا)
۳ - اک بار (سودا) تصحیح قیاسی

اب شیخ کی سج (دھج پر کیوں کر نہ ہنسیں رنداں
ڈاڑھی ہے سو وہ نادر ، دستار سو یہ تحفہ)
سن نظم (کو سودا کی منہ پھیر لگا کہنے
آفاق میں وہ شہرہ ، اشعار سو یہ تحفہ)

مارے کو تیری (زلف کے لاکھوں جتن کیے
لیکن ڈسا ہو کالے نے جس کو سو کیا جیے)
سلگا نہ کارواں (ترے نالے سے اے جرس
ہم نے تو ایسے قافلے لاکھوں جلا دیے)
سودا جہاں میں (آ کے[1] کوئی کچھ نہ لے گیا
جاتا ہوں ایک میں دلِ پر آرزو لیے)

جب اپنے (بندِ قبا تم نے جان کھول دیے
صبا نے باغ میں جا گل کے کان کھول دیے)

ساون (کے بادلوں کی طرح سے بھرے ہوئے
یہ وہ نین ہیں جن سے کہ جنگل ہرے ہوئے)

ہر سحر (قتل تری چشم کا اک مفتوں ہے
بستۂ زلف پہ ہر شام ہے اور شبخوں ہے)
جی بچے[2] (سو ہی غنیمت سمجھ اے خانہ خراب
ورنہ سب اہلِ گلستاں کا چمن میں خوں ہے)
گل نے (شبنم سے لے الماس تو کھایا ، لیکن
گانٹھ میں غنچۂ لالہ کے ابھی افیوں ہے)

---

۱ - آئے (سودا) تصحیح قیاسی
۲ - جو بچے (مخ)

قطعہ

ایک غماز (نے اُس ترک پسر سے یہ کہا
ہے جو سودا کوئی شاعر ، وہ ترا مفتوں ہے)
سن کے بولا (یہ کہو میری طرف سے اُس کو
باندھنا خوں پہ کمر اپنے نیا مضموں ہے)

گر تجھ میں ہے (وفا تو جفا کار کون ہے ؟
دلدار تو ہوا تو دل آزار کون ہے ؟)
سودا کو جرمِ (عشق سے کرتے ہیں آج قتل
پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے ؟)

یہ کج روشی ہم سے فلک خوب نہیں ہے
اس چال کے نبھنے کا کچھ اسلوب نہیں ہے[1]
الفت میں کچھ اپنی بھی اثر چاہیے سودا
ہر چند وفا شیوۂ محبوب نہیں ہے

دل لے کے (ہمارا جو کوئی طالبِ جاں ہے
ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ جی ہے تو جہاں ہے)

ایسا بھی سادہ[2] (و پرکار کہیں دیکھا ہے
بے نمود اتنا نمودار کہیں دیکھا ہے)
خواہ کعبے (میں تجھے خواہ میں بت خانے میں
اتنا سمجھوں ہوں مرے یار کہیں دیکھا ہے)

---

۱ - کلیات سودا میں مصرعوں کی ترتیب اس کے برعکس ہے
۲ - اس قدر سادہ (سودا)

کیا[1] جانیے کہ کس کے دل کا لہو پیا ہے
(کنگھی نے آڑے ہاتھوں کیا زلف کو لیا ہے)
شانے میں (شیخ جی کی ڈاڑھی پھنسی نہ سمجھو
اک چور بال ہے یاں وہ کاٹھ میں دیا ہے)

درد میرے استخواں کا کیا ترا[2] دمساز ہے
(اس قدر اے نے تری محزون کیوں آواز ہے)
خط کے آتے (بی چلے اکثر غلامی سے نکل
بندہ پرور دیکھیے آگے ، ہنوز آغاز ہے)

سود جوں شمع نہیں گرمی[3] (بازار مجھے
ہوں میں وہ جنس کہ آتش دے خریدار مجھے)
ہے قسم (تجھ کو فلک، دے تو جہاں تک چاہے
جلوۂ حسن اُسے ، حسرتِ دیدار مجھے)
حسرت و (داغ و الم ، درد، چلا میرے ساتھ
بحر تیرے نے کیا قافلہ سالار مجھے)

اس قدر اب کے ہوا (مست ہے ویرانے کی
کسی لڑکے کو نہیں سدھ کسی دیوانے کی)
شکر صد شکر (نہیں میں کسی خاطر کا غبار
خاک کعبے کی ہوں یا گرد صنم خانے کی

---

۱ - کب (مخ)
۲ - ترے (سودا)
۳ - سودا نہیں جوں شمع گرمی (مخ)

شیخ وہ (رشتہ ہے زنار ہمارا جن نے
... ڈالی ہے ترے سبحہ کے ہر دانے کی)

جس روز کسی (اور پہ بیداد کرو گے
یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کرو گے)

ممکن ہے[1] تیر خوردہ (تڑپ کر سنبھل سکے
مارا تری نگہہ کا جگہ سے نہ ہل سکے

نہ ضرر کفر کو (نے دین کا نقصاں) مجھ سے
(باعثِ دشمنی اے گبر و مسلماں مجھ سے ؟)

تصور (میں ترے ، کہیو صبا اس لا) آبالی سے
گلے لگ لگ میں رویا رات تصویرِ نہالی سے

مرجاں کا نخل ہوں نہ پھلوں برگ و بار سے
ٹپکے ہے رنگِ خون مری شاخسار سے
خنجر طلب (ہے مرگ سے ہر آبوے حرم
دل بھر گیا ہے کس کی مژہ کا شکار سے)
مجھ سے (بیاں نہ کر طپش برق کا ، کہ وہ
تعلیم بر ہے کس کے دلِ بے قرار سے)

شکوہ (ہے دور ظالم کرنا) مروتوں سے
لبریز ورنہ دل ہے تیری شکایتوں سے

---

۱ - ممکن نہ (سودا)

پرزے (بغیر دل کے ممکن نہیں کہ ہووے
معلوم حال میرا تجھ کو کتابتوں سے)
مژدہ (یہ ہم صفیرو پہنچے تمہیں کہ تم پر
عرصہ تھا تنگ میرے نالے کی حسرتوں سے)
سو مجھ کو (آسماں نے کنجِ قفس کو سونپا
اب چہچہے چمن میں کیجے فراغتوں سے)

قاتل سے کیوں (جھگڑتے ہو، کیا مجھ سے) بیر ہے
(جانے خطر نہیں یہ مرا زخمِ خیر ہے)
چاہا کہ جوں (حباب میں دیکھوں یہ کائنات
کھولے نین تو اور ہی عالم میں سیر ہے)
رکھتے ہیں (اک طرح سے ہم وصفِ ذات حق
وہ شخص کون سا ہے جو سودا بغیر ہے)

جو طبیب اپنا تھا دل اس کا کسی پر زار ہے
مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

عارضی (سامانِ حکمت کب ہمیں درکار ہے
یاں توجوں خورشید جو ہے ہر سو ہی دستار ہے)
اس چمن (میں ہم کو جوں طاؤس لائی ہے ہوس
ورنہ پر جھاڑیں جہاں ہم واں گل و گلزار ہے)

خاک پر بھی (تیرے دیوانے کی یہ تدبیر ہے)
ہر بگولا طوق، ہر موجِ ہوا زنجیر ہے)
رحم کچھ (آپ ہی تجھے آوے تو آوے ورنہ یاں
آہ ہے سو بے اثر، نالہ سو بے تاثیر ہے)

مت چڑھ(اس ابرو کے منہ اے ماہِ نو جس کے حضور
اٹھ گئے[1] پائے صفِ مژگاں یہ وہ شمشیر ہے)
وائے(اس دن پر کہ نالاں ہوں ترے کوچے کے بیچ
ایک خاموشی ہے اب تس پر تو سو تقریر ہے)
جو کوئی (پوچھے کیا کس جرم پر سودا کو قتل
کہہ، کسی کو گر کوئی چاہے یہ کم تقصیر ہے؟)

گل (پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ) ثمر بھی
(اے خانہ برانداز چمن، کچھ تو ادھر بھی)
کیا ضد ہے مرے ساتھ خدا جانیے ورنہ
کافی ہے تسلی کو مری ایک نظر بھی)
کس بستیِ (موہوم پہ نازاں ہے تو اے یار
کچھ اپنے شب و روز کی ہے تجھ کو خبر بھی)
تنہا ترے (ماتم میں نہیں شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبانِ سحر بھی)

اس دل کی تہِ آہ سے کب شعلہ بر آوے
(بجلی کو دمِ سرد سے جس کے حذر آوے)
ٹک داغ(سے) چھاتی (کے سرک جائے جو پھایا
آتش کے تئیں قدرتِ خالق نظر آوے)

نہیں جوں گل (طلبِ ابرِ سیاہے) گاہے
(خار ہوں خشک میں اے برق نگاہے گاہے)

---

۱ - اٹھ گئی (سودا) تصحیح قیاسی۔

توبہ ہم (ملنے سے خوباں کے تو کی ہے ،لیکن
دیکھ لیتے ہیں کسی کو سرِ راہے گاہے

قطعہ

بولے ہے (سن کے جو آتا ہے مرا کچھ مذکور
اس کے آگے کسی تقریب سے گاہے گاہے)
وہی سودا ہے (نہ کوچے میں ہمارے جو شخص
نظر آ جائے ہے با حالِ تباہے گاہے)

۶۹ - دردؔ :

حافظ کنور ربانی ، واقف رموز یزدانی ، موضّح کشف و کرامات ، مولّع شوق و حالات ، سر خوش میکدۂ خدا پرستی ، میکش مصطبۂ سپاہ ہستی ، حقائق و معارف آگاہ ، خواجہ میر متخلص بہ درد سلمہ‌اللہ تعالٰی - پیش ازین بہ سپاہی پیشگی

---

۱ - ۱۱۳۳ھ لغایۃ ۱۱۹۹ھ - مط میں درد کا ترجمہ مختلف ہے چنانچہ مکمل عبارت نقل کی جاتی ہے :

''نور چراغ کعبہ و بت خانہ ، دود سوز دل پروانہ ، نغمہ ساز زخم گل ، داد رس نالۂ بلبل ، حقائق و معارف آگاہ خواجہ میر متخلص بہ درد سلمہ‌اللہ تعالٰی ؛ مردی است عزیز و عزیزی است سراپا تمیز ، کامل بجمیع کمال ، نمونۂ قدرت ذوالجلال ، دلش گنجینۂ اسرار الٰہی و سینہ‌اش خزینۂ انوار نامتناہی است ، چنانچہ رسالہ در علم تصوف مسمی بہ 'واردات' مشتمل بر سرایر چند تصنیف کرد کہ متعلق بہ دیدن است و دیگر ابیات و رباعیات بطور سحابی و خیام بسیار دارد - بالجملہ رتبۂ کمالش (کمالش ؟)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

به اعزاز و امتیاز بسر می برد ، از چندی به اشارهٔ والد بزرگوار خواجه محمد ناصر که یکی از شیوخ کبار و مشائخ روزگار است دست ازآن کار بازداشته ، به سجادهٔطاعت به کمال فقر و قناعت می گذرانید و دیوانی مختصر در نهایت خوبی و متانت ترتیب داده ـ چون اکثر اوقات شریفش مشغول یاد الٰهی می‌باشد ، گاہی بنا بر موزونی طبیعت یک دو مصرع ریخته و فارسی حالا ہم فکر می کند[1] و رسالهٔ 'واردات' در علم تصوف از واردات طبیعت وی بسیار

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

تا به حدی است که والد شریفش خواجه محمد ناصر (عندلیب) که یکی از اولیای روزگار و مشائخ کبار است به نسبت مریدی و فرزندی وی افتخارہا دارد ـ ابیات دیوانش قریب بفصد شعر از نظر گذشته ، ہمگی لب لباب و تمامی انتخاب است۔''

مخ میں درد کے اشعار کی تعداد ۷۷ ہے اور مط میں ۳۰ ـ ان میں سے صرف ۱۷ اشعار مشترک ہیں ـ مط میں مندرجہ اشعار کی ردیف وار کیفیت یہ ہے :

ردیف الف (جدھر دیکھا ، بھر دیکھا ، کر دیکھا ، مر دیکھا ، مختصر دیکھا ، گداز کرنا ، نماز کرنا ، شمشیر تھا ، ڈھیر تھا ، پھیر تھا ، نہ ہو سکا ، مجھ سے ہو سکا ، افسانہ تھا ، چاہ کا) ۱۴ شعر ؛ ردیف ن (رسیدہ ہوں ، پیچ و تاب میں ، خواب میں ، آب میں ، آرزو کریں) ۵ شعر ؛ ردیف و (تو نہ ہو ، آرزو نہ ہو ، غبار کو) ۳ شعر ؛ ردیف ی (ملاقات نہ ہونے پائی ، بات نہ ہونے پائی ، جو دم ہے ، سم ہے ، کہاں مجھے ، بھرتے بھرتے ، بدنام ہوتا ہے ، کام ہوتا ہے) ۸ شعر ۔

۱ ـ فکر کند (مخ)

خوبی واقع شدہ ۔ بر احوال فقیر شفقت ہای بزرگانہ کند ۔ حق تعالیٰ سلامتش دارد!

کبھو خوش بھی کیا ہے دل کسی رندِ شرابی کا
بھڑا دے منہ سے منہ ساقی ہمارا اور گلابی کا

شب گذری اور آفتاب نکلا[1]
تو گھر سے بھلا شتاب نکلا
اے آتشِ عشق، جس کو ہم یاں
دل سمجھے تھے سو کباب نکلا

جلوہ تو ہر اک طرح کا ہر شان میں دیکھا
جو کچھ کہ سنا[2] تجھ میں سو انسان میں دیکھا

قتلِ عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا
باوجودے کہ پر و بال نہ تھے آدم کے
واں یہ پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا

اکسیر پر مہوس اتنا نہ ناز کرنا
بہتر ہے کیمیا سے دل کا گداز کرنا[3]

---

۱ ۔ مخ میں یہ مصرع ساقط الوزن ہے ؛ دیوان درد مرتبہ آسی (کراچی ایڈیشن ۱۹۵۱ع) کی مدد سے تصحیح کی گئی ہے ۔
۲ ۔ کہ سنا (درد)
۳ ۔ یہ مصرع مخ میں شامل نہیں ہے اور دیوان درد (آسی ایڈیشن) سے ماخوذ ہے ۔ مط میں 'دل کا' کی بجائے 'اپنا' ہے ۔

ہم جانتے نہیں ہیں اے درد کیا ہے کعبہ
جیدھر بلے وہ ابرو اودھر نماز کرنا[1]

عاشقِ بیدل ترا یاں تک تو جی سے سیر تھا
زندگی کا اُس کو جو دم تھا دمِ شمشیر تھا
کی تو تھی تاثیر آہِ آتشیں نے اُس کو بھی
جب تلک پہنچے ہی پہنچے راکھ کا یاں ڈھیر تھا
حرص کرواتی ہیں روبہ بازیاں سب ورنہ یاں
اپنے اپنے بوریے پر جو گدا تھا شیر تھا
اشک نے میرے ملائے[2] کتنے ہی دریا کے پاٹ
دامنِ صحرا میں ورنہ اس قدر کب گھیر تھا
شیخ کعبہ ہو کے پہنچا ، ہم کنشتِ دل کی راہ[3]
درد منزل ایک تھی ٹک راہ ہی کا پھیر[4] تھا

جان پہ کھیلا ہوں میں میرا جگر دیکھنا
جی نہ رہے یا رہے مجھ کو اُدھر دیکھنا
ذکرِ وفا کیجیے اُس سے جو واقف نہ ہو
کہتے ہو کس سے یہ تم ، ٹک تو ادھر دیکھنا
نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس
جی میں نہ رہ جائے یہ ، آہ بھی کر دیکھنا

---

۱ - ہم کو نماز کرنا (مط)
۲ - ہلائے (درد)
۳ - کنشت دل میں ہو (مط و درد)
۴ - راہ کا ہی (مط)

اگر یوں[1] یہ دل ستاتا رہے گا
تو اک دن مرا جی ہی جاتا رہے گا
میں جاتا ہوں دل کو ترے پاس چھوڑے
مری یاد تجھ کو دلاتا رہے گا

تو اپنے دل سے غیر کی الفت نہ کھو سکا
میں چاہوں اور کو تو یہ مجھ سے نہ ہوسکا
گو نالہ نارسا ہو ، نہ ہو آہ میں اثر
میں نے تو درگزر نہ کی ، جو مجھ سے[2] ہوسکا
دشتِ عدم میں جاکے نکالوں گا جی کا غم
کنجِ جہاں میں کھول کے دل میں نہ رو سکا

مدرسہ یا دیر تھا ، یا کعبہ یا بت خانہ تھا
ہم سبھی مہماں تھے واں ، اک تو ہی صاحب خانہ تھا
وائے نادانی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا ، جو سنا افسانہ تھا
بھول جا خوش رہ عبث وے سابقے مت یاد کر
درد یہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا

انداز وہ ہی[3] سمجھے مرے دل کی آہ کا
زخمی جو کوئی ہوا ہو کسی کی نگاہ کا

---

۱ - یوں ہی (درد)
۲ - مجھ سے جو (مخ)
۳ - اندازہ وہی (درد)

ہر چند فسق میں تو ہزاروں ہیں لذتیں
لیکن عجب مزا ہے فقط جی کی[1] چاہ کا
دل اُس مژہ سے رکھیو نہ تو چشمِ راستی
اے بے خبر برا ہے یہ فرقہ سپاہ کا

دل کس کی چشمِ مست کا سرشار ہوگیا
کس کی نظر ہوئی کہ وہ[2] بیمار ہوگیا
کچھ بےخبر تجھے بھی کہ اٹھ اٹھ کے رات کو
عاشق تری گلی میں کئی بار ہوگیا
بیٹھا تھا خضر آ کے مرے پاس ایک دم
گھبرا کے اپنی زیست سے بیزار ہوگیا

جائیے کس واسطے اے درد میخانے کے بیچ
اور ہی مستی ہے اپنے دل کے پیمانے کے بیچ
آئنے کی طرح غافل کھول چھاتی کے کواڑ
دیکھ تو ہے کون بارے تیرے کاشانے کے بیچ

کچھ لائے نہ تھے جو[3] کھو گئے ہم
تھے آپ ہی ایک سو گئے ہم

مژگانِ تر ہوں یا رگِ تاکِ بریدہ ہوں
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

---

۱ - دل کی (مط و درد)
۲ - نظر لگی جو یہ (درد)
۳ - کہ (درد)

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی
افتادہ ہوں پہ سایۂ قدِ کشیدہ ہوں

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں
دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں
تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائے تو[1]
دامن نچوڑ دیں[2] تو فرشتے وضو کریں

آہ پردہ تو کوئی مانعِ دیدار نہیں
اپنی غفلت کے سوا کچھ در و دیوار نہیں
ہم سے دل مردہ اگر رات کو جاگے تو کیا
چشمِ بیدار تو ہے پر دلِ بیدار نہیں

دل میں رہتے ہو پر آنکھوں دیکھنا مقدور نہیں
گھر سے دروازے تلک آؤ تو چنداں دور نہیں
چاہتے وہ تو جہاں جل جائے[3] اک شعلے کے ساتھ
درد ایسی سرد آہیں عشق میں منظور نہیں

نہ مطلب ہے گدائی سے نہ یہ خواہش کہ شاہی ہو
الٰہی ہو وہی جو کچھ کہ مرضیِ الٰہی ہو
نگینے کے سوا کوئی بھی ایسا کام کرتا ہے
کہ ہو نام اور کا روشن اور اپنی روسیاہی ہو

---

۱ - نہ جا ابھی (درد) نہ جائیو (دیوان درد ، داؤدی ایڈیشن)
۲ - دامن نچوڑے (مخ)
۳ - چاہتے ہو تو جہاں جل جائیں (درد)

کیا فرق داغ و گل میں اگر گل میں[1] بو نہ ہو
کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہ ہو

اپنے بندوں[2] پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو
دوستاں درد کو مجلس[3] میں نہ تم یاد کرو

ربط ہے نازِ بتاں کو تو مری جان کے ساتھ
جی ہے وابستہ مرا ان کی ہر اک آن کے ساتھ
اپنے ہاتھوں کے بھی میں زور کا دیوانہ ہوں
رات دن کشتی ہی رہتی ہے گریبان کے ساتھ

درد درویش ہوں ، مری تعظیم
خلق کرتی ہے کہہ کے یا اللہ !

جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی
ایک بھی اس سے ملاقات نہ ہونے پائی
دید وادید ہوئی دور سے میری اس کی
پر جو جی[4] چاہے تھا سو بات نہ ہونے پائی
اٹھ چلے شیخ جی تم مجلسِ رنداں سے شتاب
ہم سے کچھ خوب مدارات نہ ہونے پائی
جی میں منظور جو تھی آپ کی خدمت گاری
سو تو اے قبلۂ حاجات نہ ہونے پائی

---

۱ - میں کہ جس گل میں (درد)
۲ - بندہ (درد)
۳ - محفل (درد)
۴ - میں (مط و درد)

روندے ہے نقشِ پا کی طرح خلق یاں مجھے
اے عمرِ رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے
اے گل تو رخت باندھ ، آٹھاؤں میں آشیاں
گلچیں تجھے نہ دیکھ سکے ، باغباں مجھے

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے
فرسودگی ہے رشتۂ تسبیح کا حصول
دل میں کسی کے[1] آہ کوئی راہ کیا کرے

ہم چشمی ہے وحشت کو مری چشمِ شرر سے
آتی ہے نظر پھر وہیں غائب ہو نظر سے
جاؤں میں کدھر جوں گلِ بازی مجھے گردوں
جانے نہیں دیتا ہے ادھر سے نہ اُدھر سے

دیکھ لوں گا میں اُسے دیکھیے مرتے مرتے
یا نکل جائے گا جی نالہ ہی کرتے کرتے
لا گلابی دے مجھے ساقی کہ یاں مجلس ہی
خالی ہو جائے ہے پیمانے کے بھرتے بھرتے
درد جوں نقشِ قدم تھا سرِ رہ پر اُس کے
مٹ گیا اوروں کے ہی[2] پاؤں کے دھرتے دھرتے

اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
لوحِ مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے

---

۱ - کسو کے (درد)
۲ - اوروں ہی کے (درد)

اس بستیِ خراب سے کیا کام تھا ہمیں
اے نشۂ ظہور یہ تیری ترنگ ہے

ہستی ہے سفر ، عدم وطن ہے
دل خلوت و چشم انجمن ہے

قسم ہے حضرتِ دل ہی کے آستانے کی
ہوس ہو جی میں[1] جو دیروحرم کے جانے کی
کیا جگر کو مرے داغ تیرے وعدوں نے
خبر سنی جو کہیں میں کسو کے آنے کی
جفا و جور اٹھانے پڑے شہر کے درد[2]
ہوس تھی جی میں کسو ناز کے اٹھانے کی

مت اٹکیو تو اس میں کہ مشہود کون ہے
ہر مرتبہ میں دیکھ تو[3] موجود کون ہے
دونوں جگہ میں معنیِ مولا ہے جلوہ گر
غافل ایاز کون ہے ، محمود کون ہے

نہ ملیے یار سے تو دل کو کب[4] آرام ہوتا ہے
وگر ملیے تو یہ مشکل[5] کہ وہ بدنام ہوتا ہے

---

۱ - دل میں (درد)
۲ - اٹھانے پڑے زمانے کے (درد)
۳ - دیکھیو (درد)
۴ - دل کو تو کب (درد)
۵ - تو مشکل ہے (درد و مط)

نہیں چھوڑتی قیدِ ہستی مجھے
مگر کھینچ لے جائے مستی مجھے

دل کو سب قیدوں سے اس وقت میں آزادی ہے
مر چکے اب نہ ہمیں[1] غم ہے نہ کچھ شادی ہے
میں ہی تنہا نہیں نالاں ہوں جرس کے مانند
جو دل اس راہ میں آتا ہے سو فریادی ہے[2]

یاں عیش کے پردے میں چھپی دل شکنی ہے
ہر بزمِ طرب جوں مژہ برہم زدنی ہے
دل ٹکڑے کیا ہے یہ مرا کس کے لبوں نے
جو لخت ہے سو رشکِ عقیق یمنی ہے

رباعی

اے درد کیا بہت پریکھا ہم نے[3]
دیکھا یہ عجب ہی یاں کا لیکھا ہم نے
بینائی نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ
جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہم نے

---

۱ - اب ہم (مخ) دیوان درد سے تصحیح کی گئی ہے
۲ - یہ شعر دیوان درد (آسی ایڈیشن) میں شامل نہیں ہے -
۳ - بہت کیا پریکھا ہم نے (درد)

۷۰ - کلیم[1] :

واجب التعظیم والتکریم ، محمد حسین متخلص بہ کلیم - چنان شاعر زبردست ریختہ است کہ اگر او را پہلوان میدان سخن گویند ، رواست ؛ و بر چند کہ در قوت و قدرت سخن وریش بر مبالغہ افزایند ، بجاست - چنانچہ قبل ازین دو سال[2] خیال ترجمۂ 'فصوص الحکم' در سر داشت بلکہ قریب چہار باب[3] ازان در سلک نظم در کشیدہ ، آخرہا بہ سبب بعضی موانع دست

---

۱ - مط میں کلیم کے ترجمے کی عبارت مخ سے مختلف ہے چنانچہ درج کی جاتی ہے :

''واجب التعظیم والتکریم ، میر محمد حسین کلیم ، متوطن دہلی است - مراتب دانش کسب کرد و سرمایۂ سخن سرای بہ دست آوردہ - در علم عروض و قوافی رسالہ ہا دارد - پیش ازین ترجمان 'فصوص' بہ زبان ریختہ نظم می کرد و بہ سبب بعضی عوارض دست ازان باز داشت - حاصل کلام حنین شاعر زبردستی است کہ او را پہلوان میدان سخن میتوان گفت - قریب بیست ہزار بیت طور قصیدہ و غزل بہ وضع اشعار میرزا بیدل در حیّز خامہ دو زبانش ترتیب یافتہ - ازان جملہ آن چہ بہ دست فقیر آمد اینست -''

۲ - یعنی 'دو سال قبل ازیں'

۳ - مخ میں 'چہار بیت' ہے جو مہمل ہے ؛ از روے قیاس 'چہار باب' ہونا چاہیے -

شیخ الاکبر محی الدین ابن العربی (متوفی ۶۳۸ھ) کی شہرۂ آفاق تصنیف 'فصوص الحکم' (مرتبہ ابوالعلی عفیفی ، قاہرہ ۱۹۴۶ع) میں کل ۲۷ ابواب ہیں - پہلے چار ابواب کے عناوین یہ ہیں :

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

ازان اندیشہ باز داشتہ ۔ دیوان غزل ضخیم دارد ۔ اما شعرش موافق سلیقۂ سخن سنجیِ یاران حال کمتر می‌برآید ۔ بر احوال فقیر شفقت ها کند ۔ حق تعالیٰ سلامتش دارد!

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

(۱) فص حکمة الٰهية فی کلمة آدمية
(۲) فص حکمة نفثيه فی کلمة شيثيه
(۳) فص حکمة سبوحية فی کلمة نوحية
(۴) فص حکمة قدوسية فی کلمة ادريسية

۱ ۔ مط میں کلیم کے ۱۷ شعر ہیں اور مخ میں ۱۰ ، جن میں سے سات اشعار مشترک ہیں ۔ مط میں مندرجہ ذیل دس اشعار زائد ہیں :

رکھے ہے انتظارِ دیدۂ یعقوب پر موسیٰ
ہر اک اعضا مرا کوہِ خمیرِ ماہِ کنعاں ہے

قربان اس اکڑ کے عجب یہ مروڑ ہے
آشفتہ ہو گئیں پہ نہ زلفوں سے بل گیا

نشاں مجھ دل کا مت پوچھو ، یہ مجنوں
کہیں اُس طرف ویرانے میں ہوگا

نقاب اپنے منہ سے جو تو باز کرتا
تو گل اپنی خوبی پہ کب ناز کرتا
وفا کا ہوں پر بستہ ، نہیں توڑ پنجرا
چلا جاتا جنگل کو پرواز کرتا

عمر رفتہ کا نہ پایا کھوج ہرگز اے کلیم
آپ کو جوں شمع میں ہر انجمن میں گم کیا

پاسِ ناموسِ محبت ہے مجھے از بس کلیم
باغ میں جاؤں نہ ہرگز بے رضائے عندلیب

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

ہر تار بیچ زلف کے عالم کی جان ہے
گویا یہ اژدھا تھا کہ سب کو نگل گیا[1]

تجھے برق و خار سے کام کیا جو توچاہے حق کو تلف نہ کر
یہ ازل کے دن سے نصیب ہے کفِ پائے آبلہ دار کا

آتی ہے دل پہ قلقلِ مینا سے اب شکست[2]
وہ دن گئے کہ یہ شیشہ سنگ تھا

ہوچکی حشر، گئی دوزخ و جنت کو خلق
رہ گیا میں ترے کوچے میں گرفتار ہنوز

درازیِ شبِ ہجرانِ زلفِ یار کلیم
تو مجھ سے پوچھ کہ کاٹی ہے رین[3] آنکھوں میں

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

پوچھ مت غم کی داستاں اے دل
کہ بڑا ٹوٹ آسماں اے دل

ہم سے پوچھو ہو پیوتے ہو شراب
ایسے کیا شیخ و پارسا ہیں ہم

مرا آتش کدہ دل کا کہیں ٹھنڈا نہیں ہوتا
بجھاتے ہیں جیسے مذہب زرتشت میں آتش

۱ - یہ شعر مط میں نہیں ہے
۲ - مخ میں یہ مصرع مہمل اور ساقط الوزن ہے؛ مط کی مدد سے تصحیح کی گئی ہے -
۳ - رات (مط)

غرورِ حسن ممکن نہیں کسی کی داد کو پہنچے
غرض تم سن چکے احوال ، ہم فریادکو پہنچے

نہ چھونا مجھکو اے بیدرد سخت ہاتھوں سے
دل گداختہ ہوں آہ ! درد کرتا ہوں

قافلے کتنے گئے کوئی نہ سمجھا کیا ہے
شورکرکہتی رہی بانگِ درا کیاکیا کچھ[1]

اب دم شمردگی سے مجھے کاروبار ہے
ہر دم مرے حساب میں روزِ شمار ہے

یہاں تئیں (بے) جنوں نے نمک فشانی کی
کہ میرے داغ سے جوئیں بھی ہیں پانی کی[2]

۱۷ - درد :

کرم اللہ خاں درد ، نبیرۂ نواب اصالت خان مرحوم - پارۂ از علوم رسمی اندوختہ بہ قافیہ سنجی مشغول شد - ثمر استعدادش بمچنان نارسیدہ و بر خاک افتادہ[3] - بندہ بہ خدمتش در مجلس مراختہ کہ بہ پانزدہم ہر ماہ بہ خانۂ میاں خواجہ میر صاحب مقرر بود ، دو سہ بار[4] ملاقات کردہ ام - بسیار خوش صحبت بود - خدایش بیامرزد! ازوست :

---

۱ - یہ شعر مط میں نہیں ہے -
۲ - یہ شعر بھی مط میں شامل نہیں ہے -
۳ - اس کے بعد کی عبارت مط میں نہیں ہے -
۴ - 'بار' اضافۂ مرتب -

اگر وہ بت کسی صورت سے میرا رام ہوجاوے
تو پوجوں اس عقیدت سے کہ کفر اسلام ہوجاوے[1]
ہر اک دم سانس ہوکر پھانس مجھ دل میں کھٹکتی ہے
خلش جی کی اگر نکلے تو کب[2] آرام ہوجاوے

ادب ضرور ہے اس خاک آستانے کا
تڑپھ تو اس طرح بسمل کہ بال و پر نہ لگے

تحمل آتشِ غم میں دلِ بےتاب کیا جانے
ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے
کنارے سے کنارہ کب ملا ہے بحر کا یارو
پلک لگنے کی لذت دیدۂ پر آب کیا جانے

سامنے ہوتے ہی پھر نعش نہ پائی دل کی
بٹ گیا نوکِ سناں پر صفِ مژگان کے بیچ

ظالم کروں میں ظلم سے فریاد کب تلک
ٹک رحم بھی ضرور ہے ، بیداد کب تلک

۷۲ - فرخ :

میر فرخ‌علی ، فرخ تخلص ، از سادات قصبۂ اٹاوہ است ۔ در سپاہی پیشگی می گزراند ۔ ذہن سلیم و طبع مستقیم دارد ۔ اکثر شعر

---

۱ - مط میں اس غزل کا ایک شعر زائد ہے :
تری‌توجہی نگاہوں نے رکھا ہے نیم‌بسمل کر
اگر پھر کر نظر دیکھے تو میرا کام ہو جاوے

۲ - اگر نکلی تو کیا (مط)

فارسی برطرازد و گاه گاه غزل ریخته نیز سرانجام می‌دهد[۱] ـ خوش خوی و آشنا روی در نهاد ـ ازوست :

گو ہوا شیریں تجھے خسرو کی دولت جاہ و مال
پر کہیں ہوتا ہے پیدا کوہکن سا آشنا[۲]

چشم سے نور گیا ، تن سے تواں ، دل سے صبر
عشق میں تیرے ہوا مجھ سے جدا کیا کیا کچھ

۷۳ ـ هدایت[۳] :

میان ہدایت‌الله ، ہدایت تخلص می‌کند ، زادگاه او دہلی‌است ـ مرید و شاگرد میان خواجه میر[۴] است ؛ بسیار باستغنا می‌گزراند و آبرو بر درها نمی‌ریزد و بالجمله مردی از قوم افاغنه با این جمعیت اخلاق و احوال کمتر به نظر آمده[۵] ـ لاله سده رای که پیش کار خالصهٔ بادشاہی[۶] است ، چیزی تواضعش می‌کند[۷] و منت قبول آن بر سر و دوش[۸] خود می گیرد ـ چون همسایهٔ

---

۱ ـ اکثر شعر فارسی بر طرازه ، گاه گاه بطور ریخته نیز فکر می‌کند(مط)
۲ ـ مط میں یہ مطلع زائد ہے :
اس قدر مجھ سے ہو کیوں اے مہ وشاں ناآشنا
میں بھی تو شاید کسی دن تھا تمہارا آشنا
۳ ـ شاه ہدایت کا سال وفات خوب چند ذکا نے ۱۲۱۹ھ اور مصطفی خاں شیفته نے ۱۲۱۵ھ بیان کیا ہے ـ
۴ ـ یعنی میر درد ـ
۵ ـ احوال بر نخاسته (مط)
۶ ـ احمد شاه ؟
۷ ـ 'تواضعش می‌کند' مخ میں نہیں ہے اور مط سےماخوذ ہے ـ
۸ ـ بر سر دوش (مط)

فقیر سکونت دارد[1] ، بہ سبب مناسبت مزاج اکثر اتفاق ملاقات می شود ۔ او سبحانہ[2] سلامتش دارد! ازوست :

بھلا بتاؤ[3] مری جان کچھ ہدایت نے
تمھارے جور سے شکوہ کبھو کیا ہوگا
مگر یہ ہی نہ کہ بے اختیار ہو کے کبھی
کچھ اور بس نہ چلا ہوگا ، رو دیا ہوگا

مجھ دل سے تیرِ عشق ترا پار ہو چکا[4]
ہونا جو کچھ کہ تھا سو مرے یار ہو چکا[5]
نت اٹھ کے مرنے سے تو ہدایت بہ جاں ہوں میں
مرنا بھی گر ہوا کہیں یک بار ہو چکا

تیری زلفوں کی کچھ چلی تھی بات
روتے روتے ہی گذری ساری رات

یاد کرتے ہی زلف کے ہے قہر[6]
پھر گئی دل پہ سانپ کی سی لہر

---

۱ - اس کے بعد کی عبارت مط میں نہیں ہے ۔
۲ - حق سبحانہ ؟
۳ - بھلا بنا تو (مط)
۴ - یہ تیر عشق دل کے تو اب پار ہو چکا (قاسم)
۵ - ہونا جو کچھ تھا سو تو مرے یار ہو چکا (مط)
۶ - مط اور قاسم میں اسی طرح ہے؛ مخ میں یہ مصرع اس طرح ہے:
زلف کے یاد کرتے ہی ہے قہر

کیا کہوں تجھ بن مجھے ہر دم دمِ شمشیر ہے
سانس جب پلٹے ہے گویا بازکشیِ تیر ہے
دولتِ بے سعی کی ہرگز نہیں ہوتی ہے قدر
ورنہ مشتِ خاک اپنی کیا کم از اکسیر ہے

ہم دوانے وہ نہیں ہیں جنھیں زنجیر کریں
آگے خاطر میں جو یاروں کے ہو تدبیر کریں

کیا کہوں میں کہ ترے ہجر میں کیوں کر گذری
وہی جانے ہے مری جان کہ جس پر گذری

دیدۂ عالم کا کوئی دم[1] کیجے
کس کی شادی و کس کا غم کیجے
دیدۂ و دل تو[2] گھر تمھارا ہے
آئیے ، بیٹھیے ، کرم کیجے !

اے کہ ماتم میں عزیزوں[3] کے تو ہے خاک بہ سر
بے خبر کچھ تجھے اپنی بھی خبر ہے کہ نہیں ؟

شہیدِ تیغِ ابرو ہے ، اسیرِ دامِ گیسو ہے
ہدایت بھی تو کوئی زور ہی صیدِ شکستہ[4] ہے

---

۱ - دم بدم (قاسم)
۲ - دل میں (مط)
۳ - عزیزاں (مط)
۴ - مط میں یہ شعر شامل نہیں ہے۔ دوسرے مصرع میں 'صید شکستہ' کی بجائے مخ میں 'شہیدا شکستہ' ہے - تصحیح قیاسی کی گئی ہے -

۷۴ - میر[۱] :

معجز طراز کرامت تحریر ، محمد تقی متخلص بہ میر ؛ شاعر درست ، انواع شعر را بہ شستگی و رفتگی سرانجام دہد ۔ آبایش از نجبای دارالخلافت اکبرآباد اند ۔ چون بہ خان مغفرت نشان شیخ سراج‌الدین علی خان آرزو نسبت خواہر زادگی داشت ، بعد فوت‌والد بزرگوار بہ ہمین مناسبت وارد شاہ جہان‌آباد گردیدہ ، مدتی بہ‌خدمت

---

۱ - ولادت آگرہ ۱۱۳۵ھ ؛ وفات لکھنؤ ۱۲۲۵ھ ۔ مط میں ترجمۂ میر ، سودا اور درد کے فوراً بعد درج ہے ۔ مط میں ترجمۂ میر کی عبارت میں بھی فرق ہے ، چنانچہ درج کی جاتی ہے :
"شمع انجمن عشق بازان ، فروغ محفل سخن پردازان ، جامع آیات سخندانی ، مجمع کمالات انسانی ، معجز طراز ، کرامت تحریر ، محمد تقی المتخلص بہ میر ۔ اصل و منشاء وی دارالخلافت اکبرآباد است ۔ در خدمت خان آرزو کہ خالوی او بود لختی دانش اندوختہ ۔ اوائل حال پیش ظہیرالدولہ بہادر می گزراند ، چون بہ او شکر آبی رسید رفیق راجہ ناگر مل گردید ۔ چنانچہ تا حال با عز و امتیاز در رفاقت اوست ۔"
مط میں میر کے ۲۹ اسعار ہیں اور مخ میں ۲۴ ہیں ۔ دونوں نسخوں میں صرف ۵ شعر مشترک ہیں ۔ مط میں مندرجہ اشعار کی ردیف وار کیفیت یہ ہے : ردیف الف (ایمان ہے ہمارا ، احسان ہے ہمارا ؛ لے لے کے روئے گا ، جل گیا ، صرفہ نگہ کا ، یہ رسالا ، رنگ حنا چھوٹا ، منکا ڈھلکتا تھا) ۸ شعر ؛ ردیف ج (جان کے بیچ ، آن کے بیچ) ۲ شعر ؛ ردیف ح (دیدۂ خونبار بے طرح) ایک شعر ؛ ردیف ر (آزار اس قدر) ایک شعر ؛ ردیف ک (آج شب تلک) ایک شعر ؛ ردیف ل (صفائے گل ، جائے بلبل ، صدائے بلبل) ۳ شعر ؛ ردیف ن (تار تار گریباں ، بید کی ہلیاں ، بہ ہلیاں) ۳ شعر ؛ ردیف و (پیکان کو ، اتنا دماغ
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

ایشان استفادۂ آگاہی نمودہ اسم و رسمی بہم رسانیدہ ۔ چون قریب بندہ خانہ[1] تشریف دارد ، اکثر اتفاق ملاقات می افتد ۔ حق تعالیٰ سلامت با کرامت دارد!

تیرا رخِ مخطط قرآن ہے پیارا
بوسہ بھی لیں تو کیا ہے ایمان ہے پیارا

مغاں مجھ مست بن پھر خندۂ قلقل نہ ہووے گا
(مئے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لےلے کے رووے گا)

گرہی عشق مانعِ نشو و نما ہوئی
(میں وہ نہال تھا کہ اگا اور جل گیا)

علاج کرتے ہیں (سودائے عشق کا میرے
خلل پذیر ہوا ہے دماغ یاروں کا)

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)
کس کو) ۲ شعر ؛ ردیف ی (نازک بدنی ہے ، گردن زدنی ہے ، نماز کرے ، کتابت بھی ہی ، جواں کی طرح ہے ، ہستی مسلمانوں کی ، قدر نہ جانی ، بال فشانی) ۸ شعر ۔

مخ میں میر کے بھی چند اشعار نامکمل درج ہیں ۔ اس قسم کے جو اشعار مخ میں ملے انھیں اس نسخے کی مدد سے اور باقی کو کلیات میر ، نول کشور ایڈیشن (طبع چہارم کانپور ۱۹۰۷ع) اور کلیات میر مرتبہ ڈاکٹر عبادت بریلوی (کراچی ۱۹۵۸ع) کی مدد سے پورا کیا گیا ہے اور قوسین کے ذریعے اس کی صراحت کر دی گئی ہے ۔

۱ ۔ یعنی 'خانۂ بندہ' ۔

آنکھوں میں جی مرا ہے ادھر دیکھتا نہیں
مرتا ہوں میں تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا

کچھ میں (نہیں اس دل کی پریشانی کا) باعث
(برہم ہی مرے ہاتھ لگا تھا یہ) رسالہ

دل کے تئیں (آتشِ ہجراں سے بچایا نہ) گیا
(گھر جلا سامنے پر ہم سے بجھایا نہ گیا)

کھلا نشے (میں جو پگڑی کا پیچ اُس کی میر
سمندِ ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا)

خطر کر تو نہ لگ چل زلف سے اُس کی صبا اتنا[1]
بلا آوے گی تیرے سر جو اُس کا ایک مو ٹوٹا

ہو چکی عید (تو گلے نہ ملا[2]
عیدِ آئندہ تک رہے گا گلا)

تاک کی چھاؤں میں جوں مست پڑے سوتے ہوں
اینڈتی ہیں نگہیں سایۂ مژگان کے بیچ

ساقی تو ایک بار (تو توبہ مری تڑا
توبہ کروں جو پھر تو ہے توبہ) ہزار بار

۱۔ خطر کر تو نہ لگ چل اے صبا اس زلف سے اتنا (میر)
۲۔ تذکرۂ میر میں اس شعر کے مصرعوں کی ترتیب برعکس ہے۔

اتنا دن اور دل سے طپش کر ایں[1] کاوشیں
یہ مجھلہ تمام ہی ہے آج شب تلک

کہیو قاصد جو وہ پوچھے ہمیں کیا کرتے ہیں
جان و ایمانِ محبت کو دعا کرتے ہیں

اس کے کوچے سے جو اٹھ اہلِ وفا جاتے ہیں
تا نظر کام کرے رو بہ قفا جاتے ہیں

سینہ تو کیا فضلِ الٰہی سے میں سب چاک[2]
ہے وقتِ دعا میر کہ اب دل کو لگا ہوں

نکلے ہے جنسِ حسن کسی کاروان میں
یہ وہ نہیں متاع کہ ہو ہر دکان میں

جب لے نقاب منھہ پر تب دید کر کہ کیا کیا
در پردہ شوخیاں ہیں اور بے حجابیاں ہیں

کیا جانے داب صحبت از خویش رفتگاں کا
مجلس میں شیخ صاحب اک[3] کود جانتے ہیں

جب دردِ دل کا کہنا میں دل میں ٹھانتا ہوں
کہتا ہے بن سنے ہی میں خوب جانتا ہوں

---

۱ - کرلے (مخ)
۲ - سے سبھی چاک (میر)
۳ - کچھ (میر)

وقتِ قتل آرزوے دل جو لگے پوچھنے لوگ
میں اشارت کی اُدھر اُن نے کہا مت پوچھو
خواہ مارا اُنھیں نے میر کو ، خواہ آپ موا
جانے دو یارو جو ہونا تھا ہوا ، مت پوچھو

یار کی برگشتہ مژگاں سے نہ دل کو جمع رکھ
بد بلا ہے پھر کھڑی ہووے جو یہ پلٹن کبھو

کیا اپنی شرر ریزی کہیں پلکوں کی صف کی
ہم جانتے ہیں ہم پہ جو یہ باڑھ چڑھی ہے

۷۵ - قلندر :

بدھ سنگھ ، قلندر تخلص ، ہندو پسری است - آبایش[1] از نعمت دنیا حظ وافر داشتند - او را شوریدگی دماغ دریافت ، از خویش و قوم[2] گسیختہ ، بہ قلندری برآمد[3] - چون شاگرد میرزا مظہر است اکثر اتفاق دیدنش ہم آنجا می‌افتد - شعرش خالی از لطف نیست - این چند بیت ازوست :

مست ہی رہتے ہیں دن کیا رات کیا
ہم قلندر ہیں ہماری بات کیا

مجھ کو کیا مے جنوں نے آ کر دی
ساری عقل و خرد ہوا کردی

---

۱ - عیالش (مط)
۲ - قوم خود (مط)
۳ - اس کے بعد کی عبارت مط میں شامل نہیں ہے - اشعار بھی صرف چار درج ہیں - پہلا اور چوتھا شعر اور رباعی مط میں نہیں ہے -

تجھ سے مل کر ہؤا مرا دشمن
تو نے اس دل کو کیا بلا کردی
دل کشا نہیں گر روش گل کی نسیم
گرہ غنچے کی کس نے وا کردی

قطعہ

اے قلندر ، جہانِ معنی میں
داد تو نے سخن کی آ کر دی
پارس اور ہند کر دکھایا ایک
ایں چہ اعجاز برملا کر دی

رباعی

جی میں جو قلندر کے کبھو آئے گا
دل اپنے کو چین تجھ سے لے جائے گا
یہ روز کا ترے چیں بر ابرو رہنا
سب طاق اوپر دھرا ہی رہ جائے گا

۷۶ - بیاں[1] :

خواجہ احسن اللہ ، متخلص‌بہ‌بیان ہنگامہ‌آرائی صحبت اشعار است - در فن ندیمی دستمایہ دارد - پیش ازیں کہ کوکے خاں[2] در دہلی بود بنا بر علاقۂ محبت با او می گزراند ، دریں ایام[3] بیکار است - او تعالئی درخور مراد جمعیت ظاہری

---

۱ - متوفی ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۷۹۸ع ('مرزا مظہر جان جاناں' از عبدالرزاق قریشی' بمبئی ۱۹۶۱ع صفحہ ۱۱۱)
۲ - یعنی اشرف علی خاں فغاں (ترجمہ ۸۹)
۳ - دریں روز ہای (مخ)

و باطنی کرامتش کناد!

وہ بھی کیا دن تھے کہ ہم آغوش مجھ سے یار تھا
در کے باہر مدعی جوں صورتِ دیوار تھا

جفا اک لمحہ گر[۲] کرتا نہیں ہے وہ تو مرتا ہوں
ستم ہوتا اگر الطاف سے اُس کے جو میں کرتا[۳]

مصلحت ترکِ عشق ہے ناصح
لیک یہ ہم سے ہو نہیں سکتا

یہ لوگ منع جو کرتے ہیں عشق سے مجھ کو
انھوں نے یار کو دیکھا ہے یا نہیں دیکھا ؟

کیا چلے تھے رازِ دل کہنے کو لوگوں میں بیاں
آپ بھی مطعون ہوا اور اُس کو بھی رسوا کیا

بیاں تیرے کوچے سے چلتا رہے گا
مری جان تو ہاتھ ملتا رہے گا

ہو چرخ تو بھی اُس ستم ایجاد کی طرف
کافی ہے یاس اس دلِ ناشاد کی طرف
غالب خدا کے فضل سے اکثر رہے ہیں بند
مغلوب آج سے نہیں فرہاد[۴] کی طرف

---

۱ - مط میں ۲۲ شعر ہیں اور مخ میں ۳۶ - آخرالذکر میں مندرجہ ذیل اشعار زائد ہیں : ۸ ، ۲۱ تا ۲۸ اور ۳۱ تا ۳۶ -
۲ - جو (مط)
۳ - مرتا ؟
۴ - نسخے میں 'رہادی' ہے - تصحیح قیاسی -

کروں شکوہ درد و غم کب تلک
بہرحال جیتا تو ہوں اب تلک

کچھ بے ادبی کی ہے بیاں تو نے بھی اُس سے
ناحق نہیں دیتا کوئی دشنام کسی کو

حسرت پر اُس غریب کی آوے اجل کو رحم
بالیں پہ جس کے یار دمِ واپسیں نہ ہو

جادو تھی ، سحر تھی یا[1] بلا تھی
پیارے وہ تری نگاہ کیا تھی
کیدھر ہے ، کہاں ہے ، خوش‌دلی تو
ہم سے بھی کبھو تو آشنا تھی
مارا ہے بیاں کو یار جن نے
کیا جانیے کون سی ادا تھی

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح کٹا روز گزر جائے گی شب بھی

کس واسطے شتابی جانے کی اس قدر ہے
گو صبح ہوئی[2] پیارے یہ بھی تو اپنا گھر ہے

کون کہتا ہے با وفا تم کو
کذب ہے ، افترا ہے ، تہمت ہے

---

۱ - 'یا' اضافہ مرتب
۲ - مخ و مط میں 'گو صبح ہو' ہے - تصحیح قیاسی کی گئی ہے -

بیاں کون ہے[1] ، اب تلک پوچھتے ہو
تجاہل کے قرباں ، تغافل کے صدقے

اُلجھ دیکھو دامن سے اُس کے بھی ہاتھو
یہ مجھ ناتواں کا گریباں نہ ہووے[2]

لب تک تو شکایت اُس کی آئی
پر آگے حجاب سے نہ نکلی[3]

آئے اب نعش پر مری تو کیا
حیف ٹک قصد پیشتر نہ کرتے

نپٹ ہی بیاں کا برا حال ہے
تغافل ارے بے خبر کب تلک

لاتے ہو وقتِ نزع تشریف کاہے کو
اتنی بھی اب کھینچیے تکلیف کاہے کو

کون کہتا ہے چاہ مشکل ہے
لیکن اس کا نباہ مشکل ہے

---

۱ - یہاں کون ہے (مط)
۲ - یہ ناتواں گریبان نہ ہووے (مخ)
۳ - مط میں 'پر' کی بجائے 'بھر' ہے اور ایک شعر زائد ہے :
آئی نہ جگر سے آہ باہر
یہ سیخ کباب سے نہ نکلی

تم مجھ کو جدا کرو گے
باللہ بہت برا کرو گے

بغل میں غیر کی سوتے تجھے نہ آئی شرم
عجب حیا ہے کہ مجھ سے حجاب آتا ہے

ہمیشہ کہتے ہو مجھ سے کہ بے وفا تم ہو
خدا ہی جانے مری جان ، میں ہوں یا تم ہو

رکھا نہ عزیز اُن نے ، میں خوار بھی ہو دیکھا
آیا نہ عیادت کو ، بیمار بھی ہو دیکھا

جس وقت کہ بیدار وہ ہوتا ہے گا
عالم کے غضب سے جان کھوتا ہے گا
غنچوں کو صبا کہو کہ آہستہ کھلیں
زانو پہ مرے وہ شوخ سوتا ہے گا

آیا ہوں بہ تنگ دور رہتے رہتے
لوگوں سے پی کا پیام کہتے کہتے
روتا ہوں اگر مدد کرے میلِ سرشک
پہنچوں میں گلی میں اُس کی بہتے بہتے

اپنی دوری ہی سے ستایا ہوتا
تشریف مرے گھر میں نہ لایا ہوتا

اغیار کو اپنے ساتھ لیتا آیا
ایسے آنے سے تو نہ آیا ہوتا

کیا زلف میں اُس شوخ کی ہے دبکی صبح
یا شام سی ہوتی ہے کسی شب کی صبح
ٹک زلف کو میں ہاتھ لگایا کہ ادھر
ہمسایہ پکارا کہ ہوئی کب کی صبح

۷۷ - سوز[۱]:

سیادت پناہ محمد میر ، مطلب نویس بی نظیر است ، خط شکست خوب می‌نویسد[۲] ، لختی از علم موسیقی آگاہ - در مبادی حال میر تخلص می‌نمود ؛ چون او را با میر تقی معارضہ افتاد ازان باز سوز تخلص کرد - با فقیر قدیم آشنائی[۳] دارد و ازان جا کہ داخل بندگان بادشاہی[۴] است ، نسبت بہم فرقگی[۵] اکثر بہ دربار معلّٰی ملاقات می‌شود[۶] - حق تعالیٰ سلامتش دارد! ازوست :

---

۱ - متوفی ۱۲۱۳ھ بہ مقام تلہر ضلع شاہ جہان پور -
۲ - مطلب خوش نویس بی نظیری است - خط شکستہ و شفعیا (شفیعا ؟) خوب می نویسد - (مط)
۳ - قدم آشنائی (مط)
۴ - داخل توپ خانۂ پادشاہی (مط)
۵ - بہ سبب ہم قربگی (مط)
۶ - اس کے بعد کی عبارت مط میں نہیں ہے اور ایک شعر زائد ہے :

چین آتا نہیں مجھے یارب
دلِ پراضطراب ہوں کس کا

شہرۂ حسن سے از بس کہ وہ محجوب ہوا
اپنے مکھڑے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا

تجھ ستے سن اے ظالم کوئی بھی ہے گرویدہ
دیدے ہیں سو گریاں ہیں ، دل ہے سو ستم دیدہ[1]
اے آہ ابھی رہ جا ، دل چین سے سوتا ہے[2]
مشکل ہے[3] اگر چونکے یہ فتنۂ خوابیدہ

آنکھیں جو نہ لگ جاتیں تو زار نہ ہوتا میں
پرہیز اگر کرتا بیمار نہ ہوتا میں

نہیں دیتا ہے مجھ کو چین یہ دل بیقراری سے
تنک جھمکی تو دکھلا دے کہ میں بیہوش ہوتا ہوں[4]

---

۱ - اردوے معلّٰی میر سوز نمبر' مرتبہ خواجہ احمد فاروقی (دہلی ۱۹۶۳ء) میں یہ شعر اس طرح درج ہے :

کیا لے گا کوئی ظالم اب تجھ سے ہو گرویدہ
اک دل ہے سو نالاں ہے آنکھیں سو ستم دیدہ

۲ - دیوان میر سوز میں یہ مصرع اس طرح ہے :

اے آہ ابھی رہیو بے ہوش پڑا ہے دل

۳ - مشکل ہو (دیوان سوز)

۴ - 'دیوان میر سوز' مرتبہ خواجہ احمد فاروقی میں یہ شعر شامل نہیں ہے -

۷۸ - شوق :

میر حسن علی شوق[1] سپاہی پیشہ است ، ہمیشہ بہ روزگار عمدہ گزرانیدہ ، اکثر شعر فارسی در پیش دارد و خود را از شاگردان خان آرزو می‌گیرد :

پڑھ کے مجھ خط کو یہ جواب دیا
نامۂ شوق کا جواب نہیں

۷۹ - درد مند[2] :

محمد فقیہ درد مند تخلص می کند - در عنفوان شباب حسنی دلفریب داشت - شاہ ولی‌اللہ اشتیاق کہ در طبقۂ ثانیہ گزشت بہ مشاہدۂ جمالش عمر از سر نو می گرفت - چون گل زیبا از رنگ و بوی وفا اثرے ندارد بہ اندک تغیر گسیختہ بہ مرزا جان جان مظہر پیوست ، مدتی بخدمت ایشان استفاضۂ آگاہی کردہ

---

۱ - قیاس بہ حد یقین ہے کہ کاتب کی لاپروائی سے تذکرے کے آمنے سامنے کے دو صفحے مخ میں نقل ہونے سے رہ گئے ہیں - یہ دو صفحے میر حسن علی شوق ، اور محمد فقیہ درد مند کے مکمل تراجم اور انعام اللہ خان یقین کے ترجمے کی بیشتر نثری عبارت پر مشتمل ہوں گے - کیونکہ یہ تراجم بعد کا اضافہ نہیں معلوم ہوتے بلکہ محض کاتب کی بے احتیاطی سے نقل ہونے سے رہ گئے ہیں اس لیے مط (اور مخ) کی ترتیب کے مطابق یہاں درج کیے گئے ہیں - نواب مہربان خان رند کا ترجمہ بلاشبہ بعد کا اضافہ ہے جو مخ میں بھی شامل نہیں ہے ، چنانچہ اسے تذکرے کے آخر میں ـــــ احوال مؤلف سے قبل ـــــ جگہ دی گئی ہے -

۲ - دردمند کا سال وفات صحف ابراہیم میں سال اول جلوس شاہ عالم ثانی (۱۱۷۳ - ۷۴ھ) اور گلزار ابراہیم میں ۱۱۷۶ھ ہے جب کہ تذکرہ یوسف علی خان میں ۱۱۷۹ھ ہے ؛ بمقام مرشد آباد -

بقافیہ سخن سنجی برآمد - چنانچہ مثنوی 'ساقی نامہ'[1] مع دیگر ابیات بر صفحۂ روزگار از وی یادگار است :

قفس تک بھی نہ پہنچے اور پڑے دور آشیانے سے
عجب ساعت سے بچھڑے تھے چمن کے آشیانے سے

الٰہی مت کسو کو پیش رنجِ انتظار آوے[2]
ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جب تک بہار آوے

۸۰ - یقین[3] :

صدر نشین بزم شعرای متاخرین ، انعام‌اللہ خان متخلص بہ یقین ، شاعر صاحب طرز ، یگانۂ عصر و وحید دہر است - بہ اخلاق حمیدہ اتصاف دارد - دو مصرع از زبان ہای خامۂ سحر طرازش باین ہمہ لطف و خوبی می تراود کہ بہ مجرد استماع دل عشاق قطرات خون شدہ ، از دیدہ فرو می چکد - بزرگانش در بلدۂ سہرند اقامت داشتند و اکثری از شرفاء و رؤسای آن ضلع بخدمت ایشان استفاضۂ معنی می‌کردند - چون والد شریفش بہ دارالخلافت رسید ، حمیدالدین خان کہ ملقب بہ نیمچہ بود صبیۂ خود را بہ آن بزرگوار نامزد کرد و این معنی را موجب افتخار خویش دانستہ - بالفعل خان موصوف بہ منصب ہزار

---

۱ - دردمند کا 'ساقی نامہ' شیخ چاند مرحوم مجلہ 'اردو' (جولائی ۱۹۳۴ع صفحہ ۵۷۴ تا ۵۹۷) میں شائع کروا چکے ہیں -

۲ - مط میں 'رنج و انتظار آوے' ہے - تصحیح قیاسی کی گئی ہے -

۳ - انعام اللہ خان یقین خلف شیخ اظہرالدین متوفی ۱۱۶۹ھ بمقام دہلی -

و پانصد سرفرازی[1] دارد و پیش ہمچشمان خود معزز و مؤقر است ۔ حق تعالیٰ سلامتش دارد!

ہے ترے داغ سے تر سینۂ سوزاں میرا
آب و رنگ آگ سے رکھتا ہے گلستاں میرا
غم کے ہاتھوں نہ رہا کچھ بھی رفو کے قابل
بس کہ سو بار ہوا چاک گریباں میرا
موجِ دریا کی طرح ضبط میں آ سکتا نہیں
کیوں کہ لکھے کوئی[2] احوالِ پریشاں میرا[3]
رو اگر دیجیے اس کو بھی کبھو عیب نہیں[4]
آئنے سے بھی گیا کیا دلِ حیراں میرا
میں تو ظاہر نہ کروں اُس کی جفا کو لیکن
چھپ سکے کیوں کہ یقیں زخمِ نمایاں میرا

کیا بدن ہوگا کہ جس کے کھولتے جامے کا بند
برگِ گل کی طرح ہر ناخن معطر ہو گیا

اگر مر کر نہ میں اُس شوخ کی خاطر نشاں کرتا
خدا جانے وفا میری کے حق میں کیا گماں کرتا

---

۱ ۔ ترجمہ میر حسن علی شوق سے لے کر یہاں تک کی عبارت مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے ۔
۲ ۔ کوئی کیوں کر کہے ('دیوان یقین' مرتبہ مرزا فرحت‌اللہ بیگ ، علی‌گڑھ ۱۹۳۰ع)۔
۳ ۔ اپنا (مخ)
۴ ۔ اس کو بھی تو کچھ عیب نہیں (دیوانِ یقین)

رہا میں بے خبر افسوس لذت سے اسیری کی
اگر یہ جانتا کنجِ قفس میں آشیاں کرتا
نہ دیتا عیش کی خسرو کو فرصت قصرِ شیریں میں
جو میں ہوتا تو جاے شیر جوے خوں رواں کرتا[1]

کہتے ہیں کہ تسخیریں آئینے کو آتی ہیں
دل سے نہ ہوا جو کام، آئینے سے کیا ہوگا

ناچار[2] لے دل اپنا گیا خاک میں یقیں
اس جنس کا جہاں میں کوئی قدرداں نہ تھا

جو کچھ کہیں یہ تجھ کو یقیں ہے سزا تری
بندہ جو تو بتاں کا ہوا کیا خدا نہ تھا؟

کیا کروں[3] مژگانِ تر کے ابر نے ڈالا ہے شور
آج بادل بے طرح اُمڈے ہیں یہ برسیں گے زور
خال گورے منہ کا لیتا ہے مرے جی کو چرا[4]
اس نگر میں چاندنی راتوں کو بھی پڑتے ہیں چور

---

۱ - یہ شعر مط میں نہیں ہے اور مخ میں 'کرتا' کی بجائے 'ہوتا' ہے - 'دیوان یقین' میں 'ہو جائے' کی جگہ 'بجائے' ہے -
۲ - لاچار (دیوان یقین)
۳ - کیا مری (دیوان یقین)
۴ - مرے دل کو چرا (مط) خال گورے مکھ کا میرے دل کو لیلے ہے چرا (دیوان یقین)

دل نہیں کھنچتا ہے بن مجنوں بیاباں کی طرف
خوش نہیں آتا[1] نظر کرنا غزالاں[2] کی طرف
اس ہوا میں رحم کر ساقی تو دے جامِ شراب[3]
دیکھ کر چھاتی بھری آتی ہے باراں کی طرف

ہمارے درد کی دارو اگر کچھ ہے تو دارو ہے
یہ سب کچھ سن کے ساقی بات پی جانے کا[4] کیا حاصل

جب دیکھتا ہوں تنہا تجھ کو سجن چمن میں
کس کس طرح کی باتیں آتی ہیں میرے من میں
مجنوں کی خوش نصیبی کرتی ہے داغ مجھ کو[5]
کیا عیش کر گیا ہے ظالم دوانہ بن میں

یقیں سے جلتے بلتے کی خبر کیا پوچھ کر لوگے
پڑا ہوگا دوانہ باؤلا سا کنجِ گلخن میں

کرتا ہے کوئی یارو اس وقت میں تدبیریں
مرتا ہے یہ دیوانہ ٹک[6] کھول دو زنجیریں

وہ ناخن ابروے خوباں سے خوش نما تر ہے
کسی کے کام کی جس سے کوئی گرہ وا ہو

---

۱ - لگتا (مط)
۲ - بیاباں (مط)
۳ - ساقی کہ بے جام شراب (دیوان یقین)
۴ - جانے سے (دیوان یقین)
۵ - داغ دل کو (دیوان یقین)
۶ - اب (دیوان یقین)

گالی بھی پی گئے ہیں ، ماریں بھی کھائیاں ہیں
کیا کیا تری جفائیں ہم نے اُٹھائیاں ہیں[1]

کوئی یہ چاند سا منہ چھوڑ کر عاشق ہو شعلے کا
گزر آتش پرستی سے ، یہ پروانے سے کہہ دیجو

اسیرانِ قفس کی نا امیدی پر نظر کیجو
بہار آوے تو اے صیاد مت ہم کو خبر کیجو

منہ اپنا نہ دیکھا کر ہوجائے گا دیوانہ
آئینے کو کہتے ہیں اے شوخ پری خانہ

اگرچہ عشق میں آفت ہے اور بلا بھی ہے
نرا برا نہیں یہ شغل ، کچھ بھلا بھی ہے
یہ کون ڈھب ہے سجن خاک میں ملانے کا
کسی کا دل کبھی[2] پاؤں تلے ملا بھی ہے
اس اشک و آہ سے سودا بگڑ نہ جائے کہیں
یہ دل کچھ آب رسیدہ ہے کچھ جلا بھی ہے[3]

شبِ ہجراں کی وحشت کو تو اے بے درد[4] کیا جانے
جو دن پڑتے ہیں یاں راتوں کو سو تیری بلا جانے[5]

---

۱ - ہم نے تری جفائیں کیا کیا اُٹھائیاں ہیں (دیوان یمین)
۲ - کسو کا دل کبھو (دیوان یقین)
۳ - یہ شعر مط میں نہیں ہے -
۴ - بیداد (دیوان یقین و مط)
۵ - جو دن پڑتے ہیں راتوں کو مجھے تیری بلا جانے (دیوان یقین)

وصل کی گرمی سے مجھ کو ضعف آتا ہے یقیں
دیکھیے مجھ ساتھ خوباں کی جدائی کیا کرے

اس بسنتی پوش سے آغوش رنگیں کیجیے
جی میں ہے اس مصرعِ موزوں کو تضمیں کیجیے

چھٹے ہم[1] زندگی کی قید سے اور داد کو پہنچے
وصیت ہے ہمارا خوں بہا جلاد کو پہنچے
نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالہ کرتا ہوں
مری فریاد ہی شاید مری فریاد کو پہنچے

ہمیں ہجرِ چمن ہے موت ، پر صیاد کیا جانے
جو گزرے سر پہ مقتولوں کے سو[2] جلاد کیا جانے
دوانہ ہوں میں جی دینے میں[3] مجنوں کے سلیقے کا
مزہ لے لے کے مرنے کی طرح فرہاد کیا جانے

مجھے یہ بات ہے گی یاد[4] اک مجنونِ عریاں سے
کیا کیجے کہاں تک چاک ہم گزرے[5] گریباں سے

---

۱ - چھٹے اس (دیوان یقین)
۲ - وہ (دیوان یقین)
۳ - دینے پہ (مط)
۴ - خوش آتی ہے مجھے یہ بات (دیوان یقین)
۵ - گزرے ہم (دیوان یقین)

نہ دے برباد خارِ آشیاں کو عندلیباں کے[1]
صبا یہ بھی ہوا خواہوں میں ہیں[2] آخر[3] گلستاں کے

ٹک اک انصاف کر، کرتا ہے اتنی بھی[4] جفا کوئی
کرے گا بعد میرے کس توقع پر وفا کوئی

اب تو کیجے[5] نگہہِ لطف کہ ہو توشہ[6] راہ
کہ کوئی دم میں[7] یہ بیمار سفر کرتا ہے

کعبے بھی ہم گئے، نہ گیا پر بتاں کا عشق
اس درد کی دوا تو خدا کے بھی گھر نہیں[8]

۸۱ - حزیں :

افتادہ مزاج و خدمت‌گزین، میر باقر، متخلص بہ‌حزیں - از سادات اکبرآباد است - پیش ازیں بہ علاقہ[9] روزگار در دہلی

---

۱ - 'عندلیباں کے' مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے -
۲ - ہے (مط)
۳ - ہیں آخر ہیں (دیوان یقین)
۴ - اتنا بھی (مخ) اتنی بھی کرتا ہے (دیوان یقین)
۵ - اب تو کر لے (دیوان یقین)
۶ - دم کو (مط)
۷ - یہ شعر بھی مط میں نہیں ہے - 'دیوان یقین' میں یہ شعر اس طرح درج ہے :

کعبہ بھی میں گیا، نہ گیا ان بتوں کا عشق
اس درد کی خدا کے بھی گھر میں دوا نہیں

بود ، الحال کہ کساد بازاری[1] مردم کاریست[2] از شہر در رفت معلوم نیست کہ کجا است ۔ خدایش زندہ دارد!

وہ کہ ہے ملک مسلم جسے یکتائی کا
خوب لیتا ہے مزا عالم تنہائی کا
میں تو بندہ ہوں ترے جور و جفا کا لیکن
سخت دھڑکا ہے مجھے اس دلِ سودائی کا

۸۲ ۔ فراق :

میرزا[3] مرتضٰی قلی فراق[4] از ملازمان توپ خانۂ پادشاہی است ۔ اکثر شعر فارسی برطرازد و در سخن سرائی سلیقۂ درست دارد ۔ ہرچند این[5] طوطی شکرشکن متولد ہندوستان است لیکن نظم کلامش مانا بہ فصحای ایران[6] ۔ گاہ گاہ بہ تحریک میرزا صاحب[7] یک دو بیت ریختہ فکرکند ۔ با فقیر ہم آشنا است ۔ خدایش زندہ دارد! ازوست :

تماشا اس چمن کا کس کے دل کو شاد کرتا ہے
کہ یاں تک لب تبسم غنچے کو برباد کرتا ہے
اسیروں کی قسم ہے اے صبا سچ کہہ کہ گلشن میں
کوئی اُن ہم نواؤں سے ہمیں بھی یاد کرتا ہے

---

۱ ۔ مخ میں اس کے بعد 'از' زائد ہے ۔
۲ ۔ مط میں اس کے بعد صرف ''بنگالہ رفت'' ہے ۔
۳ ۔ میر (مخ)
۴ ۔ راجا شتاب رائے ناظم عظیم آباد کی قید میں ۱۱۸۲ھ کے لگ بھگ فراق نے وفات پائی ۔
۵ ۔ آں (مط)
۶ ۔ اس کے بعد کی عبارت مط میں شامل نہیں ہے
۷ ۔ 'میرزا صاحب' سے مراد غالباً مرزا سودا ہیں ۔

۸۳ - خاکسار[1] :

میر محمد یار، متخلص بہ خاکسار، مریدست جنتی از خادمان حضرت قدم شریف، درحقیقت متمکن و بہ اعتقاد خود ظریف، ہر چند شوخیش با استاد و غیر استاد[2] بر سر رشتہ مزاح می آرد لیکن تمکنتش[3] تاب شنیدن جواب ندارد - بنا بر آن از تمام عالم شاکی است - چنان چہ حضرتم میرزا صاحب[4] نقل می کردند کہ روزی بندہ و این عزیز بہ خانہ میرزا مرتضیٰ قلی فراق بودیم[5]، این بابا بی موقع وقت اختلاط تقریب شکوۂ میر محمد تقی بہ میان آورد[6] بہ حضار تکلیف بجو میر مسطور کرد[7] - این ہا بہ رعایت آشنائی میر اقدام این معنی نہ نمودند، مگر بندہ بہ پاس خاطرش مزاحاً این مطلع موزوں نمودہ حوالہ اش کردم :

میر کا مکھڑا ہی نے تنہا گلِ زنبق سا ہے
پیٹ بھی اُس کا جو میں دیکھا سو کچھ بھنبق سا ہے

بہ مجرد شنیدن قریب بود کہ حاضران[8] از فرط خندہ ہلاک شوند و ایشاں نیز بہ دستور؛ چوں ساعتی بریں منوال بہ گذشت

---

۱ - شعرائے اردو کا ایک ناپید تذکرہ 'معشوق چہل سالۂ خود' ان سے منسوب کیا جاتا ہے -

۲ - بر چند حسن باشنا و غیر آشنا (مط)

۳ - بمکش (مط)

۴ - مرزا رفیع صاحب (مط)

۵ - بہ خانۂ مرتضیٰ قلی وارد بودیم (مط)

۶ - مخ میں اس کے بعد 'ودید' زائد ہے -

۷ - مط میں یہ جملہ اس طرح ہے "برگز این معنی را ہیچ کس قبول نہ نمود مگر بہ پاس خاطر (ش) ہاں لحظہ این مطلع را موزوں کردہ حوالہ اش نمودم -"

۸ - حاضران مجلس (مط)

دید که یاران دست از خنده برنمیدارند ، نگاهی بر شکم خود درد و دفعتاً برخاست و بر پوچ وحشو[1] که در دنیا بود تحویل سامعهٔ میرزا و یارانش نمود ؛ هر چند مردم رو به ساجت آوردند ، هیچ فائده نکرد ؛ از آن روز ترک ملاقات است :

دل شیفتہ[2] ہوکے کیا لیا تیں
اے خانہ خراب ، کیا کیا تیں

تیری زلفِ سیہ سے اے پیارے
مجھ کو یکسر ہزار سودا ہے

خاکسار اُس کی تو آنکھوں کے کبھی مت لگیو
مجھ کو ان خانہخرابوں ہی نے بیمار کیا

تیغِ قاتل سے ہوئے محروم بے تقصیر ہم
روزِ محشر کو[3] اٹھیں گے گور سے دلگیر ہم

کیا ہے اس خاکسار کی تقصیر
یہ مگر تم کو پیار کرتا ہے

کیا ہے ناصح تجھے حاصل مرے سمجھانے میں
آہ جوں شمع ہے راحت مجھے مر جانے میں[4]

---

۱ - بر و پوچ و حشو (مط)
۲ - آشفتہ (مط) مط میں ردیف 'میں' ہے
۳ - کے (مخ)
۴ - مرے مر جانے میں (مط)

خاکسار عاشقِ مےخوار کو تقویٰ سے کیا
ابھی دیکھا تھا میں اُس رند کو مے خانے میں

قیامت بھی ہو گی تو میری بلا سے
مجھے داد خواہی کی طاقت کہاں ہے

واسطے یمن کے جا سیل سے لیوے گل کو
گھر ترے خانہ خرابوں سے جو بنیاد کرے[1]

رونے سے خاکسار کے سوتا نہیں کوئی
اس خانماں خراب کو چنگا کرے کوئی[2]

عشوہ و ناز کو ترے پیارے
یہ ترا خاکسار جانے ہے

شانہ آہستہ کیجیو حجام
تار اُس زلف کا رگِ جاں ہے

۸۴ - تمکین :

صلاح الدین تمکین ، شاعر خوش است[3] ، دخل را از خرچ نہ شناسد و باکمال تہیدستی و قلاشی بسر برد - بمواره بارتکاب شراب معمول است - تا مست طافح نہ شود ، دست برندارد - گاہگاہ

---

۱ - یہ شعر مط میں نہیں ہے
۲ - چنگا خدا کرے (مط)
۳ - خوبی است (مط)

در کوچه و بازار به همین حال نظر می آید[1] :

حسن اور عشق کو جس روز که ایجاد کیا
مجھ کو دیوانه کیا ، تجھ کو پری‌زاد کیا[2]

۸۵ - تاباں[3] :

خانه برانداز محبت خراباں ، میرعبدالحئی متخلص به تاباں - جوانی بود در نهایت حسن و جمال ، هم صحبت یاران حال ، باوجود لیلی منشی مجنون را داب محبت آموختی و با کمال انجمن آرائی شمع وار داغ بر جگر سوختی - اخلاق حمیده و اوصاف پسندیده داشت - آخر حال به رفاقت نواب عنایت الله خان کشمیری به تنعم می‌گزراند - چون در شرب شراب[4] کثرت با کرد رطوبت فضلی بهمرسانده ، مستسقی گردید و به همین حیله دست اجل به گریبانش رسید[5] :

رباعی

افسوس که گل رخان کفن پوش شدند
در خاطر یک دگر فراموش شدند
آنها که به صد زبان سخن می‌گفتند
اما چه شنیدند که خاموش شدند

---

۱ - مط میں تمکین کا ترجمہ اس سے مختصر ہے :
"شاعر خوبی است - دخل را از خرج نه شناسد - همواره به ارتکاب شراب مشغول است ، تا مست طافح نه شود دست بر ندارد - ازوست -"

۲ - مخ میں مصرع ثانی مکرر درج ہے -

۳ - سال وفات تقریباً ۱۱۶۴ھ به مقام دہلی

۴ - درخوردن شراب (مط)

۵ - و به همین احوال از جهان رفت (مط) - رباعی اور اس کے بعد کی عبارت بھی مط میں شامل نہیں ہے -

باری گلبنی درین گلستاں سر نہ کشید کہ پائمال فسون حوادث نہ گردید ۔ اگر شاہ و اگر درویش امت ہر آفریدہ را ہمیں راہ درپیش ۔ خدایش مغفرت کناد!

کیا کہوں میں ماجرا اپنے دلِ بیتاب کا
آب جس کو دیکھ کر زہرا ہوا سیماب کا

اے طبیبو سوائے وصل کہو
کچھ بھی درماں ہے عشق کی تب کا

بیتابیوں کا عشق کی کرتا ہے[1] کیوں گلا
تاباں اگر یہ دل[2] ہے تو آرام ہو چکا[3]

ساتھ تو سوتا ہے ظالم پر گلے لگتا نہیں[4]
منتیں کرتے ہی ساری رات ہو جاتی ہے صبح

لے میری خبر چشم مرے یار کی کیوں کر
بیمار عیادت کرے بیمار کی کیوں کر
دن تو تجھے جاتا ہے تڑپتے مرے تاباں
سچ کہہ کہ حقیقت ہے شبِ تار کی کیوں کر

---

۱ - کرتے ہو (مط)
۲ - دن (مخ)
۳ - آرام پا چکا (دیوان تاباں مرتبہ مولوی عبدالحق ، اورنگ آباد ۱۹۳۵ع -)
۴ - پاس تو سوتا ہے چنچل پر گلے لگتا نہیں (دیوان تاباں)

مرگ کے سے تو نہیں میرے کچھ آثار ہنوز
رحم کر رحم کہ جیتا ہے یہ بیمار ہنوز

من فصلِ گل خوشی ہو گلشن میں آشیاں ہیں
کیا بلبلوں نے دیکھو دھومیں مچائیاں ہیں

غم وصل میں ہے ہجر کا ، ہجراں میں وصل کا
ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہیں

میرا جوابِ نامہ یاں لکھ چکے پر اب تک
قاصد پھرا نہ واں سے لے کر جوابِ نامہ

تو بھلی بات سے بھی[1] میری خفا ہوتا ہے
آہ کیا چاہنا ایسا ہی برا ہوتا ہے
تیری ابرو سے مرا دل نہ چھٹے گا ہرگز
گوشت[2] ناخن سے بھلا کوئی جدا ہوتا ہے

نہ کہیو مرا سوزِ دل شمع سے
وہ دل سوختہ صبح تک روئے گی[3]

---

۱ - بی (دیوان تاباں)
۲ - پوست (مخ) گوشت (مط و دیوان تاباں)
۳ - یہ شعر ، اس کے بعد کا اور آخری یعنی تین شعر مط میں شامل نہیں ہیں -

دعوائے عشق کرکر جیسے جلے چمن میں (کذا)[1]
کس منہ سے ہم چمن میں پھر آن کر رہیں گے

آج تھمتے نہیں مرے آنسو
تیرے کوچے کی راہ پائی ہے

بیاں کیا کروں ناتوانی میں اپنی
مجھے بات کہنے کی طاقت کہاں ہے

یوں تری زلف میں دیکھے ہیں گرفتار کئی
ایک زنجیر میں جیسے ہوں گنہگار کئی

اگر میں خوف سے دوزخ کے[2] جنتی ہوں شیخ
جو تو ہو[3] واں تو بھلا یہ عذاب کیا کم ہے

۸۶ - [نظام][4] :

چشم و چراغ دانش و بینش[5] ، مردمک دیدۂ آفرینش ، افسر فرق بختیاری ، نقش نگین نامداری[6] ، اشرف اہل زمان ، وزیر الممالک نواب غازی الدین خان بہ والا فطرتی موصوف

---

۱ - بولی جلی قفس میں دعوائے عشق کرکر (دیوان تاباں)
۲ - مخ میں 'کے' نہیں ہے
۳ - جو ہو تو (دیوان تاباں)
۴ - نواب عماد الملک غازی الدین خان المتخلص بہ نظام (میر بخشی احمد شاہ اور وزیر عالمگیر ثانی) متوفی یکم ستمبر ۱۸۰۰ء بمقام کالپی
۵ - چشم و بینش و دانش (مط)
۶ - نقش و نگین پائداری (مط)

و شگفتہ روئی معروف است ۔ احوالش از کثرت اشتہار محتاج تکرار نیست ۔ مصرع :

بآب و رنگ خال و خط چہ حاجت روی زیبا را

در ایّامی کہ فقیر مؤلف این غزل طرح کردہ بود کہ مطلعش اینست :

کوئی دن آگے بھی زاہد ، عجب زمانا تھا
ہر اک محلے کی مسجد شراب خانا تھا[1]

در یہاں ردیف و قوافی بہ تغیر بحر چند شعر بداہتاً موزون کردہ کہ مثل آن بسیار بہ تلاش می‌توان می‌گفت و ہم بریں نسق گاہ گاہ عالی سبیل تقریب یک دو مصرع ریختہ و فارسی فکر می‌کند ، چنان چہ این مطلع از یہاں غزل است :

کھولنا زلف اک بہانا تھا
مدعا ہم سے منہہ چھپانا تھا

۸۷ ۔ راقم :

حافظ حدود سخن لالہ بندرابن[2] ، من سکان بلدۂ متھرا ، از یاران میرزا صاحب[3] است ۔ بہ نسبت محرر پیشگی[4] راقم تخلص می‌کند ۔ قوت حافظہ بر کمال دارد ۔ چنان‌چہ قصیدۂ صد بیت بہ یک شنیدن یادگرفتہ بہ تکرار آن متامل نشود ۔ بالجملہ مذاق سخن سنجی درست دارد خصوصاً غزل استاد[5] را بہ رنگی مخمس

---

۱ ۔ ملاحظہ ہو 'کلیات قائم' ، جلد اول صفحہ ۲۰
۲ ۔ مخ میں 'لالہ نند نرائن' ہے
۳ ۔ میرزا صاحب سے مراد یہاں بھی مرزا سودا ہیں ۔
۴ ۔ محرر بیگی (مخ)
۵ ۔ راقم کو مرزا سودا سے تلمذ تھا ۔

کند کہ زیادہ از پنجۂ حنائی گل رخان ناخن بدل زندش[1] ازین کہ در دہلی بودہ ہنگامۂ موافقت گرم داشت ۔ از چندی بہ رفاقت مرہٹہ بہ دکھن رفتہ ۔ حق تعالیٰ سلامتش دارد!

نہ ترے عشق میں بلبل ہی کو نالاں دیکھا
چاک ہر گل کا گلستاں میں گریباں دیکھا

پریشاں ہی نظر آتا ہے دل ذرات عالم کا
صبا کیا کھل گیا ہے پیچ اس کی زلف کے خم کا

جو کہ مائل ہے تیغِ ابرو کا
تشنہ لب ہے وہ اپنے لوہو کا
میرے اعضا میں تجھ کمر سے میاں
فرق ہرگز نہیں سرِ مو کا
راقم ہوتا نہیں وہ ہم آغوش
کیوں کہ ہو دور درد پہلو کا

حاضر ہے تیرے سامنے راقم ، کر اس کو قتل
مجرم یہ سب طرح سے ہے ، پر یک نگاہ کا

ترے پیچھے مرا دل[2] اشک کی طرح
گیا ایسا کہ پھر ڈھونڈھا نہ پایا

---

۱ ۔ زند (مط) اس کے بعد کی عبارت مط میں شامل نہیں ہے ۔
۲ ۔ تیرے (مط)
۳ ۔ ہوا دل (مح)

جو چاہے گوہرِ مقصود اے دل
صدف کی طرح تو پاسِ نفس کر[1]

ہے زلف میں تری جائے عاشق
زنجیر ہے اور ہائے عاشق
اے عشق تو اس طرح مجھے مار
تا یار کہے کہ ہائے عاشق

کس کے گلے کا[2] قطرۂ خوں ہے تہِ زمیں
جوں تکمہ آگئے ہیں گلِ اورنگ اب تلک

دیکھا نہ ہو جسے میں کوئی سرزمیں نہیں
پر تخمِ دل ہو سبز جہاں سو کہیں نہیں[3]
سنتے تھے ہم جہاں میں ہے اہلِ کرم کے ہاتھ
آیا جو دید میں تو کم از آستیں نہیں

مرے مے پیے سے زاہد، کریں توبہ میگساراں
زہے وہ عمل کہ ہووے سببِ نجاتِ یاراں

ابرِ تر سے چشمِ گریاں کم نہیں
موجِ دریا ہے شکنجِ آستیں
زلزلے کو ایک دم فرصت نہ دے
ہوئے دل میرا اگر زیرِ زمیں

---

۱ - یہ شعر مط میں نہیں ہے -
۲ - گلو کا (مط)
۳ - یہ مصرع مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے -

یاں تک قبولِ خاطر کیجے تری جفا کو
تا سب کہیں کہ راقم رحمت تری وفا کو

کیا ہنسے ہے تو مرے سینۂ صد چاک کو گل
سر فرو لا کے تنک اپنے گریبان کو دیکھ
معصیت میری بہت ہے کہ تری رحمت بیش
اپنی رحمت پہ نظر کر مرے عصیان کو دیکھ

کہنے کو ہے یہ بات کہ مقدور ہی نہیں
کام عاشقوں کا کچھ تجھے منظور ہی نہیں
کہتا ہے کون یہ کہ خوشی ہے جہان کے بیچ
اس بات کا تو یاں کہیں مذکور ہی نہیں

مژگاں سے دل بچے تو ابرو کرے ہے ٹکڑے
یہ بات کہہ کے میں نے جب دل کی داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جس وقت ہوئے خالی
تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی
دیکھا میں رات جا کر احوالِ چشمِ راقم
برسات کی اندھیری پتلی کی تھی سیاہی

بیچوں ہوں میں اُس پاس یہ دل نیم نگہہ کو
اس پر بھی ستم ہے جو خریدار نہ ہوئے

من تصنیف راقم کہ غزل میرزا صاحب[1] تضمین کردہ است :

---

۱ - ملاحظہ ہو کلیات سودا ، جلد اول ، صفحہ ۱۱۶ -

مخمس

نشو و نمائے باغِ جہاں سے رمیدہ ہوں
شادابیِ ریاض سے دور آفریدہ ہوں
فکرِ غمِ خزاں سے بہت آرمیدہ ہوں
نے بلبلِ چمن نہ گلِ نو دمیدہ ہوں
میں موسمِ بہار میں شاخِ بریدہ ہوں

یا رب مری کٹے ہے عجب طرح صبح و شام
حیرت ہی میں گذرتی ہے میرے تئیں مدام
مطلب نہ غم سے مجھ کو نہ کچھ خرمی سے کام[1]
گریاں بہ شکلِ شیشہ و خنداں بہ طرزِ جام
اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہوں

مجھ سے تو بے دماغ عبث اے میاں ہے تیں
گو سو طرح کی حسرتیں اس دل کے بیچ ہیں
اظہار اس کا مجھ سے ہو کیا معنی اس کے ایں
تو آپ سے زباں زدِ عالم ہے، ورنہ میں
اک حرفِ آرزو سو[2] بہ لب نا رسیدہ ہوں

سنتا نہیں ہے درد رعیت کا بادشاہ
قاضی سو حسن دوست، بتاں کو ہے اس سے راہ
اور کوتوالِ شہر کی رشوت پہ ہے نگاہ
کوئی جو پوچھتا ہو یہ کس پر ہے داد خواہ
جوں گل ہزار جا سے گریباں دریدہ ہوں

---

۱ - مطلب سے نہ غم سے مجھ کو نہ کچھ جور سے ہے کام (مخ - کذا)

۲ - 'سو' مط سے ماخوذ ہے -

آیا نہ رحم تجھ کو[1] مرے حال پر کبھو
پونچھا نہ تو نے آ کے مری چشم سے لہو
دیوے گا کیا جواب خدا کے تو رو بہ رو
کرتا ہے جا کے گل کی تسلی چمن میں تو
خون جگر میں میں بھی تو دامن کشیدہ ہوں

بسمل صفت نہیں مجھے آرام ایک پل
ہے مرگ میرے دم سے نہایت ہی متصل
ملنا اگر ہے مجھ سے تو ظالم شتاب مل
غافل ہے کیوں ترا مری فرصت سے گوشِ دل
اے بے خبر میں نالۂ حلقِ بریدہ ہوں

پوچھے ہے تو کبھو کہ مرا رنگ کیوں ہے زرد
کہتا ہے گہ یوں تو مجھے بھر کے آہِ سرد
تو کون ہے جو ملتا ہے چہرے سے اپنے گرد
میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا بقولِ درد
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں، غرض آفت رسیدہ ہوں

۸۸ - محسن :

محمد محسن ، محسن تخلص جوانی است نوخاستہ ، خلف الرشید میان حسن کہ خواہر زادۂ خان آرزو است ؛ طبعش[2] خیلی مناسب شعر افتاد ، اگر چندی مشق خواہد کرد بسیار مرتب[3] خواہد گفت ۔ این چند بیت ازوست :

---

۱ - آیا نہ تجھ کو رحم (مط)
۲ - طبیعتش (مط)
۳ - برتبہ (مط) مرتبہ (سخ) - تصحیح قیاسی -

یوسفِ مصر بھیجتا ہے کوئی
تجھ سے دلبر عزیز دلہا کو
حرف تیرے عقیقِ لب کا شوخ
زندہ کرتا ہے نامِ عیسیٰ کو

دورے گئے وہ کوہکن و قیس کے جو تھے
میرے جنوں کا اب تو زمانے میں شور ہے

مرا رنگِ رو اس قدر زرد ہے
کہ یاں زعفراں زار بھی گرد ہے
اگر شیخ دوزخ میں گرمی ہے زور
مرے پاس بھی اک دمِ سرد ہے

بتوں کا عاشقی میں یاں کال ہوگیا ہے
اے دل ابھی سے تیرا یہ حال ہوگیا ہے
ٹک راہ پر تو آؤ اب سیر کو ، کہ محسن
مانند نقشِ پا کے پامال ہوگیا ہے

تعزیت دارِ حسرتِ دل ہے
یہ جو گریہ کا جامہ آبی ہے
دلِ پر آبلہ مرا محسن
رشکِ آئینۂ حبابی ہے

اس کے کوچے میں ہے کچھ نالۂ شب کا چرچا
دیکھو تو کوئی میاں میرا تو مذکور نہیں

طبعِ نازک کو مری ہاتھ میں رکھیو تو کہ میں
قیس و فرہاد سا دہقانی و مزدور نہیں

تنک ابرو ہلی ، عاشق اُلٹ گئے
تجھے[1] تلوار سے اے شوخ جس ہے

کیا جانیے وہ شوخ کدھر ہے کدھر نہیں
ہم کو تو تن بدن کی بھی اپنے خبر نہیں
اُس دشت پر خطر کا میں باشندہ ہوں جہاں
آدم کا ذکر کیا ہے ملک کا گذر نہیں

اے دیدہ خانماں تو تُو اپنا ڈبو چکا
اب روتا[2] ہے کیا جو کچھ ہونا تھا ہو چکا
محسن روؤں نہ میں تو بھلا کہہ کہ کیا کروں[3]
اک دل بساط میں تھا سو میں وہ بھی کھو چکا

دل مرا وابستۂ ہر تارِ زلفِ یار ہے
ہے تو دیوانہ پر اپنے کام کو[4] ہشیار ہے
اور یہ عاجز تمہارا کچھ نہیں رکھتا ، مگر
جان برلب آمدہ حاضر ہے ، گر درکار ہے

---

۱ - تجھے (مط)
۲ - 'رووتا' کا وزن ہے
۳ - محسن مروں نہ میں تو بھلا جی کے لیا کروں (مط)
۴ - کام میں (مط)

نہ پوچھ دخترِ رز کی تو مجھ سے کیفیت
لیے ہی جاتی ہے دل وہ چھنال آنکھوں میں

جاں بہ لب ہوں میں نکل جاوے نہ یہ جاں کہیں
دل میں حسرت ہی رہی جاتی ہے ، آ ، مان کہیں
کب تلک نزع کی حالت میں رہوں میں اس بن
ہو بھی اے مردنِ دشوار ٹک آسان کہیں

جس دن تری گلی سے میں عزمِ سفر کیا
ہر اک قدم پہ راہ میں پتھر جگر کیا

۸۹ - فغاں[1] :

اشرف علی خان المتخلص بہ فغاں[2]، ہم صحبت یاران حال ۔ چون او را با احمد شاہ بادشاہ نسبت رضاعت بود در زمان

---

۱ - ولادت دہلی تقریباً ۱۱۳۰ھ ؛ وفات عظیم آباد ۱۱۸۶ھ ۔

۲ - مط میں فغاں کا ترجمہ اس طرح ہے : ''کوکے خاں ، اصل نام وی مرزا اشرف علی است ، فغاں تخلص می کند ۔ در زمان سلطنت میرزا احمد بہ منصب پنج ہزاری مفتخر و مباہی گشت ۔ سلیقۂ سخن سنجی درست دارد ، چنان چہ از سیاق و سباق کلامش پیداست ۔ چون در این ایام دارالامان ہندوستان گرو سیمہ آفات و شاہراہ بے تاب است بپاس آبروی خویش سفر بنگالہ گزید و بانجا رخت اقامت انداخت ۔''

مط میں شعر ۲، ۳، ۴ نہیں ہیں اور مندرجہ ذیل دس اشعار زائد ہیں:

مے واسطے ساقی نہ میں یاں چشم تر آیا
دل دیکھتے ہی ابر کو ناچار بھر آیا

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

سلطنتش بہ منصب پنج ہزاری و خطاب کوکہ خانی اختصاص

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

نہ الفت ، نے محبت ، نے مروت
تری خاطر کوئی بدنام کیا ہو

کہتے ہیں فصلِ گل تو چمن سے گزر گئی
اے عندلیب تو نہ قفس بیچ مر گئی

شانے کی کشمکش سے کہیں دل ہیں ٹوٹتے
یک عمر چاہیے تری زلفوں سے چھوٹتے

کچھ مدارات بھی اے خونِ جگر پیکاں کی
تشنہ مرتا ہے کئی دن سے یہ مہماں تیرا

عاشق کے دل سے پوچھیے اس غم کو اے فغاں
الفت بری بلا ہے کسی کو خدا نہ دے

مفت سودا ہے ارے یار کہاں جاتا ہے
او مرے دل کے خریدار کہاں جاتا ہے

صبا ہر ایک گل سے پوچھیو گلشن میں تو جا کر
گریباں چاک رہتا ہے فغاں اس کا سبب کیا ہے

نہ اے قاصد میں رو رو یار کو فریاد کرتا ہوں
ترا منہ دیکھ کر اپنے لکھے کو یاد کرتا ہوں

یاروں نے سن لیا ہے اسیری کے نام کو
پہچانتے ہیں یہ نہ قفس کو نہ دام کو

داشت و بعد انقضای زمان دولتش[۱] بہ رنجش وزیرالممالک نواب غازی‌الدین خان بہ خواری تمام از شہر برآمدہ خود را بہ عظیم‌آباد ، پٹنہ ، رسانید ۔ ناظم آن جا بہ حقیقت حالش مطلع شدہ با وی بہ سلوک شائستہ پیش آمد ۔ چنان چہ تا حال بہ یہان احوال در رفاقت اوست ۔ حق تعالیٰ سلامتش دارد! ازوست :

کٹی تجھ یاد میں اس طرح راتیں ہجر کی بڑیاں[۲]
لکیریں اُنگلیوں کی مٹ گئیں گنتے ہوئے گھڑیاں

شمع رو خلوت میں مت دے بار[۳] پروانے کے تئیں
اے ترے بل جاؤں[۴] میں کیا کم ہوں جل جانے کے تئیں

دل میں کیوں[۵] درد ہے ، واللہ اعلم!
رنگ کیوں زرد ہے ، واللہ اعلم[۶]!
چشم کیوں نم ہے ، خدا ہی جانے!
آہ کیوں سرد ہے ، واللہ اعلم!

---

۱ ۔ نواب عمادالملک غازی الدین خاں نظام نے احمد شاہ بادشاہ کو جون ۱۷۵۴ع مطابق رمضان ۱۱۶۷ھ میں تخت سے اتار کر بینائی سے محروم کر دیا تھا ۔

۲ ۔ کٹی کس کس طرح یارب یہ راتیں ہجر کی بڑیاں (مخ)
کٹی ہیں یاد میں اس طرح راتیں ہجر کی بڑیاں (دیوان فغاں ، مرتبہ سید صباح الدین عبدالرحمان ، کراچی ۱۹۵۰ع) ۔

۳ ۔ راہ (دیوان فغاں)

۴ ۔ اے ترے قربان (دیوان فغاں) ۔

۵ ۔ کیا (دیوان فغاں) ۔

۶ ۔ دیوان فغاں کی روشنی میں مصرع چہارم ، مصرع دوم کی جگہ آئے گا ۔

شکوہ تو کیوں کرے ہے[1] مرے اشکِ سرخ کا
تیری کب آستیں مرے لوہو سے بھر گئی

رباعی

گر تو نے کی یار یاری ، یوں بھی گزری
ور ہم[2] نے کی آہ و زاری ، یوں بھی گزری
سنتا ہے میرے یار تو راضی رہنا
یوں بھی گزری پیاری ، یوں بھی گزری

۹۰ - ضیاء :

میرضیاء[3] بشاہد پرستی مشہور است و لیل و نہار با شاہدان روزگار محشور ؛ ظاہر حالش آراستہ[4] تمکین و صلاح است یمکن کہ باطنش نیز بہ خیر و فلاح باشد[5] ؛ ہر جاکہ ملاقات می نماید بہ مردم بسیار بہ آدمیت[6] پیش می آید - این چند بیت ازوست :

جنت کا مت دو مژدہ مجھ خاک میں رلے کو
آرام واں بھی معلوم ایسے جلے بلے کو

جوں چنار اس جا نہ پھولیں ہیں نہ پھل لاتے ہیں ہم
جب مراد اپنی کو پہنچے ہیں تو جل جاتے ہیں ہم

---

۱ - شکوہ کرے ہے کیوں تو (دیوان فغاں) -
۲ - دیوان فغاں میں ور نہیں ہے -
۳ - میاں ضیاءالدین (تذکرۂ میر)
۴ - اس کے بعد کی عبارت مط میں نہیں ہے -
۵ - بہ مردم آدمیت (مخ) تصحیح قیاسی -

مغاں ، مے خوار ، سب یاں سے دلوں کے[1] کام لے اٹھے
ہمیں تھے[2] نامراد ایسے کہ خالی جام لے اٹھے

۹۱ - قدرت[3] :

دانش آگاہ ، شاہ قدرت اللہ ، از نبائر شیخ عبدالعزیز است کہ مزار شریف ایشان پہلوی چھتہ[4] کوشک واقع شہر کہنہ است[5] - در عنفوان شباب چندی خیرہ کشی[6] کردہ بہ سودای خدا پرزوبی افتادہ و با اکثری از مشائخ روزگار در خورد[7] ؛ اما چون کارہا در کرد تقدیر است او را از صحبت متبرکہ[8] این طائفہ[9] عالیہ[10] کشاد کاری دست نداد ، آخر حال بہ خدمت شاہ عشق اللہ کہ سر دفتر قلندران زمانہ[11] خود بود[12] ملاقات کرد و بہ مقتضای مناسبت مزاج در اندک مدتی کار خود را بہ انجام رسانید[13] - بالجملہ او را حالتی شگرف حاصل است کہ ہیچ گاہ افاقت[14] ازان متصور نیست - باوضاع شتی می‌گزراند و بہ یک طور مقید نہ می‌باشد[15] - بر احوال فقیر شفقت با کند -

---

۱ - دلوں کا (مط)
۲ - ہمیں ہیں (مط)
۳ - قدرت دہلوی کا انتقال مرشد آباد میں ۱۲۰۵ھ کے لگ بھگ ہوا (علی لطف) -
۴ - پہلوی چپ کوشک واقع است (مط)
۵ - چرکشی (مط)
۶ - با کثرت از مشائخ روزگار در خور دارد (مط)
۷ - طائفہ (مط)
۸ - زمانہ بود (مط)
۹ - باتمام رسانید (مط)
۱۰ - اقامت (مخ)
۱۱ - مقید نیست (مط)

حق تعالیٰ سلامتش دارد!

وہ دن آتا ہے کسی کو نہ کوئی یاد رہے
نام مجنوں رہے نے شہرۂ فرہاد رہے

ہماری خاک پر کہتی یہ بلبل بے قرار آئی
ارے کس نیند سوتا ہے دوا لے آٹھ بہار آئی

آسے کیوں کہ پاویں جہاں ڈھونڈھتے ہیں
کہ وہ بے نشاں ، ہم نشاں ڈھونڈھتے ہیں
تمنا کو ہے مژدہ اے نا امیدی[1]
کہ وہ کس جگہ ، ہم کہاں ڈھونڈھتے ہیں

۹۲ - وحشت :

میرابوالحسن وحشت ، چندی غزال روحش بہ چراگاہ وجود مستانش گشتہ ، بہ صحرای عدم شتافت :

میں تو شروع نزع سے کی تھی تجھے خبر
پہنچا تو اس گھڑی کہ مرا کام ہوچکا

---

۱ - مژدۂ نا امیدی (مط) - مط میں اس شعر کے بعد ایک غزل کے جو چار شعر درج ہیں وہ قائم کے ہیں اور غلطی سے قدرت دہلوی کے ترجمے میں شامل ہوگئے ہیں - دوسرا شعر :

چشم جو عین وصل میں رہتی ہے تشنۂ جمال
بجر میں ان سے انتظار ہوسکے ، یہ نہ ہوسکے

کلیات قائم میں اس طرح درج ہے :

چشم بہ رہ ہوں روز و شب جیسے میں بجر میں ترے
اور سے تو یہ انتظار ہوسکے ، یہ نہ ہوسکے

گہہ گریہ شب ، گہ میں آہِ سحری ہوں
جو کہیے سو ہوں پر گرو بے اثری ہوں[1]

قاتل اگر کہے کہ سسکتا ہی چھوڑیو
خنجر تو ایک دم کے لیے منہ نہ موڑیو
شیشہ نہیں جو مول لے آئیں گے پھر اسے
پیارے یہ دل ہے ،اس کو سمجھ کر کے توڑیو

کروں گا اس دوانے دل کی میں تدبیر آنکھوں سے
لگی ہے بہنے موجِ اشک کی زنجیر آنکھوں سے[2]
مثالِ عکسِ آئینہ نکل جاتا ہے جی میرا
چھپی ٹک دور ہونے سے[3] تری تصویر آنکھوں سے

کہیں یہ جھوٹ دیکھا ہے ، تجھے جب میں بلاتا ہوں
صریحاً تو چلا جا ہے ، مجھے کہتا ہے آتا ہوں

رات کی تھی طرف ہی تجھ کو نگاہ[4]

- - - - - - - - - - - - - - -

جس سے ہو آشنائی کا رشتہ نہ توڑیے
گھٹتی ہے اس میں توڑ کے گر پھیر جوڑیے

---

۱ - مط میں اس غزل کا دوسرا شعر بھی ہے :
جس پاس میں جاتا ہوں سو منہ پھیرے ہے مجھ سے
گویا کہ میں گردِ قدمِ رہ گزری ہوں
۲ - مخ میں یہ مصرع شامل نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے -
۳ - دور ہوتے ہی (مط)
۴ - مط میں یہ شعر نہیں ہے اور مخ میں بھی صرف پہلا مصرع ہے -

نسترن ہے ، گل ہے ، سوسن ہے ، گلِ اورنگ ہے
اے بہارِ باغِ نیرنگی[1] یہ کیا کیا رنگ ہے

بیدِ مجنوں کی طرح جتنی بڑھے ، گھٹتی ہے[2]
شجرِ عمر کی بالیدگی معکوسی ہے

۹۳ - سلام :

نجم‌الدین سلام محک سخن بود ؛ شعر را نیکو می‌فہمید ۔ ہمراہ لشکر صفدر جنگ بہ یورپ رفتہ[3] ودیعت حیات سپرد :

حدیثِ زلف چشمِ یار سے پوچھ
درازی رات کی بیمار سے پوچھ

بیتابیو قسم ہے تمھیں میرے صبر کی
مسلخ میں بعدِ ذبح تحمل نہ کیجیو

۹۴ - [کاشی ؟]

لالہ کاشی ناتھ متوطن قصبہ[4] بٹالہ[5] ، پسر نوندہ رای پیش کاریست ۔ از ناموزوں تا موزوں[6] فرق میتواند کرد :

مجھ دل کا اے طبیب سمجھ کر علاج کر
مدت سے ہے یہ عشق کا بیمار دیکھنا

---

۱ - بے رنگی (مط)
۲ - مخ میں اس کے بعد 'عمر' زائد ہے ۔
۳ - 'رفتہ' مط سے ماخوذ ہے ۔ سن وفات ۱۱۶۶ھ ہوسکتا ہے ۔
۴ - پٹیالہ (مط) ۔
۵ - 'تا موزوں' مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے ۔

۹۵ - جولاں :

میاں رمضانی ، جولاں تخلص ، مرد عزیز است در شیوهٔ کمانداری خود را از اساتذه برشمرد - گاه گاه بر سبیل ندرت یک دو مصراع ریخته موزون می کند :

رہتے ہیں رات دن خفا تجھ بن
جیویں گے ہم سے شخص کیا تجھ بن

نرم لونڈے[1] کی بنی صورت کڑی
رانگ کی تلوار یہ کن نے گھڑی

۹۶ - عارف :

محمد عارف رفوگر ، در فن خود کم همتا و به رنگ سوزن انگشت نما است ؛ از پیوند پیکان سر رشتهٔ سخن سرای به دست وی افتاده :

ہزاروں معنیِ باریک آویں دل میں اے عارف
اگر زلفِ سیہ کا پیچ منہ پر اس کے کھل جاوے[2]

۹۷ - بسمل :

آہنگ سخن سرائی[3] دارد اما از کم بغلی و بی بضاعتی در گروِ - عاجز بیانی می‌باشد[4] ؛ چیزی که در دل او برزند

---

۱ - لڑکے (مط) -
۲ - مط میں عارف کا ایک اور شعر بھی ہے :
دخترِ رز سے کہہ کہ اس سے ملے
ورنہ عارف افیم کھانا ہے
۳ - آہنگ سخن گوئی (مط) -
۴ - از کم بضاعت درد عاجز بیانی است (مط) - مخ میں 'بی بضاعتی در درد' عاجز بیانی می باشد' ہے - تصحیح قیاسی -

برلب اظهار نمی تواند آورد ـ این یک بیت به نام او شنیده شده :

لہو پی رہ گیا بسمل ، وگرنہ
ملاتا اپنے تئیں وہ خاک وخوں میں

۹۸ ـ شاغل :

خود را شاگرد بسمل می گوید اما شعرش از استاد بسیار مرتب است[1] :

جاتی نہیں ہے آس سے تری فکرِ زلف و رخ
شاغل کو روز و شب ہے ترا ذکرِ زلف و رخ

۹۹ ـ همرنگ[2] :

دلاور خان نام ، برادر حقیقی میان یک رنگ است ـ مزاجش[3] پیرایہ[4] سادگی دارد ـ اکثر حرف های ناشمرده برگزراند[5] چون قریب بنده خانہ تشریف دارد ، گاه گاه اتفاق ملاقات می‌شود ـ خدایش زنده دارد!

خط مرا آس نگار[6] نے نہ پڑھا
کیا لکھا تھا کہ یار نے نہ پڑھا

---

۱ ـ بسیار برتر است (مط) ـ
۲ ـ ''یک دل تخلص دلاورخان مرحوم است ـ وی برادر کوچک مصطفی خان یک رنگ و از شعرای صاحب فرہنگ و صاحب دیوان و پاکیزه بیان بود ـ گویند کہ در بدو حال بہ رنگ تخلص می‌نمود اما از بزرگی ثقہ بدریافت رسیده کہ تخلص بے رنگ بود ـ تحتمل کہ بہ ہر سہ تخلص متخلص شده باشد ـ'' (قاسم)
۳ ـ مزاج او (مط) ـ
۴ ـ اس کے بعد کی عبارت مط میں نہیں ہے ـ
۵ ـ نگاہ (مخ) ـ

میں تو لکھا تھا اُس کو خط ہمرنگ
اُس تغافل شعار نے نہ پڑھا

۱۰۰ - بیدار[۱] :

میاں محمدی بیدار ، از خوبان روزگار است - فہمی نیز و [illegible] دارد و از چندی نغیر لباس کردہ باستغنای تمام بسر برد - با فقیر آشناست[۲] :

صفا الماس و گوہر سے فزوں ہے تیرے دنداں کو
کیا تجھ لب نے ہم رنگ خجالت لعل و مرجاں کو[۳]

۱۰۱ - [تقی[۴]] :

میر گھاسی از یاران میر محمد تقی است - اختی از اسلوب سخن طرازی آگاہ است[۵] ؛ اکثر فکر شعر مرتبہ کند و گہ گہ یک دو بیت ریختہ نیز سرانجام دہد - این مطلع از نتائج فکر اوست :

تو ہو اور باغ ہو اور زمزمہ کرنا بلبل
تیری آواز سے جیتا ہوں ، نہ مرنا بلبل

۱۰۲ - عشاق :

جیون مل کھتریست ، عشاق تخلص می کند - میر محمد نفی او را ذوی الحبیبی (کذا) گوید[۶] چہ در حرف ہند کہ عبارت از

---

۱ - متوفی ۱۲۰۹ھ بہ مقام آگرہ -
۲ - 'با فقیر آشناست' مط میں نہیں ہے -
۳ - یہ شعر 'دیوان بیدار' مرتبہ جلیل احمد قدوائی (الٰہ آباد ۱۹۳۷ع) میں درج نہیں ہے -
۴ - سید محمد تقی ، نفی دہلوی المعروف بہ میر گھاسی (تذکرۂ میر حسن و گلزار ابراہیم وغیرہ) -
۵ - اس کے بعد کی عبارت مط میں نہیں ہے -
۶ - او را عشاق ذوالاحی گوید (مط) عشاق ذوالچپٹی ؟

مردم اردو است عشاق زن .... باز را گویند که بنایافت شوہر از ... کاشی که عبورۂ مشہورہ است اطفای نائرۂ شہوت کند[1] ـ اکثر بہ گفتن شعر ریختہ و فارسی اشتغال دارد و سلیقۂ سخن سنجی از تخلص وی پیداست :

سرسبز خط سے دونا ہوا حسن یار کا
آخر خزاں نے کچھ نہ اکھاڑا[2] بہار کا

۱۰۳ ـ رسوا :

آفتاب رای نام ، جوہری پسر بود ، شوربدگی دماغ مرتبۂ اتم داشت ـ اصلا مقید ملت نہ بود[3] ، از ہر جاکہ چیز ہم می‌رسید می خورد ، و اکثر سیاہیِ تابہ بر چہرہ مالیدہ ، مست شراب در ڈولی نشستہ بکوچہ و بازار شہر می‌گردید ـ خیل خیل مردم حقا صورتِ عجیب و غریبش ملاحظہ نمودہ ہمراہ او می‌گشتند ـ مدت چند ماہ است‌کہ بہ ہمین احوال از جہان رفت ـ این چند بیت ازوست :

قفس سے ووں گئے ہم اور چمن میں جائے نہیں
اڑیں تو پر نہیں رکھتے ، چلیں تو پائے نہیں[4]

آرام تو کہاں کہ تنک سو کے چپ رہوں
آنسو بھی نہیں رہے کہ بھلا رو کے چپ رہوں

---

۱ ـ 'کہ بنایافت ـ ـ ـ ـ ـ شہوت کند' مط میں نہیں ہے ـ
۲ ـ اوپاڑا (مط) ـ
۳ ـ اصلا بتقید نبود (مخ)
۴ ـ مخ میں یہ مصرع شامل نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے ـ

وصل میں بے خود رہے اور ہجر میں بیتاب ہو
اس دوانے دل کو رسوا کس طرح سمجھائیے

ہر گلی میں گر پڑے ہیں مست ہو دیوار و در
ابرِ رحمت برستا ہے یا برستی ہے شراب

۱۰۴ - فرحت :

فرحت الله نام[1] ، از اولاد قاضی مظہر ، خلیفۂ شاہ‌بدیع‌الدین مدار است - دلش از دست زلفان سیہ ستم رسیدہ و سودای‌معنبرین در دماغش پیچیدہ[2] - گاہ گاہ در مجلس مراختہ‌کہ اخراج این لفظ[3] بر وزن مشاعرہ است ، بہ نظر می آید و بسیار جوشش و دل گرمی می‌نماید :

یار اُٹھ گئے جہان سے ، اغیار رہ گئے[4]
جاتے رہے چمن سے گل اور خار رہ‌گئے[5]

نہیں ہے قدر تری دو جہاں میں اے فرحت
کسوکی چشم سے جوں اشک تو گرا تو نہیں

آوے ہے صبا تجھ میں تو کچھ اور ہی ہو آج
سچ کہہ[6] تجھے سوگند ہے ، آتی ہے کدھر سے

---

۱ - شیخ فرحت‌الله فرحت (مط)
۲ - دلش از دست حریفان بہر ستم رسیدہ و سودای مفرط در دماغ پیچیدہ است (مط)
۳ - کہ اختراع این (مط)
۴ - اغیار اُٹھ گئے (مخ)
۵ - جاتے رہے چمن ستے گل خار رہ گئے (مخ)
۶ - سچ کر (مخ)

ترا گناہ میاں ہم نے کیا کیا ہوگا
یہی مگر کہ[1] دل اپنا تجھے دیا ہوگا
جو کچھ کہ ہم سے کسو نے کہا ہے جھوٹ کہا
مرا برا ہو اگر میں نے کچھ کہا ہوگا[2]

مری لوحِ مزار اوپر لکھانا
کوئی دل کو کسو سے مت لگانا

۱۰۵ - هادی[3] :

میر هادی در کمال سعادت سرشتی[4] و نیک نهادی ، از قدیمان عنایت‌الله خان کشمیری است - درین ایام به تقرب وزیرالممالک نواب غازی‌الدین خان پایهٔ امتیاز دارد ، اکثر در انجاح حاجات خلائق کوششهای بلیغ بکار می برد - ابیات دیوانش قریب هفت صد بیت از نظر گذشته ، بعد یک دو ورق شعر بامزه می برآید :

صدقے ترے ہوکے مر گئے ہم
کرنا تھا جو کچھ سو کر گئے ہم
خنداں خنداں پھرا جدھر تو
گریاں گریاں اُدھر گئے ہم

---

۱ - یہی مگر نہ (مط)
۲ - کیا ہوگا ؟
۳ - ''عبدالهادی ، هادی شاه جهان آبادی'' (طبقات‌الشعرا از شوق) ''میرجواد علی خان، هادی تخلص''(قاسم و سرور وغیره) - قاسم نے انهیں زنده لکها ہے جب که سرور اور شیفته نے ان کا سن وفات ۱۲۱۵ھ قرار دیا ہے -
۴ - پرستی (مط)

کہتے ہیں مسیح جس کے لب کو
ہادی اُسے دیکھ مر گئے ہم

نامے کو تو لے گیا ہے قاصد
دل دھڑکے ہے کیا جواب آوے

۱۰۶ - عاقل :

رای سنگھ نام ، عرف بیاجیو[1] - مردی سپاہی پیشہ ، متوطن پنجاب ، از آشنایان قدیم میرزا صاحب[2] است - طبع موزون دارد - گاہ گاہ یک دو مصراع ریختہ فکر می کند[3] - چون فقیر قصد نوشتن این بیاض کرد در فراہم آوردن اشعار مردم کوشش بلیغ بکار برد ؛ شاید کہ اگر از اعانت این بزرگ نمی‌بود ، سرانجام این کار از ہمچو من بے دماغ صورت نہ می‌بست - بہر حال مرد عزیز است - خدایش زندہ دارد! ازوست :

نہ بس اپنے سے کیا اُس کو میں رخصت عاقل
جب مرا بس نہ چلا تب میں خدا کو سونپا

سخت مشکل ہے میاں تیری کمر کا جھگڑا
دل ہوا آنکھوں سے اب دست و گریباں میرا

جب وہ کرتا ہے اُن لبوں کا وصف
عاقل اُس وقت لعل اُگلتا ہے

---

۱ - عاقل کی عرفیت مط میں درج نہیں ہے -

۲ - یعنی مرزا سودا -

۳ - اس کے بعد کی عبارت مط میں نہیں ہے -

۱۰۷ - عزلت[1] :

عبدالولی نام ، متوطن سورت ، مردی فاضل و عالم ، از نبائر حقیقت آگاہ شاہ عزیزاللہ سورتی است - باوجود آبادی ظاہر بہ تعمیر باطن مشغول است - در عہد سلطنت میرزا احمد[2] بدارالخلافت تشریف داشت - شاعر دوستی در مزاج او بمرتبۂ اتم بود بلکہ برای مناسبت این طائفہ گاہ گاہ خود ہم دو سہ بیت موزون می کرد ، چنانچہ این چند شعر ازوست :

نہ پوچھو یہ بگھولا ہے ترا[3] ہم قول صحرا میں
یہ خاک حضرت مجنوں ہے ڈالنوا ڈول صحرا میں
بیاباں کے گلوں سے ہوے رنگ درد آتی ہے
اری بلبل چمن سے دل اٹھا اب بول صحرا میں

سدھارے گل کہاں کر کر یہ سونے گلستاں اپنے
گئی ہیں بلبلیں کیدھر جلا کر خانماں اپنے[5]

---

۱ - شاہ عبدالولی عزلت سورتی ، ابن سید سعداللہ ؛ ولادت سورت ۱۱۰۴ھ/۱۶۹۲ع ؛ وفات حیدرآباد ۱۶ - رجب ۱۱۸۹ھ مطابق ۴ - اگست ۱۷۷۵ع ('دیوان عزلت ، مرتبہ عبدالرزاق قریشی ، بمبئی ۱۹۶۲ع)

۲ - ۱۸ - اپریل ۱۷۴۸ع تا ۲ - جون ۱۷۵۴ع -

۳ - مرا (مط)

۴ - مط میں یہ شعر اور 'دیوان عزلت' مرتبہ عبدالرزاق قریشی میں یہ دونوں شعر شامل نہیں ہیں (پہلا شعر مط کے حوالے سے 'ضمیمہ' میں درج ہے)

۵ - خانماں اپنا (مخ) دیوان عزلت مرتبہ عبدالرزاق قریشی میں یہ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

جس خوش نگہ کو دیکھو غفلت کی نیند لیوے
میں بخت خفتہ شب کا افسانہ ہو رہا ہوں[1]

بہ جز رفاقتِ تنہائی ، آسرا نہ رہا
سوائے بےکسی اے وائے کوئی مرا نہ رہا[2]

اس کو پہنچی خبر کہ جیتا ہوں
کسی بد خواہ سے سنا ہو گا[3]

نخلِ امید بے وفاؤں سے
دل سلامت بھرے[4] تو پھل پایا

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

شعر اس طرح ہے :

سدھارے گل کہاں سونے پڑے ہیں گلستاں اپنے
گئی ہیں بلبلیں کیدھر جلا کر آشیاں اپنے

۱ - دیوان عزلت میں یہ شعر شامل نہیں ہے ؛ ضمیمہ میں نکات الشعرا ، مخزن نکات اور عیارالشعرا کے حوالے سے درج کیا گیا ہے ۔ مط میں اس کے بعد ایک شعر زائد ہے :

دل میں رندوں کے پھپھولا ہوا عمامۂ شیخ
یا رب اس بزم سے یہ زبر کا مکڑ جاوے

۲ - سوائے بیکسی اب اور آشنا نہ رہا (دیوان عزلت)

۳ - کسی دشمن سیتی سنا ہو گا (دیوان عزلت)

۴ - رہے (مط)

۱۰۸ - تجرد[1] :

میر عبداللہ تجرد ، شخصی است در دکھن ، بندہ از احوالش خبر نہ دارم ؛ زبانی میر عبدالولی کہ احوالش گذشت معلوم می شود کہ شاگرد من است :

تجھ رو میں لطف ہے سو ملک کو خبر نہیں
خورشید کیا ہے ، اس کے فلک کو خبر نہیں

۱۰۹ - [بھید] :

میر میران نیز شاعر دکھن است[2] - این دو شعر بنام او در بیاض میر عبدالولی مسطور نوشتہ یافتم و دیگر احوالش معلوم نقیر نیست :

آہ گر باغ میں وہ سرو خراماں گذرے
اشکِ قمری سے گلستان میں طوفاں گذرے
بس کہ ہے آتشِ غم تیز درونی میں مری[3]
ناوکِ ناز ترا دل ستے سوزاں گذرے

---

۱ - میر اور قائم دونوں کی روایت یہ ہے کہ یہ شاہ عبدالولی عزلت کے شاگرد ہیں - روایت باللفظ کے الفاظ سے یہ بھی اشتباہ ہوسکتا تھا کہ یہ میر یا قائم کے شاگرد ہیں (شاگرد من است) لیکن گردیزی نے اس بات کی صراحت کردی ہے کہ یہ عزلت کے شاگرد ہیں -

۲ - 'میر میراں' مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے - قائم کو ان کی وطنیت کے بارے میں تسامح ہوا ہے - ان سے متعلق قاسم کا بیان زیادہ واضح ہے : ''بھید.....تخلص ، میر میراں مخاطب بہ سید نوازش خان خلف الصدق سید مرتضیٰ خان سفیر والی ایران ، برادر نواب معتمد خان مرحوم است -''
(مجموعۂ نغز جلد اول صفحہ ۱۱۳)

۳ - تیز درونی میری (مط)

۱۱۰ - نثار[1] :

میرعبدالرسول نثار ، از سر آغاز آگہی بقافیہ سنجی مشغول است - پیش ازین در دہلی بہ سپاہی پیشگی می‌گذراند ، دریں ایام بہ سابقہ آشنائی سادات آنجا بہ طرف امروہہ رفت :

ٹک دیکھ تو چمن کا کیسا ہے ڈھنگ تجھ بن
منہ سے اڑا ہے گل کے گلشن میں رنگ تجھ بن
واں گل رکھے پھرے ہے دستار پر تو اپنی
یاں سر پہ عاشقوں کے[2] پڑتے ہیں سنگ تجھ بن
ہر سمت صد تمنا تڑپھے ہیں خاک و خوں میں
ہے صحنِ خانہ میرا میدانِ جنگ تجھ بن

اکثر ہیں دل فگار و لیکن نہ اس قدر
کتنے ہیں بیقرار و لیکن نہ اس قدر
سونپا ہے تو نے قتل مرا غیر کے تئیں
ہوں تو گناہ گار و لیکن نہ اس قدر[3]

ہاتھ سے ان جامہ زیبوں کے نکل جاویں گے ہم
یہ گریباں دامنِ صحرا کو دکھلا ویں گے ہم

---

۱ - نیاز (مخ)
۲ - یاں عاشقوں کے سر پر (مط)
۳ - مط میں اس کا مقطع بھی ہے :
گھر بار ، جان و مال میں اس پر لٹا دیا
کرتے تو ہیں نثار و لیکن نہ اس قدر

جی کرتے نثار اس پہ ڈروں ہوں میں کہ وہ شوم
اس بھی حرکت سے کہیں مجھ سے بیزار نہ ہووے[1]

۱۱۱ - اکرم :

خواجہ اکرم مردی نیکو سیرت است[2] ، اکثر رقعات برویۂ پسر میر جعفر[3] برطرازد و گاہ گاہ غزل ریختہ نیز فکر می کند - چون او را بر نوشتن این بیاض اطلاعی دست داد[4] یک قطعہ متضمن بر تاریخ کہ بعد ازین مرقوم خواہد شد موزون نمودہ ، مع دیگر ابیات خود پیش فقیر آورد ، و ازانجا کہ مادۂ تاریخ مناسب نام کتاب بود ، بناء علیہ بہ ہمان اسم موسوم نمود - قطعۂ مذکور :

قائم رکھے ہمیشہ خدا تیرے نام کو
کرنے سے ذکر خیر کے ہے موجب نجات
تاریخ اس کتاب کی میں نے کی[5] جب تلاش
پیر خرد نے مجھ سے کہا 'مخزن نکات'
۱۱۶۸ھ[6]

یک بار مرے دیر میں زاہد اگر آوے
میں جانوں جو مسجد کی طرف پھر نظر آوے

---

۱ - یہ شعر مط میں نہیں ہے - 'مجھ سے' اضافۂ قیاسی ہے -
۲ - مردی است نیکو سوشت (مط)
۳ - برویۂ میر جعفر (مط)
۴ - چون برنوشتن این بیاض او را وقوفی حاصل شد (مط)
۵ - کی میں نے (مخ)
۶ - مخ میں ۱۱۶۷ھ درج ہے ، لیکن اس مادے سے ۱۱۶۸ھ ہی برآمد ہوتے ہیں -

صبا کہہ شوخ کی باتیں ترے پیغام کے صدقے
نہیں بوسے سے کم لذت ، میں اس دشنام کے صدقے

فصلِ گل میں بے سبب نہیں بلبلیں کرتی ہیں دھوم[1]
ہر ورق پر گل کے اُس کے ناز کی تحریر ہے

نالے سے میرے[2] کوہ بھی ہووے تو گل سکے
پر آہنی دلی سے تری کچھ نہ چل سکے

۱۱۲ - سلیمان[3] :

سلیمان نظر یافتۂ میر عبدالحی[4] است ؛ از بدو حال تا سرآغاز شباب بخدمت او می گذراند - چون آن مہ تابان[5] از نیرنگی سپہر زنگاری در پردۂ کسوف فنا متواری گردید ، این بابا چندی بہ تلاطم حوادث ساختہ[6] آخر بہ کنارۂ تالاب فرید آباد اقامت گزید[7] ؛

---

۱ - فصل گل میں بے سبب بلبل نہیں کرتی ہے دھوم؟
۲ - نالے مرے سے (مط)
۳ - سلیمان کے بارے میں علی لطف رقم طراز ہیں : ''وہی سلیمان کہ بالفعل شاہ سلیمان کرکے معروف تھا اور ادا کرنے میں راہ و رسم درویشی کے بہ شدت مصروف ، اس سور ضعیف نے عالم پیری اس کا ۱۲۰۱ھ...تھے کہ بلدۂ لکھنؤ میں دیکھا - اگرچہ ریش سفید اور قد خمیدہ رکھتا تھا لیکن اس کے انداز سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نے کسی وقت میں بڑے بڑے گردن کش سوئی کے ناکے سے نکالے ہوں گے -'' (گلشن ہند، صفحہ ۸۲)
۴ - میر عبدالحئی تاباں (مط)
۵ - چون مہ آن تاباں (مخ)
۶ - چندی حوادث بہ تلاطم ساختہ (مخ)
۷ - کردند (مخ)

چودھری آن جا بر حقیقت حالش اطلاع یافتہ بہ سلوکی کہ شایان خدمت باشد پیش آمد ۔ چنانچہ تا حال بہ لباس فقر بہان جائگاہ[1] بسر می برد :

تجھ سے ظالم سے ملا ، دیکھ تو طراری دل
کچھ بھی دھڑکا نہ کیا ، بل بے جگرداری دل

۱۱۳ - زار :

مغل بیگ ، زار تخلص ، از یاران میر محمد تقی است ۔ باوجود کم بضاعتی و نوشقی طرز کلامش خالی از انداز نیست :

مشہور تھے جو نالے میرے گلی میں اس کی
کوئی اور بھی جو روتا ، سمجھا کہ زار ہو گا

۱۱۴ - مائل :

میان مائل ، مہدی نام ، اصلش دارالخلافت شاہ جہان آباد است ۔ باوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ اتصاف دارد ۔ او را در سخن سرائی[2] طرز مخصوص است و از انجا کہ شعر خود از نظر شاہ قدرت‌اللہ قدرت[3] می گذرانید ، بہ پرتو صحبت آن یگانۂ زمانہ آتش شوق بہ کاشانۂ باطنش جلوہ افروزد :

اتنا میں مر کے دل سے ترے دور ہو گیا
اک دن بھی آ کے تو نہ سرگور ہو گیا
مائل کرے گا کب تئیں گالی کا اس کی ننگ[4]
اس بے ادب کا اب تو یہ دستور ہو گیا

---

۱ - جائکہ (مط)
۲ - سخن طوازی (مط)
۳ - شاہ قدرت اللہ خاں (مط)
۴ - 'اس کی ننگ' مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے ۔

جلوہ کرنے مدرسے ہی میں تو اے جانا نہ تھا
دیر بھی دیکھا تو تیرا خاص خلوت خانہ تھا
حال کہنے کی نہ دی گریہ نے فرصت رات تو[1]
آج پھر کہوا اُسے[2] مائل وہ کیا افسانہ تھا

غلط کہے ہیں کہ معشوق زر سے ملتا ہے
کرے ہے کام محبت سو زر نہیں کرتا
بتوں سے مل کے گنواتا ہے دین و دل مائل
یہ کافر آہ خدا کا بھی ڈر نہیں کرتا

نالے کو[3] ہم نے ضبط کیا ناصحا تو کیا
منہ سے تو رنگِ زرد چھپایا نہ جائے گا

اشک کی طرح گرا جب تو پھر اُٹھنا معلوم
میں وہ افتادہ نہیں ہوں کہ سنبھل جاؤں گا[4]
غیر کے پاس کھڑا تھا، میں کہا 'جا یاں سے'
کہنے لاگا کہ تجھے کیا ہے بے چل، جاؤں گا

تو تو مجھ پر ایک دم غصہ ہو پھر روتا رہا
شمع کی مانند ساری رات میں روتا رہا

---

۱ - رات کو (مط)
۲ - آج بھر کہہ اُس سے (بخ)
۳ - 'نالہ گو' بھی پڑھا جا سکتا ہے -
۴ - مط میں اس غزل کے تین شعر ہیں ؛ یہ شعر زائد ہے :
کیوں نکالے ہے مجھے ہر گھڑی اپنے گھر سے
میرے رہنے سے تجھے کیا ہے خلل، جاؤں گا

ہے قسمت جو تجھ دید سے دور رہنا
تو بہتر ان آنکھوں سے ہے کور رہنا
اگر یاد میں اس کی گریاں نہ ہو وہیں[1]
الٰہی ان آنکھوں میں ناسور رہنا[2]

کہے نہ تھا میں رہائی کی کیجیو نہ ہوس
قفس سے چھوٹ کے کچھ اے مرغِ ناتواں دیکھا[3]

معلوم کچھ نہیں دلِ غم‌خوار کی خبر
کیا جانیے کہ کیا ہے مرے یار کی خبر
بازاریوں نے گو تجھے کچھ کچھ کہا تو کیا
کب معتبر ہے کوچہ و بازار کی خبر[4]

کیا کیا کہوں میں تجھ سے دلِ زار کی ہوس
مشہور ہے جہان میں بیمار کی ہوس
بولے دے قیمت آگے ہی، اے دل بکا نہ جا
دیکھیں کہاں تلک ہے خریدار کی ہوس

---

۱ - نہ ہوں میں (مخ)
۲ - اسی ردیف و قافیہ میں ایک مطلع مط میں زائد ہے :
میاں تو اس آزار سے دور رہنا
ذرا اپنے بیمار سے دور رہنا
۳ - یہ شعر مط میں نہیں ہے -
۴ - مط میں اس غزل کا مقطع نہی ہے :
ہوجا نہ رفتہ رفتہ آپ عشق کارگر
مائل شتاب اے تو اس آزار کی خبر

عجب صحبت برار آئی ہے ان دونوں کی آپس میں
جدا یک دم نہیں رہتے جہاں ہو گل وہیں بلبل

سب یار ہیں تمہارے ، اغیار ہیں تو ہم ہیں
آنکھوں میں یاں سبھوں کی اک خار ہیں تو ہم ہیں
چنگا بھلا ہے تو تو پیارے تری بلا سے
آزار ہے تو ہم کو ، بیمار ہیں تو ہم ہیں

پیارے ساقیا دے مجھ کو بھر بھر جام گلشن میں
کہ دونا لطف رکھتی ہے[1] مے گل فام گلشن میں
مجھے آہ و فغاں ان ہم صفیروں کا خوش آیا ہے[2]
وگرنہ مجھ سے دیوانے کا ہے کیا کام گلشن میں

نالے میں شب کے فرض کیا میں اثر نہیں
اے آہِ صبح تو بھی تو کچھ کارگر نہیں
مائل سے یارو مردِ مسلماں یہ یہ ستم
اللہ کا بھی اس بتِ کافر کو ڈر نہیں

کچھ تعجب نہیں گر مر گیا مائل تیرا
بار[3] کیا لگتا ہے انسان کے مر جانے کو

کہتا نہ تھا میں باز آ ہر دم کی اس ہنسی سے
آخر گیا نہ ظالم اک بے گناہ جی سے

---

۱ - رکھے ہے (مط)
۲ - آتا ہے (مط)
۳ - یار (مط)

ہے واں کثرت سے پروانوں کی فانوس
جہاں وہ شوخ شمعِ انجمن ہے

دل بجاں عشق میں کچھ لطف و طرحداری ہے
ترے سر کی سوں مری جان بڑی خواری ہے

یاں دیکھو آئینہ تم واں منہ پہ آرسی رکھ
بیمار کی تمہارے کرتے ہیں دم شماری[1]

مارا[2] مجھے تو فکر نہ کر تو کہ یہ تو بات
مشہور ہے کہ مار کے پیچھے سنوار ہے

۱۱۵ - ممتاز :

واجب الاعزاز، حافظ فضل علی المتخلص بہ ممتاز - بہ بلند فطرتی موصوف و معاملہ دانی معروف است -

رباعی

ممتاز کہ ہے تمام ایک عجز و نیاز
دل کش ہیں ملاقات کی اس کے انداز
تنہا نہ اسے فن سخن میں ہے دست
ہر فن میں یہ فضلہ تعالیٰ ممتاز

---

۱ - یہ شعر مط میں نہیں ہے : مخ میں دوسرا مصرع مہمل اور ساقطالوزن ہے : تصحیح قیاسی کی گئی ہے -
۲ - 'مارا' مط سے ماخوذ ہے -

و ازآن جا کہ خلاصۂ طبیعتش مائل فقر و قناعت است باعتبار حیثیت[1] با فقیر مؤلف نسبتی خاص دارد ۔ الٰہی حق استعداد[2] از نعمت کونین نصیبش باد!

جست و جو سے ہم خوشی ہاتھ آٹھایا ہم نے
ورنہ کس چیز کو ڈھونڈھا کہ نہ پایا ہم نے

جان تو حاضر ہے اگر چاہیے
دل تجھے دینے کو جگر چاہیے[3]

۱۱۶ ۔ آرام :

رای پریم ناتھ نام ، خلف الرشید رای بشن ناتھ از قوم کھتری است ۔ ظاہر حالش چون طبیعت خویش موزون و موزونی طبعش از خوبی ظاہر افزون ۔ خطاط بی نظیر و کماندار عدیم المثال است ۔ والد شریفش کہ[4] پیشکاری دیوان تن دارد چون این عزیز را در وارسی معاملات بہ از خود دیدہ در حین حیات ولی عہد خویش گردانیدہ است ۔ غزل فارسی بہ کمال تازگی و پرکاری فکر کند و گاہ گاہ یک دو بیت ریختہ نیز سرانجام دہد :

ان بولنا[5] سجن کا میٹھا لگے ہے جی کو
خاموشی اُن لبوں کی گپ چپ کی ہے مٹھائی

---

۱ ۔ 'باعتبار حیثیت' مط میں نہیں ہے ۔
۲ ۔ موافق استعداد (مط) ۔
۳ ۔ مط میں ممتاز کا ایک شعر زائد ہے :
عشق کے غم سے کوئی عیش مقدم نہ سمجھ
یہ عجب طرح کی شادی ہے اسے غم نہ سمجھ
۴ ۔ دو (مط) ۔
۵ ۔ وہ بولنا (سح) ۔

۱۱۷ - آشنا[1] :

لختی از سخن طرازی آشنا است - بعضی اشعار از نتائج فکرش ہم رنگ و تہہ دار می‌برآید :

جو کوئی کہ چشمِ تر نہیں رکھتا
دردِ دل سے خبر نہیں رکھتا
کس طرح دل میں جا کروں اُس کے
نالہ میرا اثر نہیں رکھتا
آشنا کے تو حال سے ظالم
اک ذرا بھی خبر نہیں رکھتا

کبھو تو مہرباں ہو ہم پہ اے بت
کہ آخر ہم بھی ہیں بندے خدا کے

جوں نگیں مجھ کو رکھ تو سینہ فگار
کہ ترا اس میں نام ہوتا ہے

عشق ہے ، خوب نہیں اتنی بھی جلدی اے دل
دیکھ 'نو بھی تو[2] گرفتار کہاں ہوتا ہے
آشنا حیف تری قدر نہ جانی اُن نے
ورنہ تجھ سا تو وفادار کہاں ہوتا ہے

نہیں معلوم کس کے غم میں ہے یہ بےقرار اتنا
نہ پایا اس دلِ بے تاب[3] کا کچھ مدعا ہم نے

---

۱ - غالباً یہ میر زین العابدین عرف میر نواب ہیں جو گردیزی کے احباب میں تھے -
۲ - دیکھ تو لے تو (مط) -
۳ - 'دل بے تاب' مط سے ماخوذ ہے -

آشنا کیا بنے گی آخر کو
تجھ سے خانہ خراب کی صورت

عالم میں جو کوئی ہے[1] نالاں ہے تجھ ستم سے
ہاتھوں سے تیرے شکوہ ظالم کہاں کریں ہم

آشنا ، وہ نہ ہووے گا ترا
یاد رکھیو تو عاشقوں کی بات[2]

۱۱۸ - سید :

میر یادگار علی ، سید تخلص ، جوانی است سپاہی پیشہ از سادات قصبہ[3] بہادر پور کہ از مضافات[4] ضلع میوات است - طبع موزوں دارد - اکثر غزل ریختہ فکر کند ، و ازان جا کہ متصل فقیر خانہ می باشد[5] ہمیشہ اتفاق ملاقات می‌شود - خدایش زندہ دارد!

خدا کے واسطے صیاد تہ کر اب تو دام اپنا
کہ گلشن سے لیا ہے تو نے خاطر خواہ کام اپنا

شورشیں باقی ہیں دل میں تس پہ آتی ہے بہار
دیکھیے کیا کیا شگوفے اب کے لاتی ہے بہار

کیا اب امید کریں وصل کی مرتے مرتے
عمر تو کٹ گئی دکھ بجر کے بھرتے بھرتے

---

۱ - ہے جو کوئی (مط) -
۲ - یہ شعر مط میں نہیں ہے -
۳ - کہ مشہور (مط) -
۴ - بباشد (مط) -

کیا کہوں اپنے میں منحوسی طالع سے کہ چغد
آوتا ہے مرے ویرانے میں ڈرتے ڈرتے

میاں سرمایہ اپنی مفلسی کا
یہی اک دل تھا سو تیری نظر ہے !

۱۱۹ - [مجذوب[1] :

نور بصر میاں غلام حیدر ، خلف الرشید حضرتم میرزا صاحب است - طبع سلیم وفہم درست دارد[2] - اگرچندی مشق سخن خواہد کرد بہ پایہ[3] والای سخن وری خواہد رسید - او را بافقیر سوائی نسبت اتحاد والد بزرگوار اخلاص دلی است - خدایش زندہ دارد!

عام از بسکہ تری شوخی و بےدادی ہے
جو کوئی ہے سو ترے ہاتھ سے فریادی ہے
پوچھتا کیا ہے خبر مجھ سے جہاں کی اے یار
سب ہے اوجڑ ، ترے کوچے میں اک آبادی ہے

۱۲۰ - جنون و کافر[4] :

میر علی تقی ، پیش ازیں جنون تخلص می کرد ، از چندی لفظ کافر را تخلص خود قرارداده بر سبیل التزام در ہر شعر درج

---

۱ - غلام حیدر کا یہ تخلص تذکرہ ہائے میر حسن اور قدرت اللہ قاسم وغیرہ میں درج ہے - مرزا رفیع کے اس متبنیٰ نے 'سودا' کی رعایت سے ('مخزن نکات' کی تالیف کے بعد) اپنے لیے 'مجذوب' تخلص اختیار کیا ہوگا -

۲ - نسخہ میں اس کے بعد صرف یہ فقرہ ہے : ''اگر دنبال انداز گوئی والا ہمتی گیرد باندک روی اصلاح پزیرد -''

۳ - پایہ (مح) تصحیح قیاسی -

۴ - نسخہ میں یہ ترجمہ شامل نہیں ہے -

می‌نماید و اشعار خود را 'کافر ٹپک' گفته ، در مجالس و محافل می خواند ۔ چنانچه یکی از 'کافر ٹپکه' هاش اینست :

نگه تیکھی تو تھی ہیں تسپہ مژگاں بھی سجیلی ہیں
یہ کافر انکھڑیاں تیری عجب پیارے نکیلی ہیں

کس کس طرح بتوں کی صورت نے رنگ پکڑے
کافر ان انکھڑیوں نے دیکھے ہیں کیا جھمکڑے

۱۲۱ ۔ شاداب :

لالہ‌خوش‌وقت‌رای[1]، شاداب ، مولد او قصبہ چاند پور است ۔ بیولای استعدادش قبول تربیت بآسانی کند ۔ از نثر نویسی نصیبہ وافی اندوختہ باقران و امثال خود باعزاز و امتیاز بسر می‌برد ۔ و ازان جا کہ بسیار مؤدب و مہذب است جای او درخلوت سرای دلها خالی است ۔ گاه گاه بایمای فقیر بہ گفتن ریختہ می‌گراید :

دیکھ اُس کے منہ پہ زلفِ سیہ فام کے تئیں
کیا زیب دی ہے کفر نے اسلام کے تئیں
بس ہوچکی شفا تو دلِ زار کے تئیں
اے کاش موت ہو ترے بیمار کے تئیں
کہتا ہمیں نہ شیخ کہ پڑھ قبلہ رو نماز
گر دیکھتا اُس ابروے خم‌دار کے تئیں

جب تلک ہو کام مژگاں سے تو ابرو مت چڑھا
تیر کے ہوتے بھی کھینچے ہے کوئی تلوارکو

---

۱ ۔ لالہ جسونت رای (مخ) ۔

۱۲۲ - وفا :

مقبول خاطر ارباب صفا ، لالہ نول رای متخلص بہ وفا، جوانیست نوخاستہ بہ جمیع صفات آراستہ و پیراستہ - جدت ذہن و جودت فہم ، اصابت رائی ولطافت مزاج بہ مرتبۂ اتم دارد - مہین برادرش راجہ گلاب رای[1] دیوان مدارالمہام امیر الامرا نواب نجیب‌الدولہ بہادر[2] است و این عزیز بہ تحصیل بعضی پرگنات آن روی گنگ نیز اشتغال دارد - طلب برکمال دامن گیر حال اوست - گہ گاہ دو سہ مصراع ریختہ بشستگی و رفتگی سرانجام دہد و مشق سخن پیش فقیر می کند[3] :

عارض پہ تمہارے یہ پسینا
ہیرے کا ہے لعل پر نگینا

---

۱ - لالہ نول رائے اور راجہ گلاب رائے کے باہمی رشتے کی نوعیت سے متعلق تذکروں میں اختلاف پایا جاتا ہے - قائم کے مطبوعہ نسخے میں ''مہین برادرس زادہ راجہ گلاب رائے'' ہے - عشقی ، علی ابراہیم اور محسن نے گلاب رائے کو وفا کا بڑا بھائی بتایا ہے جب کہ ذکا ، بے جگر اور عشق و مبتلا میرٹھی ، وفا کو راجہ گلاب رائے کا بھتیجہ قرار دیتے ہیں — اور یہی قرین قیاس ہے - میر حسن نے بھی گلاب رائے کو وفا کا چھوٹا بھائی لکھا ہے جو بہر حال صحیح نہیں ہے -

۲ - نواب نجیب‌الدولہ دو مرتبہ میر بخشی کے منصب پر فائز ہوئے پہلی بار ۳ - اپریل ۱۷۵۷ء سے ستمبر ۱۷۵۷ء تک اور دوسری بار اپریل ۱۷۶۱ء سے ۳۱ اکتوبر ۱۷۷۰ء یعنی تاریخ وفات تک - اس دس سالہ مدت میں موصوف امیر الامراء کے علاوہ نائب السلطنت بھی رہے -

۳ - ''مشق سخن پیش فقیر می کند'' مط میں نہیں ہے -

اس غم میں[1] اگر رہا سلامت
پتھر سے بھی سخت ہے یہ سینا

کہیے ہے کس سے دل احوال اپنا
پڑا ہے یاں ہمیں جنجال اپنا
خجل ہوں ابر دریا بار[2] کتنے
نچوڑوں ٹک اگر رومال اپنا

ہووے گا دل سے محو غمِ یار کب تلک
کیوں ہم نشیں یہ جائے گا آزار کب تلک[3]

شعلہ درہم باو سے ہوتا نہیں اے ہم نشیں
شمع سر دھنتی ہے کر کر یاد پروانے کے تئیں

کس گلِ تازہ نے اس باغ میں کی جلوہ گری
ہم زرِ داغ سے جس کے نہ خریدار ہوئے

---

۱ - اس غم میں بھی (مط)
۲ - ابر طوفاں بار (مط)
۳ - مط میں یہ شعر زائد ہے :
کہنے لگا وہ سن کے مرا نالہ و فغاں
یا رب جیے گا یہ مرا بیمار کب تلک
اس شعر کے علاوہ مط میں زائد اشعار کی تعداد گیارہ ہے :
بت خانے میں ، وہی ٹھکانا ہے ، ناچار ہو گیا ، وہ بیزار ہو گیا ، بیکاری سے ، ہشیاری سے ، اغیار دم بہ دم ، کس نظر سے ، گھر سے ، ہر یک رنگ میں ، نام و ننگ میں ۔
دونوں نسخوں میں ۴۳ اشعار مشترک ہیں اور مخ میں چار نئے شعر ہیں (یعنی شعر ۱۹ ، ۲۲ ، ۳۰ اور ۴۶) ۔

پوچھو ہو کیا کہ حال ترا کس طرح سے ہے
کیا جانتے نہیں ہو میاں جس طرح سے ہے

کل دل کو لیا ، مُکر گئے آج
بس آپ کا اعتبار دیکھا

ہے جلوہ گر وہ ہم میں پر آلودگی سے دور
جس طرح عکس آب میں ہو ماہتاب کا

ہوتے تو دل سہج میں گرفتار ہو گیا
اب چھوٹنا یہ زلف سے دشوار ہو گیا[1]
سمجھے صفائے شست[2] تری چشم کا وہی
جس کے جگر سے تیرِ نگہ پار ہو گیا

اتنی ہی چشم کے تئیں تابِ نظر نہیں
ورنہ وہ آفتاب کہاں جلوہ گر نہیں
حسنِ عمل پر اپنے نہ بھول اس قدر کہ شیخ
واں کے معاملے سے کسی کو خبر نہیں

الفتِ دل کیا زیادہ ہم سے ہے اغیار کی
رنجھ بھی لیکن نرالی ہے کچھ اپنے یار کی

---

۱ - یہ مصرع مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے ۔
۲ - شصت (مط)

آیا کدھی[1] نہ ہوش میں اپنے تمام عمر
پیارے وفا تھی زور ہی[2] مستانہ ہو گیا

عشق میں امتیازِ رتبہ نہیں
خاکپائے ایاز ہے محمود
بت سے لیتے ہیں کار حضرت حق
شیخ ٹک دیکھ اعتقادِ بنود[3]

جون قاصد کی تو آساں ہے پہ یہ کہہ کہ میاں
کب سے جگ میں اس (حسیں سے ؟) نامہ و پیغام نہیں

دل کوکہیں ہے[4] جی میں گرفتار کیجیے
یعنی کسو صنم کے تئیں پیار کیجیے
گر مانگتا ہے جی کے تئیں ، دیجیے وفا
کیا چیز ہے کہ دوست سے انکار کیجیے

رفیقِ ہرزہ گو ہے دشمنِ جاں
بلا رہزن کو ہے نالہ جرس کا
حباب آسا نہ بھول[5] ہستی پر اپنی
کہ غافل کیا بھروسہ ہے نفس کا

---

۱ - کھڑی (مط)
۲ - وفا بھی روز ہے (مط)
۳ - بنوز (مط)
۴ - کہیں ہیں ؟ کہیے ہے ؟
۵ - بھول (مخ و مط) تصحیح قیاسی -

دکھ نہ دے اس قدر وفا کے تئیں
عاقبت وہ بھی جان رکھتا ہے

اپنی غرض کو ہم و تسبھی کچھ سہیں گے لیک
ہوتی ہے گالیوں سے تمھاری زباں خراب

بس کہ اپنے انقلابِ بخت سے ڈرتے ہیں ہم
بسترِ گل پر بھی لرزاں ہی قدم رکھتے ہیں ہم[1]
کل کا وعدہ گر کیا بھی ان نے اے محرم تو کیا
یاں تو بے تابی سے دل کی آج ہی مرتے ہیں ہم

اک راہِ کوے زلف سو سر بستہ اے وفا
ہم آہ کس طرف کے تئیں لیں سراغِ دل

نوبت غمِ فراق میں پہنچی ہے جاں تلک
ظالم شکیب و صبر پھر آخر کہاں تلک

اے ناخدا وہ سعی کہ اس موجِ خیز سے
یہ کشتیِ شکستہ ہماری بھی پار ہو

اس کو منظور یاں سے جانا تھا
گریہ میرا فقط بہانا تھا
دل نہ کرنا تھا اس طرح سے خراب
عاقبت وہ ترا ٹھکانا تھا

---

۱ - دھرتے ہیں ہم (سط)

پھول بہتے لبِ دریا جو نہ دیکھے ہوں تو آ
ساتھ آنسو کے ہیں یاں قطرۂ خوننابِ رواں
کشت اپنی نہ ہوئی سبز[1] فلک سے گاہے
ہے وفا آٹھ پہر گرچہ یہ دولاب رواں[2]

عدم کے جانے سے کیا حیف ہے عزیزاں کے
کہ کوچ ادھر ہی کو ہے صبح و شام اپنا بھی

بیچے ہے یک نگاہ پہ دل کے تئیں وفا
لینا ہو گر تمھیں تو کچھ اتنا گراں نہیں

حالِ دل کیوں کہ وفا اس سے کہوں[3] خلوت میں
جی دھڑکتا ہے کہ کوئی پسِ دیوار نہ ہو

راضی وہ ہو کے رات سہج میں بچل گیا
عنقا پھنسا تھا دام میں لیکن نکل گیا
اتنا نہ تنگ ہو مرے رہنے سے یاں کہ میں
یہ ہی نہ شوخ گر نہ گیا آج ، کل گیا

شعلہ زن ہے ہمیشہ داغ اپنا
بجھ نہیں جانتا چراغ اپنا
یاں تک از خویش رفتہ ہوں کہ مدام
آپ کرتا ہوں میں سراغ اپنا

---

۱ - سیر (مخ)
۲ - ہے وفا آٹھ پہر کوچہ دولاب رواں (مط)
۳ - کیوں کہ کہوں اس سے وفا (مط)

ساتھ تجھ سے کے اگر مہر و وفا کی ہم نے
عفو کر عفو کہ اے شوخ خطا کی ہم نے
عقدے پر عقدے کیے چرخ نے مضبوط اگر
اک گرہ رشتۂ مقصود سے وا کی ہم نے
ڈر ہے اس وقت کا ظالم کہ لہو مل منہ سے
جس گھڑی رو بہ فلک ہو کے دعا کی ہم نے
درد نے دل کے سر مو بے تفاوت نہ کیا
اپنی سی کتنی ہی دارو و دوا کی ہم نے

نہ لے جوں سانس بعضا صید آ کر دام کے نیچے
وہی حالت ہے تجھ غم میں گرفتارِ محبت کی

نہ کشتی پار ہی بہہ کر گئی اپنی نہ وار آئے
ہوئے ہم غرق دریا اس گھڑی جب حینِ دھار آئے

۱۲۳ - بیتاب :

سنتوکھ رای بیتاب ، کم دماغ وخلوت دوست است - رنگ سخن و ربط کلام نیکو فہمد - شعرش روز بہ روز در ترقی است - انشاءالله تعالیٰ بزعم ناتوان بینی روزگار بہار فکرش در اندک مدتی[1] رنگ دیگر پیدا خواہد کرد - با فقیر قدم دوستی دارد و شعر خود نیز از نظر این ہیچ مداں می گزراند[2]-اوتعالیٰ بر عمرش بیفزاید! ازوست[3] :

---

۱ - در اندک مدت بہار فکرش (مط)
۲ - 'و شعر خود . . . . . می گزراند' مط میں نہیں ہے -
۳ - مخ میں بیتاب کے ۱۸ شعر ہیں جن میں سے ۱۷ شعر مشترک ہیں
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

نہ رہے باغِ جہاں میں کبھی آرام سے ہم
پھنس گئے قیدِ قفس میں جو چھٹے دام سے ہم
اپنے مذہب میں ہے اک شرط طریقِ اخلاص
کچھ غرض کفر سے رکھتے ہیں نہ اسلام سے ہم

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)
اور ایک زائد (پندھرواں شعر)؛ مخ میں مندرجہ ذیل دس شعر زائد ہیں (کل اشعار ۲۷ ہیں):

مدت سے انتظار میں اپنی کٹی ہے یاں
اب تک جو ہم نہ آئے الٰہی کہاں رہے

یوں رہے ہے شامِ غم کا اس دلِ محزوں کو چاؤ
جس طرح کٹتی ہیں گھڑیاں اہلِ صوم افطار کی
میں تو اے بیتاب توبہ کی نہیں دینے* سے مے
گو کہ نادانی سے اپنی میں نے استغفار کی

محت اب تلک رکھتی ہے یہ تاثیر مجنوں کی
کہ بن لیلیٰ نہیں کھنچتی کہیں تصویر مجنوں کی
نہ ہو یا رب جدا سر سے مرے اس زلف کا شانہ
ہے نا معمول نیچے بید کے تصویر مجنوں کی
کسی لیلیٰ منش کو تو نہ اب بیتاب دل دیجو
کہ دیوانے نصیحت ہے یہ اپنے پیر مجنوں کی

میں گو افتادگانِ کوے نومیدی سے ہوں لیکن
توقع ہے قوی تیرے کرم کی دستگیری سے

---

* پینے ؟ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

گو کہ تجھ لطف کے قابل دلِ رنجور نہیں
پر تری بندہ نوازی سے یہ کچھ دور نہیں
قصرِ شہ دیکھا میں اور کلبۂ درویش بھی یاں[1]
بہرِ آرام کوئی خانہ بہ از گور نہیں

محبت کی بھی کچھ ہوتی ہیں کیا اے ہم نشیں راہیں
کہ خوباں یوں ہمیں دکھ دیں ، ہم ان کو اس طرح چاہیں

ادھر نالہ کیا اودھر وہ مضطر ہو چلا آیا
عجب دن تھے وہ جن روزوں میں رکھتی تھیں اثر آہیں

کر کشاکش[2] سے نفس کی دل کا روشن آئنہ
مصقلہ کے فیض سے ہوتا ہے آہن آئنہ
اہلِ دل تزئینِ ظاہر کے نہیں طالب ، کہ دیکھ
خانۂ چوبیں میں نت رکھتا ہے مسکن آئنہ

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

عشق میں گاہے عسل کی نیش ہے
نت نیا یاں ماجرا در پیش ہے
شب مجھے رہنے دے کیونکر اپنے پاس
گو ہے وہ لڑکا پہ دور اندیش ہے

خدا کسی کو گرفتار زلف کا نہ کرے
نصیب میں کسی کافر کے یہ بلا نہ کرے

۱ - یہ مصرع مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے -
۲ - کشائش (مخ)

آہ دی سینے میں آتش کون سے بے درد نے
دل سے لے کر منہ تلک گھمڑا ہوا[1] اک دود ہے
دل کے ہی مقبول کو بیتاب یاں ہر جا قبول
وائے اس پر جو کہ اس درگاہ کا مردود ہے

سبزے پر اس کے خط کے نہ مارا گیا میں ایک
اس گل زمیں میں کھیت ہزاروں جواں رہے
جی میں ہے اس کے باب میں اب پھر نہ بولیے
لیکن کسی طرح جو[2] یہ کافر زباں رہے

خانۂ مسجد بنا کرنے سے کیا حاصل یاں شیخ
کاش اس جاگہ دکاں ہوتی کوئی خمّار کی
میں اور اقبال عشق کا اُس کے، یہ کیا ممکن تھا لیک
عقل نہیں رہتی جب آتی ہے گھڑی ادبار کی

لے چکو دل کو ایک بوسے پر
دیکھتے کیا ہو جنس سستی ہے

جیب سے لے ناف تک یہ شیخ جی
ریش ہے یا ایں کہ دانہ کیش ہے

رباعی

یاں آ کے ہم اپنے مدعا کو بھولے
مل مل غیروں سے آشنا کو بھولے

---

۱ - اُمڈا ہوا (مط)
۲ - لیکن کسی طرح سے جو (مخ)

دنیا کی تلاش میں گنوائی سب عمر
اس مس کی طلب میں کیمیا کو بھولے

۱۲۴ - منت[1] :

قمرالدین المتخلص بہ منت ، نوجوانی است از نجیب زادہای بلدۂ سونی‌پت - آثار فراست و شواہد کیاست از جبین نور آگین ہویدا و استعدادات جمیع مراتب کمال از (بیولای) مزاجش پیدا - از بدو شباب بہ قافیہ سنجی مشغول است و مشق سخن پیش‌فقیر مؤلف می‌نماید - حسن قافیہ اش دال است برآن کہ بعد مشق رشدِ کافی و حظِ وافی از سخن دانی بہم خواہد رسانید - ازوست:

منت ایسے کو دل دیا تو نے
اے مری جان کیا کیا تونے

۱۲۵ - حیرت[2] :

مراد علی حیرت ، من متوطنان[3] بلدۂ مرادآباد است - طبعش با شعر و شاعری مناسبتی درست دارد - اگر زمانہ او را بطورش خواہد گذاشت کلامش رنگی و لطفی[4] پیدا خواہد کرد :

کہاں ہے شیشۂ مے محتسب خدا سے تو ڈر
مری بغل میں جھلکتا ہے آبلہ دل کا[5]

---

۱ - منت کا ترجمہ مط میں شامل نہیں ہے - ان کا انتقال کلکتے میں ۱۲۰۸ھ میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے -

۲ - حیرت کا احوال بھی مط میں نہیں ہے - مصحفی کے بیان کی روشنی میں ان کا انتقال قیاساً ۱۱۸۵ھ میں ہوا -

۳ - من متوطن (مخ) تصحیح قیاسی - م - لطفش (مخ) تصحیح قیاسی -

۵ - چمنستان‌شعرا(شفیق) اور گلزار ابراہیم(علی‌ابراہیم) میں یہ شعر قائم سے منسوب ہے اوران دونوں تذکروں کے حوالے سے راقم نے یہ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

۱۲۹ - شاکرا :

محمد شاکر ، شاکر تخلص ، از یاران محمد علی حشمت است - در علم نجوم بصارتی تمام دارد و بہ مقتضای موزونی طبیعت گاہ گاہ یک دو مصراع ریختہ و فارسی نیز موزون کند - و از آن جا کہ وطن او قصبۂ اعظم پور ، باشتہ[۲] است ، بنا بر نسبت قربِ وطن و دیگر مناسبتی کہ دارد اکثر برای دیدن فقیر می‌آید - حق تعالیٰ جل‌شانہ لالہ بر عمرش بیفزاید! ازوست :

کیا پوچھے ہے حال بلبلوں کا
جو ان پہ گزرتی ہے گزر لے
گلچیں تجھ سے کیا ، تری بلا سے
گل توڑ کے تیں تو گود بھر لے

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)
شعر کلیات قائم (جلد اول ، حاشیۂ متن صفحہ ۲۳) میں شامل کیا ہے ، لیکن تذکرۂ قائم کی روشنی میں یہ شعر قائم کی بجائے حیرت کا قرار پاتا ہے - ایک اور شعر (آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا - الخ) شفیق ہی کے حوالے سے کلیات قائم ، جلد اول ، صفحہ۵۳ پر درج ہے - یہ شعر بھی قائم کا نہیں بلکہ سودا کا ہے -

۱ - شاکر کا ترجمہ بھی مطبوعہ میں نہیں ہے -

۲ - اعظم پور اب تحصیل حسن‌پور ضلع مراد آباد میں، مراد آباد سے ۳۲ میل شمال مغرب میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے - پہلے یہ ایک پرگنہ تھا جس کا بیشتر حصہ اب تحصیل و ضلع بجنور میں شامل ہے - باشتہ تحصیل و ضلع بجنور کا ایک پرگنہ ہے اور قائم کے وطن چاند پور سے چھ میل جانب جنوب مغرب واقع ہے (اضلاع مراد آباد اور بجنور کے گزیٹیر ملاحظہ ہوں) قائم کے زمانے میں اعظم پور کا قصبہ بھی پرگنۂ باشتہ میں شامل ہوگا -

۱۲۷ - [رند[1]] :

خان رفیع الشان ، مہربان خان بہادر ، جوان خوش ظاہر و باطن ، پسر خواندہ نواب امیر الامرا غالب جنگ محمد احمد خان بہادر است - ذہن سلیم و طبع مستقیم دارد - اکثر بہ مقتضای موزونی طبیعت با شعر و سخن و اہلِ آن الفت تمام دارد - چنان چہ میر سوز وغیرہ دو سہ شاعر ریختہ از قدیم بخدمت او می‌بودند ، درین اثنا یگانۂ جہان ، اشرف زمان حضرتم مرزا محمد رفیع سودا سلمہ اللہ تعالیٰ بہ رفاقت وزیرالممالک نواب غازی الدین خان بہادر در بلدۂ فرخ آباد رسیدند ، خان موصوف از نواب وزیر درخواستہ مرزای موصوف را بہ رفاقت خود گرفت - از آن جا کہ تربیت اہل کمال را اثری تمام است سخنش این ہمہ ترقیات نمایاں کرد کہ بالفعل شاعر زبردست را از عہدۂ آن بر آمدن دشوار است - چنان چہ در ردیف و قوافی مشکل زمین غزلِ تازہ می پیماید و داد سخن وری می دہد - حق تعالیٰ سلامتش دارد ! ازوست :

کسی نے روم لی قسمت میں کوئی شام لے آیا
ہمیں لے[2] کچھ نہ آیا ایک تیرا نام لے آیا

۱۲۸ - قائم :

آلودۂ انواع جرائم ، فقیر مؤلف قیام‌الدین علی (؟) قائم[3] - ہر چند از باشندگان قصبۂ چاند پور است اما از بدو شعور تا باین حال بہ توسل نوکریِ پادشاہی بہ دارالخلافت شاہ جہان آباد

---

۱ - مہربان خان رند کا ترجمہ مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے۔
۲ - پر ؟
۳ - قیام الدین قائم (مط)

گزراند و لیل و نهار بمقتضای مناسبت به صحبت سخن سنجان عالی مقدار بسربرده - دربن ایّام که رشتهٔ سلک انتظام مردم پادشاهی به صدمهٔ انقلاب سلطنت ازهم گسیخت و هر یکی چون لآلی آب دار بر خاک مذلّت افتاده ، رو به هرسو نهاده ، چار و ناچار بلکه بی‌اختیار ارادهٔ سفر بر رای اقامت غالب آمد ، فرصت را غنیمت انگاشته مصمم ساخت که لختی از روزنامچهٔ اعمال و برخی از جریدهٔ احوال سخن‌وران متقدم و حال بقید قلم[۱] در آورده در حالت جدائی انیس تنهائی سازد - بالجمله بعد جدِ بسیار و کدِ بیشمار ترقیم ابیات و تصحیح حالات هر کدام[۲] میسر گردید و این طیلسانِ هزار مروارید بدین هیئت مجموعی در نظر ارباب بصر جلوه‌گری بخشید[۳] - او سبحانه تعالی این فصاحت صد زبان[۴] را به دست آرزومند هر جنس سخن اندازد و از چشمِ بدِ نا فهم مصئون داشته ، به حفظ و حمایتِ خویش محفوظ سازد :

یارب ! این آرزوی من چه خوش است
تو بدیں آرزو مرا برسان

می‌خواستم که باوجود اشعار اعزه باستکتاب[۵] ابیات خویش نه پردازم و دل هوس بیمار را ازین اندیشهٔ فضول خالی سازم

---

۱ - احوال هر کدام بقید قلم (مط) -
۲ - حالات سخن وران متقدم و حال (مط) -
۳ - این طی لسان هزار پیوند بدیں ابیات مجموعی به نظر ارباب بصر جلوه‌گری بخشد (مط) -
۴ - مصاحب صد زبان (مط) - بضاعت صد زبان ؟
۵ - با استکتاب خویش (مط) -

چہ نورِ نجوم در برابر ماہ تابان معدوم است و جاوۂ ذرہ بحضور خورشیدِ رخشان معلوم ، اما بہ حکم استاد[1] کہ گفتہ است :

بہ دریای لو لو صدف نیز ہست
درختی بلند است در باغ و پست

جسارتی بکار رفت ۔ من غریبانہ :

دل پا کے اس کی زلف میں آرام رہ گیا
درویش جس جگہ کہ ہوئی شام رہ گیا
قسمت تو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہاں کمند
کچھ دور اپنے ہاتھ سے جب بام رہ گیا
نے تجھ پہ وہ بہار رہی اور نہ یاں وہ دل
کہنے کو نیک و بد کے اک الزام رہ گیا[2]

اے ابر اپنے[3] گریہ میں جس وقت جوش تھا
جو قطرہ اشک کا تھا سو طوفاں بہ دوش تھا
کس کی نگاہ گرم تھی گلشن پہ اے نسیم
شبنم سے برگِ گل ، لبِ تب خالہ جوش تھا
کُو نوحہ گر کہ خاک پہ میری ہو گرم شور
تھا اک چراغِ گور سو وہ بھی خموش تھا[4]

---

۱ ۔ بہ حکم کلیۂ استاد (مط) ۔
۲ ۔ مط میں اس غزل کا ایک شعر (جھگڑے میں ہم ۔ الخ ۔) زائد ہے
۳ ۔ مخ میں صرف شروع کے تین لفظ ہیں اور اس ناتمام شعر پر یہ مخطوطہ تمام ہو جاتا ہے ۔ مطبوعہ نسخے میں قائم کے مزید ۲۶ اشعار کا انتخاب شامل ہے جو اس کے بعد درج ہیں ۔
۴ ۔ مط میں قائم کی غزل نمبر ۹ کے پانچویں شعر کا پہلا مصرع تغیر لفظی کے ساتھ اور چھٹے شعر کا دوسرا مصرع خلط ملط ہو گئے ہیں ۔

پھیر کے جو وہ شوخ نظر کر گیا
تیر سا کچھ دل سے گزر کر گیا
خاک کا سا ڈھیر سرِ رہ ہوں میں
قافلۂ عمر سفر کر گیا
جوں شرر کاغذِ آتش زدہ
شامِ غم اپنی میں سحر کر گیا

جلوہ چاہے ہے اسے[1] اس بتِ ہرجائی کا
نہ[2] پریشاں نظری جرم ہے بینائی کا
چھوڑ تنہا مجھے یارب انھیں کیوں کر گزری
غم جنھیں آٹھ پہر تھا مری تنہائی کا
عار ہے ننگ کو مجھ نام سے سبحان‌اللہ !
کام پہنچا ہے کہاں تک مری رسوائی کا

ٹکڑے کب غم نے یہ جگر نہ کیا
نہ کیا نالہ ہم نے پر نہ کیا
دل سے طوفانِ گریہ امڈے ہزار
ہم نے پر اک مژہ کو تر نہ کیا
پائے دیوارِ دوست اک مدت
ہم بھی کاٹی پہ نالہ[3] سر نہ کیا
موجِ گرداب کی طرح ہم نے
گھر سے باہر کبھو سفر نہ کیا

---

۱ - جلوہ کس جا پہ نہیں (مط)
۲ - یہ (مط)
۳ - ہم نے کاٹی (مط) -

کارِ دنیا پڑا سپہر کے ہاتھ
جب کہ ہم نے یہ دردِ سر نہ کیا
دل نہ دینا ہی خوب تھا ، پر حیف
ہم نے یہ سوچ پیش تر نہ کیا
دوس کیا دیجے چور کو قائم
بند گھر کا میں آپ در نہ کیا

ٹوٹا جو کعبہ کون سی یہ جائے غم ہے شیخ
کچھ قصرِ دل نہیں کہ بنایا نہ جائے گا

ہے آپ سے بھی توقع غلط کہ ناخنِ فلس
کبھی نہ کھینچتے دیکھا میں خارمایی کا
کہاں ہے[1] دیدۂ گریاں کہ اب بقیہ عمر
کریں علاج ہم اس اپنی روسیاہی کا
فلک جو دے تو خدائی بھی لے نہ اب قائم[2]
وہ دن گئے کہ ارادہ تھا بادشاہی کا

میں نہ وہ ہوں کہ تنک غصے میں ٹل جاؤں گا
ہنس کے تم بات کرو گے میں بہل جاؤں گا[3]
ہم نشیں ، کیجیو تقریب تو شب باشی کی
آج کر نشے کا حیلہ میں مچل جاؤں گا

---

۱ - کہاں ہیں (مط) -
۲ - خدائی کو لے ہے قائم (مط) -
۳ - سنبھل جاؤں گا (مط) -

دل مرے ضعف پہ کیا رحم تو کھاتا ہے کہ میں
جان سے اب کے بچا ہوں تو سنبھل جاؤں گا
سیر اس کوچے کی کرتا ہوں کہ جبریل جہاں
جا کے بولا کہ بس اب آگے میں جل جاؤں گا

اب جو کوچے سے تیرے جائے گا
کچھ سمجھ کر ہی پھیر آئے گا
دل کہاں تک اٹھائے جور ترے
تجھ سے اب دل ہی کو اٹھائے گا
خس نمط ساتھ موج کے لگ لے
بہتے بہتے کہیں تو جائے گا

ضمیمہ

تذکرۂ میر ، تذکرۂ گردیزی ، اور تذکرۂ قائم ، شعرائے اردو کے اولین تذکروں میں ہیں ۔ یہ تذکرے ایک ہی زمانے میں اور ایک ہی مقام پر قلم بند کیے گئے ۔ اس ضمیمے میں ان تینوں تذکروں میں شامل شعرا کی فہرست یک جا پیش کی گئی ہے ۔ جن شعرا کے سنِ وفات تحقیق ہو سکے ، وہ بھی درج کر دیے گئے ہیں ۔

صفحات کے حوالے ، تذکرۂ میر ، طبع دوم ۱۹۳۵ع ؛ تذکرۂ گردیزی مطبوعہ ۱۹۳۳ع ؛ اور تذکرۂ قائم ، زیر نظر ، سے دیے گئے ہیں ۔

[تینوں تذکروں کی مجموعی کیفیت : تذکرۂ میر میں ۱۰۳ شعرا کے تراجم ہیں ، تذکرۂ گردیزی میں ۹۷ (قزلباش خاں امید کا ترجمہ شمار نہیں ہو گا) اور تذکرۂ قائم میں ۱۲۸ - تینوں تذکروں میں ۶۱ شعرا کا احوال مشترک ہے - ان ۶۱ شعرا کے علاوہ ۱۰ شاعر میر اور گردیزی میں ، ۱۶ میر اور قائم میں ، اور ۴ گردیزی اور قائم میں ، مشترک ہیں - ۱۶ شاعر ایسے ہیں جو صرف تذکرۂ میر میں ، ۲۲ صرف تذکرۂ گردیزی میں ، اور ۴۷ صرف تذکرۂ قائم میں شامل ہیں]

الف

۱ - آبرو ، شیخ نجم‌الدین عرف شاہ مبارک (متوفی ۱۱۴۶ھ/ ۱۷۳۳ع) میر صفحہ ۹ ،گردیزی صفحہ ۸ ، قائم صفحہ ۳۴ -

۲ - احسن ، احسن‌اللہ ، معاصر آبرو و مضمون : میر صفحہ ۲۷ ، گردیزی صفحہ ۱۸ ، قائم صفحہ ۵۵ -

۳ - احمد گجراتی ، معاصر ولی (تذکرۂ میر میں 'احمدی' ہے) میر صفحہ ۹۷ ، قائم صفحہ ۱۸ -

۴ - آرام ، رائے پریم ناتھ کھتری ، معاصر میر و مرزا : قائم صفحہ ۱۸۳ -

۵ - آرزو ، سراج‌الدین علی خاں (متوفی ۱۱۶۹ھ/۱۷۵۶ع) میر صفحہ ۳ ، گردیزی صفحہ ۶ ، قائم صفحہ ۳۴ -

۶ - آزاد ، فقیراللہ حیدرآبادی ، معاصر ولی : میر صفحہ ۹۴ ، گردیزی صفحہ ۱۷ (دونوں نے نام نہیں دیا ہے) قائم صفحہ ۱۷ -

۷ - اشتیاق ، شاہ ولی‌اللہ (متوفی ۱۱۵۰ھ/۳۸ - ۱۷۳۷ع) میر صفحہ ۶ ، گردیزی صفحہ ۱۷ ، قائم صفحہ ۴۵ -

---

۱ - مقدمۂ دستورالفصاحت صفحہ ۵۱ ، بحوالۂ 'نشتر عشق' و 'صبح گلشن' -

۸ - اشرف دکھنی : میر صفحہ ۱۰۱ -
۹ - آشنا ، میر زین‌العابدین عرف میر نواب (گردیزی کے احباب میں تھے ؛ قائم نے نام نہیں دیا ہے) گردیزی صفحہ ۱۸ ، قائم صفحہ ۱۸۳ -
۱۰ - اعظم ، شاہ محمد اعظم سندیلوی (طبقۂ اول کے شاعر ہیں) قائم صفحہ ۲۹ -
۱۱ - افضل ، محمد افضل جھنجھانوی(متوفی۱۰۳۵ھ/۲۶-۱۶۲۵ع) قائم صفحہ ۸ -
۱۲ - اکرم ، خواجہ اکرم (قائم کے دوست جنھوں نے 'مخزن نکات' کا قطعۂ تاریخ نظم کیا) قائم صفحہ ۱۷۶ -
۱۳ - آگاہ ، محمد صلاح : گردیزی صفحہ ۱۶ -
۱۴ - الہام ، فضائل بیگ ، شاگرد عزلت : گردیزی صفحہ ۱۹ -
۱۵ - امید ، قزلباش خاں[1] (متوفی۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ع) میر صفحہ ۷، قائم صفحہ ۷۴ -
۱۶ - انجام ، نواب عمدۃالملک امیرخاں (متوفی۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ع) گردیزی صفحہ ۲۰ ، قائم صفحہ ۷۷ -
۱۷ - انسان ، نواب اسد یار خاں (متوفی ۱۱۵۸ھ/۱۷۴۵ع) میر صفحہ ۱۲۹ ، گردیزی صفحہ ۱۷ ، قائم صفحہ ۷۶ -
۱۸ - آوارہ ، میر محمد کاظم(زین‌العابدین آشنا کے بھائی اور گردیزی کے چھوٹے بھائی کے خسر) گردیزی صفحہ ۱۹ -

ب

۱۹ - بسمل : میرصفحہ۱۵۱،گردیزی صفحہ۲۶ ، قائم صفحہ۱۶۵ -

---

۱ - تذکرۂ گردیزی کے مرتب نے پاکباز کے چند اشعار کو غلطی سے قزلباش خاں سے منسوب کر دیا ہے - مؤلف کہنا صرف یہ چاہتا تھا کہ فلاں شعر قزلباش خاں کو پسند تھا -

۲۰ - بہار ، لالہ ٹیک چند[1] ، مؤلف 'بہار عجم' (خان آرزو کے دوست اور شاگرد) میر صفحہ ۱۳۳ ، گردیزی صفحہ ۲۱ ، قائم صفحہ ۶۴ -

۲۱ - بھید[2] ، میر میراں مخاطب بہ سید نوازش خاں ، معاصر میر و مرزا : میر صفحہ ۱۰۵ ، گردیزی صفحہ ۱۳۷ ، قائم صفحہ ۱۷۴ -

۲۲ - بیاں ، خواجہ احسن اللہ (متوفی ۱۲۱۳ھ/۹۹-۱۷۹۸ع) گردیزی صفحہ ۲۷ ، قائم صفحہ ۱۲۶ -

۲۳ - بیتاب ، محمد اسماعیل ، شاگرد یک رنگ (سال وفات قیاساً ۶۵-۱۱۶۴ھ / ۵۲-۱۷۵۱ع ہے) میر صفحہ ۸۰ ، گردیزی صفحہ ۲۵ ، قائم صفحہ ۵۹ -

۲۴ - بیتاب ، سنتوکھ رائے (قائم کے دوست اور شاگرد) قائم صفحہ ۱۹۴ -

۲۵ - بیچارہ : میر صفحہ ۱۰۳ -

۲۶ - بیدار ، میاں محمدی (متوفی ۱۲۰۹ھ/۹۵ - ۱۷۹۴ع) میر صفحہ ۱۳۲ ، گردیزی صفحہ ۲۵ ، قائم صفحہ ۱۶۷ -

۲۷ - بیدل ، مرزا عبدالقادر (متوفی ۱۱۳۳ھ/۲۱ - ۱۷۲۰ع) میر صفحہ ۲ ، قائم صفحہ ۲۳ -

۲۸ - بے رنگ[3] ، دلاور خاں (سال وفات قیاساً ۶۶ - ۱۱۶۵ھ/

---

۱ - 'گمان غالب یہ ہے کہ یہ فاضل دہر ۱۱۸۰ھ میں دنیا سے رخصت ہو چکا تھا' (ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ ، از ڈاکٹر سید عبداللہ ، دہلی ۱۹۴۲ع ، صفحہ ۱۶۵)

۲ - ان تینوں تذکرہ نگاروں میں سے تخلص (بھید) صرف میر نے دیا ہے -

۳ - میر لکھتے ہیں کہ پہلے ہمرنگ تخلص کرتے تھے ، اب بیرنگ - قائم نے ان کا احوال 'ہمرنگ' اور میر و گردیزی نے 'بیرنگ' کے تحت درج کیا ہے -

۵۳ - ۱۷۵۲ع ہے) میر صفحہ ۱۵۱ ، گردیزی صفحہ ۲۴ ، قائم صفحہ ۱۶۶ -
۲۹ - بیکل ، سید عبدالوہاب دولت آبادی ، شاگرد عزلت : گردیزی صفحہ ۲۹ -
۳۰ - بے نوا سنامی ، معاصر آبرو (ان کا مشہور مخمس ۱۸۲۹ع میں تصنیف ہوا ہوگا) میر صفحہ ۲۸ ، قائم صفحہ ۵۸ -

پ

۳۱ - پاکباز ، میرصلاح‌الدین عرف مکھن‌میاں ، شاگرد یک‌رنگ : میر صفحہ ۷۹ ، گردیزی صفحہ ۲۶ ، قائم صفحہ ۶۱ -
۳۲ - پیام ، شرف‌الدین علی خاں[1] (متوفی ۱۱۵۷ھ/۱۷۴۴ع) میر صفحہ ۲۶ ، گردیزی صفحہ ۲۶ ، قائم صفحہ ۵۶ -

ت

۳۳ - تاباں ، میر عبدالحی ، شاگرد محمد علی حشمت (متوفی تقریباً ۱۱۶۴ھ/۵۱ - ۱۷۵۰ع) میر صفحہ ۱۰۸ ، گردیزی صفحہ ۳۱ ، قائم صفحہ ۱۴۵ -
۳۴ - تجرد ، میر عبدالحی دکھنی ، شاگرد عبدالولی عزلت : میر صفحہ ۱۰۵ ، گردیزی صفحہ ۳۰ ، قائم صفحہ ۱۷۴ -
تقی ، میر محمد تقی عرف میر گھاسی — ملاحظہ ہو 'میرگھاسی'
۳۵ - تمکین ، صلاح‌الدین ، معاصر میر و مرزا : میر صفحہ ۱۳۷ ، گردیزی صفحہ ۳۳ ، قائم صفحہ ۱۴۴ -

ث

۳۶ - ثاقب سیوہاروی ، شہاب الدین (پہلے آبرو سے تلمذ تھا پھر آرزو کے شاگرد ہوئے - قائم سے بہت میل جول تھا - قدرت اللہ شوق کے بیان کی روشنی میں ۱۱۸۵ھ سال وفات ہوناچاہیے) میر صفحہ ۸۸ ، گردیزی صفحہ ۳۴ ، قائم صفحہ ۶۱ -

---

۱ - شرف‌الدین علی (قائم) اشرف‌الدین‌علی خاں (میر) -

ج

۳۷ - جرأت ، میر شیر علی شاہ جہان آبادی (گردیزی کے ملاقاتیوں میں تھے اور 'ریختہ گویاں' کی تالیف سے چند سال پہلے دکن کو مراجعت کر چکے تھے) گردیزی صفحہ ۳۵ -

۳۸ - جعفر (دکھنی شاعر معلوم ہوتے ہیں) میر صفحہ ۱۰۲ -

۳۹ - جعفر ، میر جعفر معروف بہ زٹلی (روایت ہے کہ فرخ سیر کے حکم سے تقریباً ۱۷۱۳ع میں قتل کیے گئے) میر صفحہ ۳۰ ، قائم صفحہ ۳۰ -

جعفر علی خاں ـــــ ملاحظہ ہو 'زکی' -

۴۰ - جگن ، میاں جگن شاگرد میر اور شیر افگن خاں کے خالہ زاد بھائی : میر صفحہ ۱۳۸ ، گردیزی صفحہ ۳۴ -

جنوں ـــ ملاحظہ ہو 'کافر' -

۴۱ - جولاں ، میاں رمضانی[1] ، معاصر میر و مرزا : قائم صفحہ ۱۶۵ -

ح

۴۲ - حاتم ، شیخ ظہورالدین عرف شاہ حاتم (متوفی ۱۱۹۷ھ/ ۱۷۸۳ع) میر صفحہ ۷۵ ، گردیزی صفحہ ۴۹ ، قائم صفحہ ۶۰ -

۴۳ - حزیں ، میر محمد باقر اکبرآبادی ، شاگرد مرزا مظہر (متوفی

---

۱ - ''بہار علی شاہ ، جولاں تخلص ، ساکن شاہجہان آباد کہ پیش ازیں در عالم دنیا داری رمضانی نام داشت - عمرش قریب بہ ہشتاد خواہد بود - گویند در عالم جوانی در علم تیراندازی یگانۂ روزگار بود-''

(تذکرۂ ہندی از مصحفی ، صفحہ ۶۵ - ۶۶)

تقریباً ۱۱۶۶ھ / ۱۷۵۲ع) میر صفحہ ۱۰۶ ، گردیزی صفحہ ۳۶ ، قائم صفحہ ۱۴۰ -
۴۴ - حسن (کوئی دکھنی شاعر معلوم ہوتے ہیں) میر صفحہ ۱۰۴ -
۴۵ - حسن ، میر حسن دہلوی شاگرد مرزا سودا (میر حسن مؤلف تذکرہ شعرائے اردو ان کی سلامتی کی دعا کرتے ہیں) میر صفحہ ۱۳۶ ، گردیزی صفحہ ۵۱ -
۴۶ - حسیب حیدرآبادی شاگرد عزلت : میر صفحہ ۱۰۴ ، گردیزی صفحہ ۵۲ -
۴۷ - حشمت ، میر محتشم علی خاں شاہ جہان آبادی (متوفی ۱۱۶۳ھ/۱۷۵۰ع) میر صفحہ ۷۳ ، گردیزی صفحہ ۴۸ ، قائم صفحہ ۶۷ -
۴۸ - حشمت ، محمد علی شاگرد غنی بیگ قبول (قائم کی ان سے دوستی تھی اور میر صاحب سخت بیزار ؛ سال وفات ۱۱۶۲ھ/ ۱۷۴۹ع ہے) میر صفحہ ۱۰۷ ، گردیزی صفحہ ۵۱ ، قائم صفحہ ۶۵ -
۴۹ - حیرت ، مراد علی مرادآبادی (سال وفات قیاساً ۱۱۸۵ھ/ ۱۷۷۱ع ہے) قائم صفحہ ۱۹۸ -

خ

۵۰ - خاکسار ، میر محمد یار عرف میر کلو ، معاصر میر و مرزا : میر صفحہ ۱۱۴ ، گردیزی صفحہ ۵۲ ، قائم صفحہ ۱۴۲ -
۵۱ - خسرو ، ابوالحسن امیر خسرو دہلوی (متوفی ۷۲۵ھ/ ۱۳۲۵ع) میر صفحہ ۲ ، قائم صفحہ ۵ -
۵۲ - خوشنود ، ملک خوشنود (نصرتی اور رستمی کا معاصر اور بیجا پور کا درباری امیر) میر صفحہ ۱۰۲ -

---

۱ - میر اور قائم دونوں لکھتے ہیں کہ یہ دہلی سے بنگالے چلے گئے ؛ گردیزی رقم طراز ہیں کہ چند سال ہوئے بنگالے چلے گئے تھے اور اب مرزا مظہر سے معلوم ہوا ہے کہ وہیں پر انھوں نے وفات پائی -

د

۵۳ - دانا ، میر فضل علی دہلوی شاگرد شرف‌الدین مضمون اور قائم کے دوست : میر صفحہ ۱۲۸ ، گردیزی صفحہ ۶۲ ، قائم صفحہ ۷۲ -

۵۴ - داؤد ، مرزا داؤد اورنگ‌آبادی ، متبع ولی[1] اور معاصر سراج (متوفی ۱۱۵۷ھ/۱۷۴۴ع) میر صفحہ ۱۰۳ ، گردیزی صفحہ ۶۰ -

۵۵ - درد ، خواجہ میر دہلوی (متوفی ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۵ع) میر صفحہ ۴۹ ، گردیزی صفحہ ۵۳ ، قائم صفحہ ۱۰۲ -

۵۶ - درد ، کرم‌اللہ خاں (میر انھیں زندہ لکھتے ہیں اور قائم مرحوم ، گویا ۱۱۶۶ھ کے قریب وفات پائی) میر صفحہ ۷۳ ، گردیزی صفحہ ۶۰ ، قائم صفحہ ۱۱۶ -

۵۷ - دردمند ، محمد فقیہ (صحف ابراہیم ، کی روایت کے مطابق ان کا انتقال ۷۴ - ۱۱۷۳ھ/۶۰ - ۱۷۵۹ع میں ہوا) میر صفحہ ۱۱۷ ، گردیزی صفحہ ۶۱ ، قائم صفحہ ۱۳۳ -

ذ

۵۸ - ذہین ، میر محمد مستعد (گردیزی کے احباب میں تھے ، تالیف تذکرے سے قبل جوانی میں انتقال کیا) گردیزی صفحہ ۶۳ -

ر

۵۹ - رافت ، مہر علی ، پسر خطیب پادشاہی (دکھنی شاعر ہیں اور طبقۂ اول سے ان کا تعلق ہے) قائم صفحہ ۱۶ -

۶۰ - راقم ، لالہ بندرا بن ، ساکن متھرا (مرزا سودا کے دوست

---

۱ - میر اور گردیزی دونوں نے انھیں شاگرد عزلت بیان کیا ہے ، لیکن 'نکات‌الشعرا' کے مرتب مولوی عبدالحق مرحوم نے حاشیے میں اس بات کی تردید کی ہے اور انھیں ولی کا متبع قرار دیا ہے -

۲ - ایک ہی مادۂ تاریخ سے مولوی عبدالحق (نکات‌الشعرا ، حاشیہ' متن صفحہ ۱۰۳) نے ۱۱۵۷ھ اور حکیم شمس‌اللہ قادری (اردوے قدیم ، صفحہ ۱۱۰) نے ۱۱۶۸ھ برآمد کیے ہیں -

اور شاگرد) میر صفحہ ۱۴۳ ، قائم صفحہ ۱۴۹ -

۶۱ - رسوا ، آفتاب رائے دہلوی (۱۱۶۵ھ/۱۷۵۱ع سے کچھ پہلے انتقال ہوا ہوگا) میر صفحہ ۱۲۱ ، گردیزی صفحہ ۶۴ ، قائم صفحہ ۱۶۸ -

رند ـــــ ملاحظہ ہو 'مہربان خاں'

۶۲ - روحی حیدر آبادی (طبقۂ اول کے شاعر ہیں) قائم صفحہ ۱۴ -

ز

۶۳ - زار ، مغل بیگ ـــ 'میر تقی میر کے دوستوں میں ہیں' ـــ قائم صفحہ ۱۷۸ -

۶۴ - زکی ، نواب جعفر علی خاں (محمد شاہی عہد کے امیر اور عمدۃالملک انجام کے رفیق ، ۱۱۶۸ھ میں بقید حیات تھے) میر صفحہ ۱۳۶ ، گردیزی صفحہ ۶۵ ، قائم صفحہ ۶۳ -

س

۶۵ - سالک (کوئی دکھنی شاعر معلوم ہوتے ہیں) میر صفحہ ۹۹ -

۶۶ - سامان ، میر ناصر جونپوری (متوفی ۱۱۴۷ھ/ ۱۷۳۴ع) گردیزی صفحہ ۹۸ ، قائم صفحہ ۵۷ -

۶۷ - سجاد ، میر سجاد اکبرآبادی ، شاگرد آبرو (۱۱۶۸ھ تک دربار دہلی سے منسلک تھے) میر صفحہ ۶۰ ، گردیزی صفحہ ۸۲ ، قائم صفحہ ۶۹ -

۶۸ - سراج ، سید سراج الدین اورنگ آبادی (متوفی ۱۱۷۷ھ/ ۱۷۶۴ع) میر صفحہ ۹۵ ، گردیزی صفحہ ۹۵ ، قائم صفحہ ۲۰ -

۶۹ - سعادت ، میر سعادت علی امروہوی (میر سے بہت میل ملاپ تھا - قائم کا بیان ہے کہ ابھی چالیس سال کے بھی نہ ہوئے تھے کہ تپ محرقہ میں وفات پائی - گردیزی نے ان کا نام

---

۱ - مقدمہ' دستورالفصاحت ، صفحہ ۴۷ ، بحوالہ' 'نشترعشق' -

'سعادت اللہ خاں' بیان کیا ہے) میر صفحہ ۲۷ ، گردیزی صفحہ ۹۴ ، قائم صفحہ ۴۳ -

۷۰ - سعدی (قائم نے انھیں شیرازی اور میر و گردیزی نے دکنی بیان کیا ہے ، حکیم شمس اللہ قادری نے انھیں کاکوری کا باشندہ قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کی وفات ۱۰۰۲ ھ میں ہوئی) میر صفحہ ۱۰۳ ، گردیزی صفحہ ۸۲ ، قائم صفحہ ۵ -

۷۱ - سلام ، میر نجم الدین علی خاں ، خلف شرف الدین علی خاں پیام (قائم کے بیان کی روشنی میں ۱۱۶۶ھ/۱۷۵۳ع ان کا سال وفات ہوسکتا ہے) میر صفحہ ۱۳۲ ، گردیزی صفحہ ۹۴ ، قائم صفحہ ۱۶۴ -

۷۲ - سلیمان ، نظر یافتۂ تاباں (۱۲۰۱ھ میں علی لطف نے انھیں عالم ضعیفی میں لکھنؤ میں دیکھا تھا) قائم صفحہ ۱۷۷ -

۷۳ - سودا ، مرزا محمد رفیع دہلوی (متوفی ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ع) میر صفحہ ۳۱ ، گردیزی صفحہ ۶۷ ، قائم ۸۶ -
سوز — ملاحظہ ہو محمد میر متخلص بہ میر و سوز -

۷۴ - سید ، میر یادگار علی ساکن قصبہ بہادر پور (دہلی میں قائم کے ہمسائے تھے اور دوست بھی) قائم صفحہ ۱۸۵ -

ش

۷۵ - شاداب ، خوش وقت رائے چاند پوری ، شاگرد قائم : قائم صفحہ ۱۸۷ -

۷۶ - شاغل ، شاگرد بسمل (میر کا بیان ہے کہ دو تین مرتبہ میرے پاس آئے تھے ، اب نظر نہیں آتے) میر صفحہ ۱۵۱ ، گردیزی صفحہ ۱۰۰ ، قائم صفحہ ۱۶۶ -

۷۷ - شاکر ، محمد شاکر ساکن اعظم پور (محمد علی حشمت کے دوستوں میں تھے اور قربت وطن کی بنا پر قائم سے بھی میل جول تھا) قائم صفحہ ۱۹۹ -

۷۸ - شاہی ، شاہ قلی خاں حیدر آبادی ، ندیم ابوالحسن تانا شاہ :

قائم صفحہ ۱۵ -
۷۹ - شفا ، حکیم یار علی (طبقۂ دوم کے شاعر ہیں ، قائم کا ان سے میل جول تھا) قائم صفحہ ۶۷ -
۸۰ - شعوری جالا پوری : میر صفحہ ۹۸ -
۸۱ - شوق ، میر حسن علی دہلوی ، شاگرد خان آرزو (میر کا ان سے بہت میل جول تھا ، تذکرۂ شوق کی تالیف کے وقت تک بہر حال بقید حیات تھے) میر صفحہ ۱۱۹ ، گردیزی صفحہ ۹۹ ، قائم صفحہ ۱۳۳ -

ص

۸۲ - صابع بلگرامی (نواب علی ابراہیم کے بیان کے مطابق ان کا نام نظام الدین احمد تھا اور ۱۱۹۵ھ میں بنگالے میں مقیم تھے) گردیزی صفحہ ۱۰۱ -
۸۳ - صبائی احمد آبادی : میر صفحہ ۹۹ -
۸۴ - صمصام ، نواب امیرالامرا صمصام‌الدولہ خان دوراں خان (ان کا تخلص عاصم تھا اور ۱۱۵۱ھ/۱۷۳۹ع میں جنگ کرنال میں شہید ہوئے) گردیزی صفحہ ۱۰۱ -
۸۵ - صنعت ، مغل خان—'از اقربائے نواب نظام‌الملک آصف جاہ است'—گردیزی صفحہ ۱۰۱ -

ض

۸۶ - ضیاء ، میر ضیاءالدین دہلوی (میر کے دوست اور معاصر ، گلزار ابراہیم کی تالیف سے قبل عظیم‌آباد میں وفات پا چکے تھے) میر صفحہ ۱۳۲ ، گردیزی صفحہ ۱۰۲ ، قائم صفحہ ۱۶۰ -

ط

۸۷ - طالب ، مرزا ابوطالب (سودا کے چچا اور طالب دونوں نے بہادر شاہ اول کے لشکر کے ساتھ دہلی کا سفر کیا تھا ؛ اس وقت طالب کی عمر ستر سال تھی) قائم صفحہ ۱۰ -

۸۸ - طالع ، میر شمس الدین ـــــ 'عین عنفوان جوانی میں انتقال کیا' ـــــ گردیزی صفحہ ۱۰۲ -

ظ

۸۹ - ظاہر ، خواجہ محمد خاں ، شاگرد مرزا مظہر ـــــ 'ظاہرا بعد ورود نادر شاہ راہ مراحل مرگ پیمود' ـــ گردیزی صفحہ ۱۰۳ -

۹۰ - ظہور ، شیو سنگھ اکبر آبادی ـــ 'شاعری میں یقین کا تتبع کرتے تھے' ـــ گردیزی صفحہ ۱۰۴ -

ع

۹۱ - عاجز ـــ 'شخصے لوطی است..... نظر کردۂ میاں کمترین' ـــ میر صفحہ ۱۴۸ -

۹۲ - عاجز ، عارف الدین خاں[1] اورنگ آبادی (افضل بیگ قاقشال کے احباب میں تھے ؛ ۱۱۷۸ھ/۶۵ - ۱۷۶۴ء[2] میں وفات پائی) میر صفحہ ۹۶ ، گردیزی صفحہ ۱۱۹ -

۹۳ - عارف ، محمد عارف رفوگر شاہ جہاں آبادی ، شاگرد مضمون بقول میر و گردیزی اور شاگرد آبرو بقول قاسم - میر کے شناساؤں میں تھے : میر صفحہ ۱۳۰ ، گردیزی صفحہ ۱۰۵ ، قائم صفحہ ۱۶۵ -

۹۴ - عاشق ، میر یحییٰ مخاطب بہ عاشق علی خاں ، دکنی : گردیزی صفحہ ۱۱۸ -
عاصم ـــــ ملاحظہ ہو 'صمصام' -

۹۵ - عاصمی ، خواجہ برہان الدین شاہجہاں آبادی (قیاساً ۱۱۶۶ھ/ ۱۷۵۳ء سال وفات ہوگا) میر صفحہ ۱۱۸ ، گردیزی صفحہ ۱۰۵ ، قائم صفحہ ۶۵ -

---

۱ - عارف علی خاں (میر و گردیزی) عارف الدین خاں (تذکرۂ قاقشال و تمنا اورنگ آبادی) -

۲ - 'نتائج الافکار' طبع اول ، صفحہ ۳۰۸ - 'گل عجائب' میں سال وفات ۱۱۷۷ھ ہے ، لیکن قدرت اللہ گوپاموی کی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے -

۹۶ - عاصی ، نور محمد برہان‌پوری (چمنستان شعرا کی تالیف کے وقت زندہ تھے) گردیزی صفحہ ۱۱۷ -
۹۷ - عاقل ، رائے سنگھ عرف بیاجیو (مرزا سودا کے دیرینہ احباب میں تھے ، مخزن نکات کی تالیف میں ان کی اعانت کے قائم معترف ہیں) قائم صفحہ ۱۷۱ -
۹۸ - عبدالبر : میر صفحہ ۱۰۲ -
۹۹ - عبدالرحیم : میر صفحہ ۱۰۲ -
۱۰۰ - عبداللہ قطب شاہ ، والیِ گولکنڈہ (متوفی ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ع) قائم صفحہ ۹ -
۱۰۱ - عزلت ، میر عبدالولی سورتی (متوفی ۱۱۸۹ھ/۱۷۷۵ع) میر صفحہ ۹۲ ، گردیزی صفحہ ۱۱۰ ، قائم صفحہ ۱۷۲ -
۱۰۲ - عزیز ، شاہ عزیزاللہ : میر صفحہ ۱۰۳ ، گردیزی صفحہ ۱۰۶ -
۱۰۳ - عشاق ، جیون مل کھتری (میر صاحب رقم طراز ہیں : 'شعر ریختہ را بسیار نامربوط می‌گوید ..... اکنوں در مجمع یاران ہم نمی‌آید کہ مردہ است') میر صفحہ ۱۵۰ ، گردیزی صفحہ ۱۰۶ ، قائم صفحہ ۱۶۷ -
۱۰۴ - عطا ، خواجہ عطا بانکہ (جعفر زٹلی کے معاصر اور حریف) میر صفحہ ۲۹ ، قائم صفحہ ۳۰ -
۱۰۵ - علیم دکھنی : قائم صفحہ ۱۳ -
۱۰۶ - عمدہ ، سیتا رام—'ریختہ میں انعام اللہ خاں یقین کا تتبع کرتے ہیں'—گردیزی صفحہ ۱۰۷ -
۱۰۷ - عمر ، معتبر خاں دکھنی ، شاگرد ولی : گردیزی صفحہ ۱۱۶ -

غ

۱۰۸ - غازی الدین خاں عمادالملک (نظام تخلص ، میر شہاب‌الدین نام ، میر بخشی احمد شاہ اور وزیر عالمگیر ثانی ؛ متوفی ۱۲۱۵ھ/۱۸۰۰ع) قائم صفحہ ۱۴۸ -
۱۰۹ - غریب ، محمد امان‌اللہ دہلوی (میر صاحب لکھتے ہیں : 'یادش

بخیریک آشنائے بامزہ داشتم.....زبانش لکنت داشت ، ازیں سبب گاہے 'الکن' ہم تخلص می آورد.....قریب دو سال است کہ بہ سمت بنگالہ رفت' ۔ گردیزی نے ان کا نام محمد زمان لکھا ہے) میر صفحہ ۱۳۸ ، گردیزی صفحہ ۱۲۱ -

۱۱۰ - غلام حیدر (مجذوب تخلص ، سودا کے متبنیٰ تھے ، گلشن ہند کی تالیف کے وقت لکھنؤ میں مقیم تھے) قائم صفحہ ۱۸۶ -

۱۱۱ - غواصی ، ملا غواصی (سلطان عبداللہ قطب شاہ کا درباری شاعر) میر صفحہ ۱۰۱ -

۱۱۲ - غوثی ، محمد غوث خلف مولانا قطب الدین قاضی حیدر آباد ؛ آخر عمر میں حرمین شریفین کی زیارت کو گئے تھے اور وہیں رحلت فرمائی : قائم صفحہ ۱۳ -

ف

۱۱۳ - فخری ، شاگرد ولی : میر صفحہ ۱۰۰ ، قائم صفحہ ۱۹ -

۱۱۴ - فدا : گردیزی صفحہ ۱۲۲ -

۱۱۵ - فدوی ، محمد محسن (ہم صحبت میاں آبرو و مضمون ، قائم سے بھی آشنائی تھی ؛ قاسم کے بیان کی روشنی میں لگ بھگ ۱۲۰۰ھ میں انھوں نے جہان فانی کو خیر باد کہا ہوگا) قائم صفحہ ۵۹ -

۱۱۶ - فراق ، مرزا مرتضیٰ قلی (لگ بھگ ۱۱۸۲ھ/۱۷۶۸ع میں راجا شتاب رائے حاکم عظیم آباد متوفی ۱۱۸۷ھ کی قید میں وفات پائی) قائم صفحہ ۱۳۱ -

۱۱۷ - فراقی ، معاصر ولی (فقیر اللہ آزاد کے ساتھ دہلی گئے تھے) قائم صفحہ ۱۷ -

۱۱۸ - فرحت ، شیخ فرحت اللہ ولد شیخ اسداللہ (علی ابراہیم کا بیان ہے کہ ۱۱۹۱ھ / ۱۷۷۷ع میں بہ مقام مرشد آباد ان کا انتقال ہوا) قائم صفحہ ۱۶۹ -

۱۱۹ - فرخ ، میر فرخ علی ساکن قصبہ اٹاوہ (سپاہی پیشہ اور قائم

کے معاصر) قائم صفحہ ۱۱۷ -
۱۲۰ - فضلی ، فضل‌الدین خاں[1] (مرزا ابو طالب اور عالم گیر کے ہم عصر ؛ قاقشال کا بیان ہے کہ یہ غازی‌الدین فیروز جنگ کی فوج میں ملازم تھے) میر صفحہ۹۸ ،گردیزی صفحہ۱۲۲، قائم صفحہ ۱۲ -
۱۲۱ - فطرت ، موسوی خاں متخلص بہ معز ، فطرت و موسوی (متوفی ۱۱۰۱ھ/۹۰ - ۱۶۸۹ع) میر صفحہ ۳ ، قائم صفحہ ۲۸ -
۱۲۲ - فغاں ، اشرف علی خاں دہلوی (بقول میر ، شاگرد امید اور بقول مصحفی شاگرد علی قلی ندیم ، متوفی۱۱۸۶ھ/۱۷۷۲ع) میر صفحہ ۳۷ ، گردیزی صفحہ ۱۲۱ ، قائم ۱۵۷ -
۱۲۳ - فقیر ، میر شمس‌الدین دہلوی (قیاساً ۱۱۸۳ھ/۱۷۶۹ع میں غرق دریاے شور ہوئے) قائم صفحہ ۸۲ -

ق

۱۲۴ - قادر ، میر عبدالقادر حیدر آبادی : قائم صفحہ ۱۶ -
۱۲۵ - قادری ، سید جلیل قادری دکھنی : گردیزی صفحہ ۱۲۷ -
۱۲۶ - قاسم دکھنی[2] شاگرد عزلت : گردیزی صفحہ ۱۲۶ -
۱۲۷ - قاسم مرزا : میر صفحہ ۹۸ -
۱۲۸ - قائم ، شیخ قیام‌الدین چاند پوری (متوفی ۱۲۰۸ھ/ ۹۴ - ۱۷۹۳ع) میر صفحہ ۱۲۲ ، گردیزی صفحہ ۱۲۳ ، قائم صفحہ ۲۰۰ -
۱۲۹ - قدر شاہ جہان پوری (بقول میر 'اوباش وضع شخص ہیں ؛ کبھی کبھی شہر کے کوچہ و بازار میں نظر آجاتے ہیں')

---

۱ - شاہ فضل اللہ نقش بندی ، فضلی تخلص ، پسر سید عطاءاللہ اورنگ آبادی (تحفۃالشعرا ، از افضل بیگ قاقشال صفحہ ۱۳) -
۲ - قاسم دکھنی اور قاسم مرزا ، دونوں سے مراد غالباً (قائم کے) ابوالقاسم متخلص بہ مرزا ہیں

میر صفحہ ۱۴۷ ، گردیزی صفحہ ۱۲۶ -

۱۳۰ - قدرت ، شاہ قدرت‌اللہ دہلوی (پہلے اپنے ماموں میر شمس‌الدین فقیر سے تلمذ تھا ، پھر مرزا مظہر کے شاگرد ہوئے ؛ علی لطف کا بیان ہے کہ لگ بھگ ۱۲۰۵ھ/۹۱ - ۱۷۹۰ع میں ان کا انتقال ہوا) میر صفحہ ۱۵۳ ، گردیزی صفحہ ۱۲۶ ، قائم صفحہ ۱۶۱ -

قطب شاہ ——— ملاحظہ ہو 'عبداللہ قطب شاہ' -

۱۳۱ - قلندر ، بدھ سنگھ — 'چوں شاگرد میرزا مظہر است اکثر اتفاق دیدنش ہم آنجا می افتد' — قائم صفحہ ۱۲۵ -

ک

۱۳۲ - کاشی ، لالہ کاشی ناتھ بٹالوی ، پسر نوندہ رائے پیشکار ، معاصر میر و مرزا : قائم صفحہ ۱۶۴ -

۱۳۳ - کافر و جنوں ، میر علی تقی[1] (پہلے 'جنوں' تخلص تھا پھر 'کافر' اختیار کیا - میر سے دلی ربط رکھتے تھے اور گردیزی سے بھی صاحب سلامت تھی) میر صفحہ ۱۴۸ ، گردیزی صفحہ ۱۲۹ ، قائم صفحہ ۱۸۶ -

۱۳۴ - کلیم ، میر محمد حسین دہلوی (میر کے قریبی عزیز ——— بہنوئی — اور معاصر تھے ، اپنے وقت کے اساتذہ میں ان کا شمار تھا) میر صفحہ ۴۲ ، گردیزی صفحہ ۱۲۷ ، قائم صفحہ ۱۱۳ -

۱۳۵ - کمترین (پیر خاں یا امیر خاں نام ، طرز ایہام کے دل دادہ تھے - قائم کے بیان کی روشنی میں ۱۱۶۸ھ/۱۷۵۴ع ان کا سال وفات ہونا چاہیے) میر صفحہ ۱۴۶ ، گردیزی صفحہ ۱۲۹ ، قائم صفحہ ۷۹ -

---

۱ - انجمن ترقی اردو سے شائع شدہ تذکروں مثلاً تذکرۂ میر و گردیزی میں ان کا نام میر علی تقی ہے ، جب کہ تذکرہ ہائے قائم اور قاسم وغیرہ میں میر علی تقی درج ہے -

گ

۱۳۶ - گرامی ، مرزا گرامی خلف عبدالغنی بیگ قبول (متوفی ۱۱۵۶ھ/۱۷۴۳ع) میر صفحہ ۸ ، قائم صفحہ ۷۸ -

ل

۱۳۷ - لسان ، میر کلیم‌اللہ — 'چندے میری رفاقت میں رہے ، عین عنفوان جوانی میں رحلت کی' — گردیزی صفحہ ۱۳۰ -

۱۳۸ - لطفی ، لطف علی دکھنی : میر صفحہ ۱۰۰ ، قائم صفحہ ۱۶ -

م

۱۳۹ - مائل ، میاں مہدی شاہ جہاں آبادی (پہلے قدرت دہلوی کے شاگرد تھے ، پھر قائم چاند پوری سے اصلاح لینے لگے ؛ گلزار ابراہیم کی تالیف کے وقت مرشد آباد میں سکونت رکھتے تھے - سرور اور قاسم انھیں مرحوم لکھتے ہیں) قائم صفحہ ۱۷۸ -
مجذوب ——— ملاحظہ ہو غلام حیدر -

۱۴۰ - محسن ، محمد محسن خلف محمد حسن (خان آرزو کی ہمشیرہ کے پوتے اور میر کے بھتیجے اور شاگرد ؛ نکات‌الشعرا کی تالیف کے وقت ان کی عمر بیس سال تھی ؛ قاسم انھیں مرحوم لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خان آرزو کے انتقال کے بعد ان کی املاک پر یہی قابض ہوگئے تھے) میر صفحہ ۱۳۹ ، گردیزی صفحہ ۱۳۸ ؛ قائم صفحہ ۱۵۴ -

۱۴۱ - محقق دکھنی : قائم صفحہ ۲۰ -

۱۴۲ - محمد میر متخلص بہ میر و سوز (میر اور گردیزی نے ان کا تخلص میر قرار دیا ہے اور قائم نے 'سوز' - قائم نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ پہلے ان کا تخلص 'میر' تھا ، اب بدل لیا ہے ، گویا تخلص کی یہ تبدیلی ۶۷ - ۱۱۶۶ھ میں عمل میں آئی ہوگی ؛ سال وفات ۱۲۱۳ھ/۹۹ - ۱۷۹۸ع ہے) میر صفحہ ۱۵۰ ، گردیزی صفحہ ۱۳۸ ، قائم صفحہ ۱۳۱ -

۱۴۳ - محمود دکھنی (فخری اور فیروز کے ہم عصر تھے ، ابن نشاطی نے 'پھول بن' میں ان کی استادی کا اعتراف کیا ہے) میر صفحہ ۹۹ ، قائم صفحہ ۱۹ -

۱۴۴ - مخلص ، رائے انند رام دہلوی ، شاگرد بیدل و آرزو (متوفی ۱۱۶۴ھ/۵۱ - ۱۷۵۰ع) میر صفحہ ۸ ، قائم ۶۸ -

۱۴۵ - مخلص ، مرزا محمد حسین شاہجہاں آبادی (طبقۂ دوم سے تعلق ہے 'مخزن نکات' کی تالیف کے وقت دہلی میں مقیم تھے) قائم صفحہ ۵۵ -

۱۴۶ - مرزا ، ابوالقاسم حیدر آبادی (سلطان ابوالحسن تانا شاہ کے مقرب اور معاصر) قائم صفحہ ۱۱ -

۱۴۷ - مزمل ، محمد مزمل شاہجہاں آبادی ، معاصر آبرو : گردیزی صفحہ ۱۳۶ -

۱۴۸ - مضمون ، شرف الدین ، معاصر آبرو و ناجی (متوفی ۱۱۴۷ھ/ ۳۵ - ۱۷۳۴ع) میر صفحہ ۱۴ ، گردیزی صفحہ ۱۳۴ ، قائم صفحہ ۵۲ -

۱۴۹ - مظہر ، مرزا جان جاناں شاہ جہاں آبادی (متوفی ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۱ع) میر صفحہ ۵ ، گردیزی صفحہ ۱۳۱ ، قائم صفحہ ۸۳ -

معز ـــــ ملاحظہ ہو 'فطرت' -

۱۵۰ - ملک : میر صفحہ ۱۰۰ -

۱۵۱ - ممتاز ، حافظ فضل علی دہلوی (سودا سے تلمذ تھا ؛ قائم کو ان سے خاص تعلق خاطر تھا ؛ علی ابراہیم نے ان کی مثنوی 'در تعریف لاٹھی' کے کچھ اشعار بھی نقل کیے ہیں) قائم صفحہ ۱۸۲ -

۱۵۲ - منت ، میر قمرالدین (فارسی میں فقیر سے اور اردو میں قائم سے تلمذ تھا ؛ سال وفات ۱۲۰۸ھ/۹۴ - ۱۷۹۳ع ہے) قائم صفحہ ۱۹۸ -

۱۵۳ - منعم (قائم چاند پوری کے بڑے بھائی کا تخلص جو ناجی کے

دوست تھے) قائم صفحہ ۴۶ -

۱۵۴ - موزوں ، نواب خواجم قلی خاں ذوالفقارالدولہ ، صوبہ دار برہان‌پور (سید عبدالولی عزلت کے معتقدین میں تھے) میر صفحہ ۱۰۶ ، گردیزی صفحہ ۱۳۷ -

۱۵۵ - موزوں ، میر رحم علی شاہجہان‌آبادی (گردیزی کے احباب میں تھے) گردیزی صفحہ ۱۴۰ -

موسوی ـــ ملاحظہ ہو 'فطرت'

۱۵۶ - مہربان‌خاں مخلص بہ رند (نواب احمدخاں بنگش کے دیوان تھے سودا اور میر سوز ان ہی کی دعوت پر فرخ‌آباد گئے تھے - مصحفی لکھتے ہیں کہ ایک دن مرزا قتیل کے ہمراہ میں ان سے ملنے گیا تھا ، لکھنؤ کے محلہ رستم نگر میں مکان تھا ، وہیں پر ان کا انتقال ہوا) قائم صفحہ ۲۰۰ -

۱۵۷ - میر گھاسی دہلوی (سید محمد تقی نام ، تقی تخلص ، دہلی کے محلہ مغل‌پورہ میں سکونت تھی ؛ میر کے دوست اور ہم‌عصر) میر صفحہ ۱۴۹ ، گردیزی صفحہ ۱۳۰ ، قائم صفحہ ۱۶۷ -

۱۵۸ - میر ، محمد تقی اکبرآبادی (متوفی ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ع) میر صفحہ ۱۵۴ ، گردیزی صفحہ ۱۳۷ ، قائم صفحہ ۱۲۱ -

میر میراں ـــ ملاحظہ ہو 'بھید' -

۱۵۹ - میر ہادی دہلوی (میر جواد علی خاں نام ، متوفی ۱۲۱۵ھ/ ۱۸۰۰ع) قائم صفحہ ۱۷۰ -

ن

۱۶۰ - ناجی ، محمد شاکر (سال وفات قیاساً ۵۴ - ۱۱۵۳ھ/ ۴۱ - ۱۷۴۰ع ہے) میر صفحہ ۲۳ ، گردیزی صفحہ ۱۴۱ ، قائم صفحہ ۴۶ -

۱۶۱ - نادر دہلوی (قائم کے بیان کی روشنی میں سال وفات ۱۱۶۶ھ/ ۵۳ - ۱۷۵۲ع ہونا چاہیے) قائم صفحہ ۶۹ -

۱۶۲ - نثار ، میر عبدالرسول (میر کے دوست اور شاگرد ؛ قائم رقم‌طراز ہیں : 'پیش ازیں در دہلی بہ سپاہی پیشگی می‌گذراند ،

دریں ایام . . . بطرف امروہہ رفت' ۔ قاسم لکھتے ہیں : 'اکبرآبادی الاصل ، جہاں آبادی المولد . . . مدتے است کہ این جہاں را خیرباد گفتہ') میر صفحہ ۱۳۴ ، گردیزی صفحہ ۱۴۳ ، قائم صفحہ ۱۷۵ ۔

۱۶۳ ۔ ندیم ، مرزا علی قلی شاہجہاں آبادی (طبقہ' دوم کے شاعر ہیں ، 'مخزن نکات' کی تالیف کے وقت زندہ تھے اور قائم کے ساتھ شفقت سے پیش آتے تھے ؛ قاسم لکھتے ہیں کہ ان کا انتقال دہلی میں ہوا ، لیکن علی ابراہیم کا بیان — جو بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے —— یہ ہے کہ یہ مرشد آباد جا کر نواب میر جعفر کے ملازم ہوگئے تھے اور وہیں انتقال کیا) قائم صفحہ ۶۲ ۔

نظام — —— ملاحظہ ہو 'غازی الدین خاں عمادالملک'۔

۱۶۴ ۔ نوری ، ملا نوری اعظم پوری ، معاصر ابوالفیض فیضی و شہنشاہ اکبر : قائم صفحہ ۷ ۔

۱۶۵ ۔ نوری ، سید شجاع الدین گجراتی ثم حیدرآبادی ، معاصر ابوالحسن تانا شاہ : قائم صفحہ ۴ ۔

و

۱۶۶ ۔ وحشت ، میر ابوالحسن (طبقہ' سوم کے شاعر ہیں لیکن 'مخزن نکات' کی تالیف سے قبل انتقال کر چکے تھے) قائم صفحہ ۱۶۲ ۔

۱۶۷ ۔ وفا ، لالہ نول رائے (راجا گلاب رائے دیوان نجیب الدولہ کے بھتیجے اور قائم کے شاگرد ؛ طبقات سخن کے مؤلف شیخ غلام محی الدین قریشی متخلص بہ عشق و مبتلا میرٹھی نے بھی ان سے ملاقات کی تھی) قائم صفحہ ۱۸۸ ۔

۱۶۸ ۔ ولی ، شاہ ولی اللہ (بقول میر اورنگ آبادی ، اور بقول قائم گجراتی ؛ متوفی ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ع) میر صفحہ ۱۰۱ ، گردیزی صفحہ ۱۴۴ ، قائم صفحہ ۲۱ ۔

۵

۱۶۹ - ہاتف یا ہاتفی ، دکھنی : میر صفحہ ۱۰۱ ، قائم صفحہ ۲۱ - ہادی ـــــ ملاحظہ ہو 'میر ہادی' -

۱۷۰ - ہاشم دکھنی : میر صفحہ ۱۰۱ ، قائم صفحہ ۲۱ -

۱۷۱ - ہدایت ، میاں ہدایت‌اللہ دہلوی (ان کا سن وفات ذکا نے ۱۲۱۹ھ—جو زیادہ قرین قیاس ہے—اور شیفتہ نے ۱۲۱۵ھ بیان کیا ہے) میر صفحہ ۱۳۰ ، گردیزی صفحہ ۱۳۵ ، قائم صفحہ ۱۱۸ -

ہمرنگ ـــــ ملاحظہ ہو 'بے رنگ' -

ی

۱۷۲ - یقین ، انعام‌اللہ‌خاں دہلوی خلف شیخ اظہرالدین خاں مبارک جنگ ، شاگرد مرزا مظہر (متوفی ۱۱۶۹ھ/۵۶ - ۱۷۵۵ع) میر صفحہ ۸۱ ، گردیزی صفحہ ۱۳۶ ، قائم صفحہ ۱۳۴ -

۱۷۳ - یک دل ، میر عزت اللہ — 'در زمان محمد شاہ بادشاہ بنظر می‌آمد'— میر صفحہ ۱۵۳ -

۱۷۴ - یک رنگ ، مصطفیٰ‌خاں (معاصر آبرو اور شاگرد خان آرزو؛ ۱۱۶۵ھ سے قبل وفات پا چکے تھے) میر صفحہ ۱۸ ، گردیزی صفحہ ۱۶۴ ، قائم صفحہ ۴۲ -

۱۷۵ - یک رو ، عبدالوہاب ، شاگرد آبرو : میر صفحہ ۷۹ ، گردیزی صفحہ ۱۶۶ -

۱۷۶ - یونس ، حکیم یونس : میر صفحہ ۱۰۶ -

کتابیات

مصادر کی مکمل فہرست کلیات قائم ' جلد دوم کے آخر میں منسلک ہے ۔ تذکرے کی ترتیب میں اس فہرست میں شامل بیشتر ماخذ کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب سے بھی رجوع کیا گیا ہے :

۱ ۔ 'ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ' از ڈاکٹر سید عبداللہ ، دہلی ۱۹۴۲ع ۔

۲ ۔ 'پنجاب میں اردو' از پروفیسر حافظ محمود خان شیرانی (طبع سوم) مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی لاہور ۱۹۶۳ع ۔

۳ ۔ 'دکن میں اردو' از مولوی نصیر الدین ہاشمی (طبع پنجم) لاہور ۱۹۶۰ع ۔

۴ ۔ 'دیوان بیدار' مرتبہ جلیل احمد قدوائی ، الٰہ آباد ۱۹۳۷ع

۵ ۔ 'دیوان تاباں' مرتبہ مولوی عبدالحق ، اورنگ آباد ۱۹۳۵ع

۶ ۔ 'دیوان درد' مرتبہ عبدالباری آسی (کراچی ایڈیشن) ۱۹۵۱ — نیز مرتبہ خلیل الرحمان داؤدی ، لاہور ۱۹۶۲ع ۔

۷ ۔ 'دیوان زادۂ حاتم' نسخۂ خطی مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری ، لاہور ۔

۸ ۔ 'دیوان عبداللہ قطب شاہ' مرتبہ مولوی سید محمد (سلسلۂ یوسفیہ نمبر ۹) حیدر آباد ، سن اشاعت ندارد ۔

۹ ۔ 'دیوان عزلت' مرتبہ عبدالرزاق قریشی ، بمبئی ۱۹۶۲ع ۔

۱۰ ۔ 'دیوان فغان' مرتبہ سید صباح الدین عبدالرحمان ، کراچی ۱۹۵۰ع ۔

۱۱ ۔ 'دیوان یقین' مرتبہ مرزا فرحت اللہ بیگ ، علی گڑھ ۱۹۳۰ع

۱۲ ۔ 'کلیات جعفر زٹلی' نسخۂ خطی مخزونہ انڈیا آفس لائبریری ، لندن ۔

۱۳ - 'کلیات سراج' مرتبہ عبدالقادر سروری ، حیدر آباد ۱۳۵۷ھ -
۱۴ - 'کلیات قائم' (دو جلدیں) مرتبہ اقتدا حسن ، لاہور ۱۹۶۵ع
۱۵ - 'کلیات سلطان محمد قلی قطب شاہ' مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ، حیدر آباد ۱۹۴۰ع -
۱۶ - 'کلیات میر' نول کشور ایڈیشن (طبع چہارم) کانپور ۱۹۰۷ع
—نیز مرتبہ ڈاکٹر عبادت بریلوی ، کراچی ۱۹۵۸ع -
۱۷ - 'کلیات ولی' مرتبہ ڈاکٹر نورالحسن ، ہاشمی (طبع سوم) کراچی ۱۹۵۴ع -
۱۸ - 'مباحث' مجموعہ مقالات ڈاکٹر سید عبداللہ ، لاہور ۱۹۶۵ع -
۱۹ - 'مرزا مظہر جان جاناں' از عبدالرزاق قریشی ، بمبئی ۱۹۶۱ع
۲۰ - 'مقالات حافظ محمود شیرانی' مرتبہ مظہر محمود خاں شیرانی (جلد اول و دوم) لاہور ۱۹۶۶ع -
۲۱ - 'میر تقی میر—حیات اور شاعری' از خواجہ احمد فاروقی ، دہلی ۱۹۵۴ع -
22 - Catalogue of the Arabic, Persian and Hindustani Manuscripts of the Libraries of the King of Oudh, compild by A. Sprenger, Vol. I, containing Persian and Hindustani poetry, Calcutta 1854.

اشاریهٔ متن و تعلیقات

۱ ـ اشخاص

۲ ـ مقامات

۳ ـ کتب و رسائل وغیره

۴ ـ السنه

۵ ـ متفرقات

۱ - اشخاص

الف

آبرو ، شاہ مبارک ۳۴ - ۴۲ ، ۵۵ ، ۵۸ ، ۵۹ ، ۶۰ ، ۶۱
—مثنوی در باب تعلیم - الخ
ابن العربی ، شیخ الاکبر محی‌الدین ۱۱۳
—'فصوص الحکم'
ابوالحسن — تانا شاہ
ابوالحسن — وحشت
ابوالعلی عفیفی ۱۱۳
ابوالقاسم — مرزا
ابوالمعالی ، میر ۲۲
احسن ، احسن‌اللہ ۵۵
—'دیوان'
احسن‌اللہ — بیان
احمد خاں (نواب امیرالامرا غالب جنگ) ۲۰۰
احمد شاہ (بادشاہ) ۷۹ ، ۸۲ ، ۱۱۸ ، ۱۴۸ ، ۱۵۷ ، ۱۵۹ ، ۱۷۲
احمد شاہ ابدالی ۶۸
احمد فاروقی ، خواجہ ۱۳۲
احمد گجراتی ۱۸ - ۱۹
ارادت خاں — ظہیر الدولہ
آرام ، رائے پریم ناتھ ۱۸۳
آرزو ، سراج‌الدین علی خاں ۳۴ - ۳۶ ، ۴۲ ، ۵۷ ، ۶۴ ، ۶۸ ، ۱۲۱ ، ۱۳۳ ، ۱۵۴
— تذکرۂ مجمع‌النفائس اور 'سراج‌اللغات'
ارون (ہنری) — لیٹر مغلز
آزاد بلگرامی — تذکرۂ سرو آزاد
آزاد ، فقیراللہ ۱۷ - ۱۸
اسد یار خاں (اسدالدولہ) — انسان
اشتیاق ، شاہ ولی‌اللہ ۴۵ - ۴۶ ، ۱۳۳
اشرف علی خاں — فغان
آشنا (زین‌العابدین عرف میر نواب) ۱۸۴ - ۱۸۵
اصالت خاں ، نواب ۱۱۶
آصف جاہ (نظام الملک) ۷۶ ، ۷۷
اظہرالدین خاں ، شیخ ۱۳۴
اعتماد الدولہ ، نواب (قمرالدین خاں نصرت جنگ) ۶۸ ، ۷۸

اعتماد الدولہ ، نواب (میر نظام‌الدین خاں) ۶۸
اعظم ، شاہ محمد اعظم ۲۹ - ۳۰
آفتاب رائے — رسوا
افضل ، محمد افضل ۸ - ۹
— 'مثنوی بکٹ کہانی'
افضل الدین خاں — فضلی
اکبر (عہد اکبری) ۵
اکرام چغتائی ، محمد ۲۲ ، ۳۴
اکرم ، خواجہ اکرم ۱۷۶ - ۱۷۷
الحسین ، حضرت ابی عبداللہ ۹ ، ۶۲
امید ، قزلباش خاں (محمد رضا) ۷۴ - ۷۵
— 'دیوان فارسی'
امیر خاں (ثانی) — انجام
امیر خاں — کمترین
انتظام الدولہ خان خانان — اعتمادالدولہ (ثانی)
انجام ، عمدۃالملک امیر خاں ۶۰ ، ۷۶ ، ۷۷ - ۷۸
انسان ، اسد یار خاں (عرف میر جگنو) ۷۶ - ۷۷
انعام‌اللہ خاں — یقین
انند رام (نند رام) — مخلص
ایاز ۱۱۱ ، ۱۹۱

ب

باقر ، میر — حزیں
بدھ سنگھ — قلندر
بدیع‌الدین مدار ، شاہ ۱۶۹
برہان‌الدین — عاصمی
برہان‌الدین ، مولوی ۷۲
بسمل ۱۶۵ - ۱۶۶
بشن ناتھ ، رائے ۱۸۳
بندرابن — راقم
بہادر شاہ ، شاہ عالم (اول) ۱۱ ، ۳۳ ، ۵۲
بہار ، ٹیک چند ۶۴ - ۶۵
— 'بہار عجم'
بھاگ متی ۱۵
بہزاد ۸۸
بہید ، میر امیراں سید نوازش خاں ۱۷۴
بیاں ، خواجہ احسن اللہ ۱۲۶ - ۱۳۱
بیتاب ، منتوکھ رائے ۱۹۴ - ۱۹۸
بیتاب ، محمد اسماعیل ۵۹
بیدار ، میاں مہدی ۱۶۷
— 'دیوان'
بیدل ، میرزا عبدالقادر ۲۱ ، ۲۳ - ۲۴ ، ۳۱ ، ۱۱۳
بے جگر (خیراتی لعل) — تذکرہ
بے رنگ — ہم رنگ

بے نوا (سنامی) ۵۸ - ۵۹
—'مخمس'

پ

یا کباز ، میر مکھن ۶۱ - ۶۲
پریم ناتھ—آرام
پیام ، شرف‌الدین علی ۵۶ - ۵۷
پیر خاں—کمترین

ت

تاباں ، میر عبدالحی ۶۶ ، ۱۳۵ - ۱۳۸ ، ۱۷۷
—'دیوان'
تانا شاہ ، سلطان ابوالحسن ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۴ ، ۱۵
تجرد ، میر عبداللہ ۱۷۴
تحسین سروری ۵
تقی ، سید محمد تقی (میر کھاسی) ۱۶۷
تمکین ، صلاح‌الدین ۱۴۴ - ۱۴۵

ٹ

ٹیک چند—بہار

ث

ثاقب ، شہاب‌الدین ۶۱

ج

جادو ناتھ سرکار—زوال سلطنت مغلیہ
جان جاناں ، میرزا—مظہر
جعفر ، میر جعفر (زٹلی) ۳۰ - ۳۲ ، ۱۷۶
—'شاہ نامہ' اور 'کلیات'
جعفر علی خاں—زکی
جلیل احمد قدوائی ۱۶۷
جم (جمشید) ۹۵
جنوں—کافر
جواد علی خاں ، میر—ہادی
جولاں ، میاں رمضانی ۱۶۵
جیون مل—عشاق

چ

چن قلچ خاں—آصف جاہ (اول)

ح

حاتم ، محمد حاتم (شاہ ظہورالدین) ۶۰ - ۶۱ ، ۶۳
—'دیوان زادہ' 'کلیات' اور 'مثنوی در تعریف قلیان'
حزیں ، میر باقر ۱۴۰ - ۱۴۱
حسن ، میاں محمد ۱۵۴
حسن علی—شوق
حشمت ، محتشم علی خاں ۶۷ - ۶۸
حشمت ، محمد علی ۶۵ - ۶۷ ، ۱۹۹
حمیدالدین خاں نیمچہ ۱۳۴
حمیدالدین خاں ، دختر ۳۲
حیرت ، مراد علی ۱۹۸ ، ۱۹۹

خ

خاکسار ، میر محمد یار ۱۴۲ - ۱۴۴
—تذکرۂ معشوق چہل سالۂ خود
خان جہان لودھی ۴۲
خسرو ، حضرت امیر ۵ - ۷
خسرو (پرویز) ۱۱۸ ، ۱۳۶
خواجہ احرار (عبداللہ) ۶۵
خواجہ میر—درد
خوش وقت رائے—شاداب

د

دانا ، فضل علی ۷۲ - ۷۴
درد ، خواجہ میر ۱۰۲ - ۱۱۲ ، ۱۱۶ ، ۱۱۸ ، ۱۲۱ ، ۱۵۴
—'دیوان' اور رسالہ 'واردات'
درد ، کرم‌اللہ خاں ۱۱۶ - ۱۱۷
درد مند ، محمد فقیہ ۱۳۳ - ۱۳۴
—'ساقی نامہ'
دلاور خاں—ہم رنگ

ذ

ذکا ، خوب چند — تذکرۂ عیارالشعرا

ر

رافت ، مہر علی ۱۶ - ۱۷
راقم ، لالہ بندرابن ۱۴۹ - ۱۵۴
رائے سنگھ—عاقل
رحمت خاں ، حافظ ۶۶
رستم ۴۰
رسوا ، آفتاب رائے ۱۶۸ - ۱۶۹
رمضانی ، میاں—جولاں
رند ، نواب مہربان خاں ۱۳۳ ، ۲۰۰
روح‌اللہ خاں (اول) ۶۳
روحی ۱۴

ز

زار ، مغل بیگ ۱۷۸
زکی ، جعفر علی خاں ۶۳ - ۶۴
—'مثنوی'
زیب‌النساء ، شہزادی ۵۲
زینت‌النساء ، شہزادی ۵۲
زین العابدین ، میر—آشنا

س

سادات خاں (فرخ سیری) ۸۲
سادات خاں (ثانی) ۸۲
سامان ، میر ناصر ۵۷
سبھ کرن ۵۸
سجاد ، میر سجاد ۶۹ - ۷۲
—'دیوان'
سدھ رائے ، لالہ ۱۱۸
سراج اورنگ آبادی ۲۰
سراج الدین علی خاں—آرزو
سرور (نواب اعظم الدولہ)—
تذکرۂ مجموعۂ منتخبہ

سعادت ، میر سعادت علی ۴۳ - ۴۵
سعداللہ ، سید ۱۷۲
سعداللہ خاں ۶۶
سعدی (شیرازی) ۵۳
—'بوستان'
سعدی (شیرازی ، کاکوروی یا ہندی) ۵ - ۶
سکسینہ ، رام بابو—تاریخ ادب اردو
سلام ، نجم‌الدین ۱۶۴
سلیمان (شاہ) ۷۳ ، ۱۷۷ - ۱۷۸
سنتوکھ رائے—بیتاب
سودا ، میرزا رفیع (ملک‌الشعرا) ۱۱ ، ۸۶ - ۱۰۲ ، ۱۲۱ ، ۱۴۱ ، ۱۴۲ ، ۱۴۳ ، ۱۴۹ ، ۱۵۲ ، ۱۵۴ ، ۱۷۱ ، ۱۸۶ ، ۱۹۹ ، ۲۰۰
—'دیوان' 'قصائد' اور 'کلیات'
سوز ، محمد میر ۱۳۱ - ۱۳۲ ، ۲۰۰
—'دیوان'
سیبکرن—سبھ کرن
سید ، میر یادگار علی ۱۸۵ - ۱۸۶
سیف‌الدولہ (خلف نواب سادات خاں) ۸۲

ش

شاداب ، لالہ خوش وقت رائے ۱۸۷
شاغل ۱۶۶
شاکر ، محمد شاکر ۱۹۹
شاہ جہاں (بادشاہ) ۵۶
شاہ عالم (ثانی) ۱۳۳
شاہ کمال ، میاں ۶۱
شاہ مبارک—آبرو
شاہ ولایت ، حضرت ۴۳
شاہی ، شاہ قلی خاں ۱۵
شتاب رائے ، راجا ۱۴۱
شجاع‌الدین— نوری
شرف‌الدین—مضمون
شرف‌الدین علی—پیام
شفاء ، حکیم یار علی ۶۷
شفیع ، میرزا ۸۶
شفیق—تذکرۂ چمنستان شعرا
شکر گنج ، حضرت شیخ فرید ۵۲
شمس‌الدین ، میر—فقیر
شمس‌اللہ قادری ، حکیم ۵ ، ۲۳
—'اردوے قدیم'
شوق ، قدرت‌اللہ———تذکرۂ طبقات‌الشعرا
شوق ، میر حسن علی ۱۳۳ ، ۱۳۵
شہاب‌الدین—ثاقب

شہاب‌الدین سہروردی ، شیخ ۱۶
شیخ چاند (مرحوم) ۱۱ ، ۱۳۴
شیرانی ، حافظ محمود ۷ ، ۸ ، ۳۴ ، ۵۸
—'پنجاب میں اردو' اور 'مقالات'
شیرانی ، مظہر محمود ۵۸
شیریں ۸۸ ، ۱۱۸
شیفتہ ، مصطفٰی خاں—تذکرۂ گلشن بے خار

ص

صباح‌الدین عبدالرحمان ، سید ۱۵۹
صفدر جنگ (نواب) ۸۲ ، ۱۶۴
صلابت خاں ذوالفقار جنگ— سادات خاں (ثانی)
صلاح‌الدین—تمکین
صمصام‌الدولہ (ثانی) ۸۲

ض

ضیاء ، میر ضیاء (ضیاءالدین) ۱۶۰ - ۱۶۱ -

ط

طالب ، میرزا ابوطالب ۱۰ - ۱۱ ، ۱۲ ، ۲۰ -
—'بیاض'

ظ

ظہوری ۳۱
ظہیرالدولہ (ارادت خاں) ۱۲۱

ع

عارف ، محمد عارف (رفوگر) ۱۶۵
عاصمی ، خواجہ برہان‌الدین ۶۵
عاقل ، رائے سنگھ ۱۷۱
عالم گیر (بادشاہ) ۲۲ ، ۲۸ ، ۳۰ ، ۵۲ ، ۵۶ ، ۶۳ ، ۷۴
عالم گیر ثانی (شہزادہ عزیز الدین) ۷۹ ، ۸۲ ، ۱۳۸
عبادت بریلوی (ڈاکٹر) ۱۲۲
عبدالحق ، مولوی ۱ ، ۱۳۶
عبدالحی ، میر—تاباں
عبدالرزاق قریشی ۱۲۶ ، ۱۷۲
عبدالرسول ، میر—نثار
عبدالعزیز ، شیخ ۱۶۱
عبدالقادر ، میرزا—بیدل
عبدالولی ، میر—عزلت
عبداللہ—تجرد
عبداللہ خاں ۶۶
عرفی (شیرازی) ۳۱
عزلت ، میر عبدالولی (سورتی) ۱۷۲ - ۱۷۳ ، ۱۷۴
—'بیاض' اور 'دیوان'
عزیزالدین (شہزادہ) — عالم گیر ثانی
عزیزاللہ سورتی ، شاہ ۱۷۲
عشاق ، جیون مل ۱۶۷ - ۱۶۸
عشق و مبتلا میرٹھی—تذکرۂ طبقات سخن

عشق‌الله ، شاه ۱۶۱
عشقی (شیخ وجیه الدین)—
تذکرهٔ عشقی
عطا ، خواجه عطا ۳۰
علی ابراهیم—تذکرهٔ گلزار ابراهیم
علی تقی ، میر—کافر
علی قلی ، میرزا—ندیم
علی لطف—تذکرهٔ گلشن بند
علی محمد خان افغان (روهیله) ۶۶
علیم ۱۳
عمدة‌الملک ، نواب—انجام
عنایت‌الله خان کشمیری ، نواب
۱۴۵ ، ۱۷۰

غ

غازی‌الدین خان—نظام
غلام حیدر—مجذوب
غوثی ، محمد غوث ۱۳

ف

فخری ۱۹ ، ۲۰
فدوی ، محمد محسن ۵۹ - ۶۰
فراق ، میرزا مرتضیٰ قلی ۱۴۱ ،
۱۴۲
فراقی ۱۷ - ۱۸
فرحت ، فرحت‌الله ۱۶۹ - ۱۷۰
فرحت‌الله بیگ ، مرزا ۳۴ ، ۱۳۵
فرخ ، میر فرخ علی ۱۱۷ - ۱۱۸
فرخ سیر (بادشاه) ۳۰
فردوس آرام‌گاه—محمد شاه
فرهاد ۷۰ ، ۸۶ ، ۸۸ ، ۹۰ ،
۱۱۸ ، ۱۲۷ ، ۱۳۹ ، ۱۵۵ ،
۱۵۶ ، ۱۶۲
فضل علی (حافظ)—ممتاز
فضلی ، فضل‌الدین خان ۱۲
—'مثنوی درتعریف حسن‌شاهزاده'
فطرت ، موسوی خان (معز و
موسوی) ۲۸ - ۲۹
—'دیوان'
فغان ، اشرف علی خان (کوکه
خان) ۱۲۶ ، ۱۵۷ - ۱۶۰
—'دیوان'
فقیر ، میر شمس‌الدین ۸۲ - ۸۳
فقیر مؤلف—قائم
فقیرالله—آزاد
فیض‌الله خان (نواب) ۶۶
فیضی ، ابوالفیض ۷ ، ۸
—'مثنوی نل و دمن'

ق

قادر ، میر عبدالقادر ۱۶
قاسم—تذکرهٔ مجموعهٔ نغز
قاضی مظهر(خلیفهٔ شاه مدار)۱۶۹
قائم ، محمد قیام‌الدین (علی) ۲ ، ۳ ،
۵ ، ۱۱ ، ۲۰ ، ۲۳ ، ۳۳ ،
۳۴ ، ۳۵ ، ۴۳ ، ۴۵ ،
۴۶ ، ۵۳ ، ۵۷ ، ۵۹ ،
۶۰ ، ۶۲ ، ۶۳ ، ۶۵ ،

۶۶ ، ۶۷ ، ۷۳ ، ۷۶ ،
۸۹ ، ۱۰۴ ، ۱۱۳ ، ۱۱۴ ،
۱۱۶ ، ۱۱۹ ، ۱۳۱ ، ۱۴۱ ،
۱۴۹ ، ۱۶۱ ، ۱۶۲ ، ۱۶۷ ،
۱۷۱ ، ۱۷۴ ، ۱۷۶ ، ۱۸۳ ،
۱۸۶ ، ۱۸۷ ، ۱۸۸ ، ۱۹۴ ،
۱۹۸ ، ۱۹۹ ، ۲۰۰ - ۲۰۵
—'بیاض' ، 'تذکرہ' اور
'کلیات'
قبول ، عبدالغنی بیگ ۷۸
قدرت ، شاہ قدرت‌اللہ ۱۶۱ -
۱۶۲ ، ۱۷۸
قزلباش خاں—امید
قطب شاہ ، سلطان محمد قلی ۱۵
قطب شاہ ، سلطان عبداللہ ۹ ، ۳۳
قطب‌الدین ، مولانا ۱۳
قطب‌الدین علی خاں ۶۶
قلندر ، بدھ سنگھ ۱۲۵ - ۱۲۶
قمرالدین —منت
قیام‌الدین (علی) ، محمد—قائم
قیس (مجنوں) ۳۶ ، ۸۶ ، ۹۰ ،
۱۱۴ ، ۱۳۷ ، ۱۳۹ ،
۱۴۵ ، ۱۵۵ ، ۱۵۶ ،
۱۶۲ ، ۱۷۲ ، ۱۹۵

ک

کاشی ، لالہ کاشی ناتھ ۱۶۴
کافر ، میر علی تقی (جنوں)
۱۸۶ - ۱۸۷
کام بخش (شاہ زادہ) ۳۱
کرم‌اللہ خاں—درد
کلیم ، محمد حسین ۱۱۳ - ۱۱۶
—'دیوان'
کم ترین (پیرخاں یا امیر خاں)
۷۹ - ۸۰
—'شہر آشوب'
کوکے خاں—فغاں
کوہ کن—فرہاد

گ

گرامی ، میرزا گرامی ۷۸ - ۷۹
گردیزی—تذکرۂ ریختہ گویاں
گلاب رائے ، راجہ ۱۸۸
گلشن ، شیخ سعداللہ ۲۲ ، ۲۳

ل

لطفی ، لطف علی ۱۶
لیلیٰ ۱۴۵ ، ۱۹۵

م

مانی ۴۸ ، ۸۸
مائل ، میاں مہدی ۱۷۸ - ۱۸۲
مجذوب ، میاں غلام حیدر ۱۸۶
مجنوں—قیس
محتشم علی خاں—حشمت
محسن ، محسن علی— تذکرۂ
سراپا سخن
محسن ، محمد محسن ۱۵۴ - ۱۵۷

محقق ۲۰ - ۲۱
محمد اسماعیل — بیتاب
محمد اعظم ، شاہ زادہ ۵۲
محمد تقی — میر
محمد حسین — کلیم
محمد حسین ، میرزا — مخلص
محمد شاکر — ناجی
محمد شاہ (بادشاہ) ۳۳ ، ۵۷ ، ۵۸ ، ۶۰ ، ۶۳ ، ۶۸ ، ۷۶ ، ۷۷ ، ۷۹
محمد شاہ ، میر — بیاض
محمد علی — حشمت
محمد غوث ، حضرت ۳۴
محمد فقیہ — دردمند
محمد محسن — فدوی
محمد معظم ، شاہزادہ — بہادر شاہ
محمد میر — سوز
محمد ناصر ، خواجہ (عندلیب) ۱۰۳
محمد یار — خاکسار
محمد یار خاں ۱۸
محمود (سلطان) ۱۹ ، ۱۱۱ ، ۱۹۱
مخلص ، راجا نند رام (انند رام) ۶۸ - ۶۹ ، ۷۸
— 'سفرنامہ'
مراد علی — حیرت
مرتضیٰ خاں (سفیر والیِ ایران) ۱۷۴
مرتضیٰ قلی — فراق
مرزا ، ابوالقاسم ۱۱ - ۱۲
مصحفی — تذکرۂ ہندی
مصطفیٰ خاں — یک رنگ
مضمون ، شرف الدین ۵۲ - ۵۵ ، ۵۹ ، ۶۰
مظہر ، میرزا جان جاناں ۸۳ - ۸۵ ، ۱۲۵ ، ۱۳۳
معتمد خاں ، نواب ۱۷۴
معز — فطرت
مغل بیگ — زار
ممتاز، حافظ فضل علی ۱۸۲-۱۸۳
منت ، قمرالدین ۱۹۸
منصور (حلّاج) ۵۷
منعم (محمد منعم ؟) ۳۶
موسوی خاں — فطرت
مہربان خاں — رند
مہر علی — رافت
میر باقی ۶۷
میر حسن — تذکرۂ شعرائے اردو
میر گھاسی — تقی
میر مہدی — بیدار
میر مکھن — پاکباز
میر میراں — بھید
میر ، میر محمد تقی ۱۲۱ - ۱۲۵ ، ۱۳۱ ، ۱۴۲ ، ۱۶۷ ، ۱۷۴ ، ۱۷۸
— تذکرۂ نکات الشعرا اور 'کلیات'

میر ناصر — سامان
میرزا احمد — احمد شاہ بادشاہ
میرزا رفیع — سودا

ن

ناجی ، محمد شاکر ۴۶ - ۵۲
نادر ۶۹
ناگر مل ، راجا ۱۲۱
نثار ، میر عبدالرسول ۱۷۵ - ۱۷۶
نثار احمد فاروقی ۵
نجم‌الدین — سلام
نجیب‌الدولہ (امیرالامرا نواب) ۱۸۸
ندیم ، میرزا علی قلی ۶۲ - ۶۳
نظام ، عمادالملک غازی‌الدین خاں (میر شہاب الدین) ۷۹ ، ۸۲ ، ۱۴۸ - ۱۴۹ ، ۱۵۹ ، ۱۷۰ ، ۲۰۰
نظام‌الدین خاں — اعتمادالدولہ (ثانی)
نعمت‌اللہ ولی ، شاہ ۷۷
نعمت‌اللہ خاں (اول) ۶۳
نعمت‌اللہ خاں (ثانی) ۶۳
نند رام ، راجا (انند رام) — مخلص
نند نرائن ، لالہ — راقم
نورالحسن ہاشمی (ڈاکٹر) ۲۳
نور بائی (طوائف) ۷۵
نوری ، ملا ۷ - ۸
نوری ، شجاع‌الدین ۱۴ - ۱۵
نول رائے ، لالہ — وفا
نونده رائے (پیشکار) ۱۶۴

و

وجیہ‌الدین گجراتی ، شاہ ۲۱
وحشت ، میر ابوالحسن ۱۶۲ ، ۱۶۴
وزیرخاں ، نواب (حکیم علیم‌الدین انصاری) ۵۶
وفا ، لالہ نول رائے ۱۸۸ - ۱۹۴
ولی ، شاہ ولی‌اللہ (گجراتی) ۹۸ ، ۱۹ - ۲۱ - ۲۸
— 'دیوان' اور 'کلیات'
ولی‌اللہ ، شاہ — اشتیاق

ہ

ہانف ۱۰ ، ۲۱
ہادی ، میر ہادی (جواد علی‌خاں) ۱۷۰ - ۱۷۱ -
— 'دیوان'
ہاشم ۲۱
ہدایت ، میاں 'ہدایت‌اللہ ۱۱۸ - ۱۲۰
ہمرنگ ، دلاور خاں ۱۶۶ - ۱۶۷
— 'دیوان' اور 'فرہنگ'
ہیچ مدان (مؤلف) — قائم

ی

یادگار علی — سید

یار علی ، حکیم—شفا
یقین ، انعام‌الله خان ۸۴ ، ۱۳۳ ، ۱۳۴ - ۱۴۰
—'دیوان'
یکتا—تذکرهٔ دستورالفصاحت
یک دل—ہمرنگ
یک رنگ ، مصطفیٰ خان ۴۲ - ۴۳ ، ۵۹ ، ۶۲ ، ۱۶۶
—'دیوان'
یوسف علی خان—تذکرہ

۲ - مقامات

الف

اٹاوہ ۱۱۷
احمد آباد (گجرات) ۲۲
اعظم پور ۷
اعظم پور ، بانسته ۱۹۹
اکبر آباد ۵۲ ، ۵۶ ، ۷۶ ، ۱۲۱ ، ۱۴۰ ، ۱۶۷
آگرہ—اکبرآباد
الٰہ آباد ۷۶ ، ۷۷ ، ۱۶۷
امروہہ ۴۳ ، ۱۷۵
انڈیا آفس لائبریری (لندن) ۱ ، ۳۱
اورنگ آباد ۱ ، ۱۰ ، ۲۰ ، ۱۴۶
ایران ۴۷ ، ۸۲ ، ۱۲۶ ، ۱۴۱ ، ۱۷۴
ایشیائے کوچک ۵

ب

بٹالہ ۱۶۴
بجنور ۱۹۹
بدخشاں ۴۸
برینڈہ—بلنڈہ
بلنڈہ ۱۰ ، ۱۴
بمبئی ۱۲۶ ، ۱۷۲
بنگالہ ۱۴۱ ، ۱۵۷
بہادر پور (میوات) ۱۸۵
بہادر پورہ (دہلی) ۶۵
بھاگ نگر—حیدرآباد

پ

پارس—ایران
پانی پت ۸
پٹنہ—عظیم آباد
پٹیالہ—بٹالہ
پنجاب ۵۶ ، ۱۷۱
پنجاب یونیورسٹی لائبریری (لاہور) ۳۴
پورب ۱۶۴

ت

تلہر (ضلع شاہجہانپور) ۱۳۱

ج

جاجیو ، جاجئو ، جاجو ۵۲
جونپور ۵۷

جہان‌آباد—شاہ جہان آباد
جھنجھانہ ۸

چ

چاند پور ۱۸۷ ، ۱۹۹ ، ۲۰۰
چھتہ کوشک (دہلی) ۱۶۱

ح

حسن پور (ضلع مرادآباد) ۱۹۹
حیدرآباد (دکن) ۱۱ ، ۱۳ ، ۱۴ ، ۱۵ ، ۱۶ ، ۱۷ ، ۵۶ ، ۱۷۲

د

دارالخلافت—شاہ جہان آباد
دریاے جمن (جمنا) ۵۲
دکن ، دکھن ۹ ، ۱۳ ، ۱۶ ، ۱۹ ، ۲۰ ، ۲۱ ، ۲۲ ، ۲۸ ، ۱۵۰ ، ۱۷۴
دلی ، دہلی—شاہجہان آباد
دھام پور (مرادآباد) ۶۶
زینت‌المساجد (دہلی) ۵۲

ر

روم (ملک) ۲۰۰

س

سنام ۵۸
سندیلہ ۲۹
سورب ۱۷۲
سومنات ۵
سونی پت ۱۹۸
سہرند (سرہند) ۵۶ ، ۶۸ ، ۱۳۴
سیام—سنام
سید حسن رسول نما ، مزار (دہلی) ۳۴
سیوہارہ ۶۱

ش

شام ۵ ، ۲۰۰
شاہ جہان آباد ۱۱ ، ۱۸ ، ۲۲ ، ۳۴ ، ۴۶ ، ۵۵ ، ۵۶ ، ۵۷ ، ۵۸ ، ۵۹ ، ۶۰ ، ۶۲ ، ۶۵ ، ۶۷ ، ۶۹ ، ۷۲ ، ۷۴ ، ۷۶ ، ۷۷ ، ۷۹ ، ۸۳ ، ۱۱۳ ، ۱۱۸ ، ۱۲۱ ، ۱۲۶ ، ۱۳۲ ، ۱۳۴ ، ۱۴۰ ، ۱۴۵ ، ۱۵۰ ، ۱۵۷ ، ۱۷۲ ، ۱۷۵ ، ۱۷۸ ، ۲۰۰

ع

عبداللہ گنج ۱۱
عظیم آباد (پٹنہ) ۵ ، ۱۴۱ ، ۱۵۷ ، ۱۵۹
علی گڑھ ۱۳۵

ف

فرخ آباد ۲۰۰
فرید آباد ۱۷۷

ق

قاہرہ ۱۱۳
قدم شریف (دہلی) ۱۳۲
قصر شیریں ۱۳۶
قلعۂ بادشاہ (دہلی) ۷۸
قندھار ۶۶

ک

کاشغر ۵
کاکوری ۵
کالپی ۱۳۸
کانپور ۱۲۲
کراچی ۱۲۲ ، ۱۵۹
کشمیر ، کاشمیر ۶۶ ، ۷۸
کلکتہ ۵۸ ، ۱۸۹
کوٹلہ فیروز شاہ (دہلی) ۳۵ ، ۶۹

گ

گجرات ۵ ، ۱۳ ، ۱۸ ، ۲۱
گنگ (دریائے گنگا) ۱۸۸
گولکنڈہ ۱۰

ل

لاہور ۸ ، ۵۶ ، ۵۸
لکھنو ۵ ، ۳۳ ، ۸۶ ، ۱۲۱ ، ۱۷۷
لندن ۱

م

مانپور (سرہند) ۶۸
متھرا ۱۳۹
مرادآباد ۲۹ ، ۶۶ ، ۱۹۸ ، ۱۹۹
مرشد آباد ۱۳۳ ، ۱۶۱
مسجد جامع بادشاہی (دہلی) ۵۸
مسجد وزیر خاں (لاہور) ۵۶
مصر ۵ ، ۱۵۵
مکہ (معظمہ) ۵
موسوپوٹیمیا ۵
میوات ۱۸۵

ن

ہند ، ہندوستان ۲ ، ۵ ، ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۲ ، ۱۵ ، ۲۱ ، ۷۳ ، ۷۷ ، ۸۳ ، ۱۲۶ ، ۱۳۱ ، ۱۵۷

ی

یمن ۱۱۲ ، ۱۳۳

۳ - کتب ، رسائل ، مقالات و منظومات

الف

اردوے قدیم (قادری) ۵

ب

بکٹ قصۂ افضل جھنجھانوی — مثنوی بکٹھ کہانی
بوستان سعدی ۵ ، ۶
بہار عجم (لغت) ۶۴
بیاض ابو طالب ، طالب ۲۰
بیاض قائم (مخزن نکات) ۲ ، ۱۷۱ ، ۱۷۶
بیاض میر عبدالولی ، عزلت ۱۷۴
بیاض میر محمد شاہ ۲۱

پ

پنجاب میں اردو (شیرانی) ۷ ، ۸

ت

تاریخ ادب اردو (سکسینہ) ۱۰
تذکرۂ بے جگر (خیراتی لعل) ۳۴ ، ۱۸۸
تذکرۂ چمنستان شعرا (شفیق) ۱۹۸ ، ۱۹۹
تذکرۂ دستورالفصاحت (یکتا) ۵۷
تذکرۂ ریختہ گویاں (گردیزی) ۱۷۴ ، ۱۸۴
تذکرۂ سراپا سخن (محسن) ۱۸۸
تذکرۂ سرو آزاد (آزاد بلگرامی) ۲۲ ، ۷۴ ، ۷۸
تذکرۂ شعرائے اردو (میر حسن) ۱۶۷ ، ۱۸۶ ، ۱۸۸
تذکرۂ صحف ابراہیم (علی ابراہیم) ۱۳۳
تذکرۂ طبقات‌الشعرا (شوق) ۲۳ ، ۱۷۰
تذکرۂ طبقات سخن (عشق‌میرٹھی) ۱۸۸
تذکرۂ عشقی ۸۸
تذکرۂ عمدۂ منتخبہ (سرور) ۴۴ ، ۵۵ ، ۷۴ ، ۷۹ ، ۱۷۰
تذکرۂ عیار الشعرا (ذکا) ۱۱۸ ، ۱۷۳ ، ۱۸۸
تذکرۂ گلزار ابراہیم (علی ابراہیم) ۱۳۳ ، ۱۶۷ ، ۱۸۸ ، ۱۹۸
تذکرۂ گلشن بے خار (شیفتہ) ۱۱۸ ، ۱۷۰
تذکرۂ گلشن ہند (علی لطف) ۱۶۱ ، ۱۷۷
تذکرۂ مجمع النفائس (آرزو) ۵۷ ، ۶۷
تذکرۂ مجموعۂ نغز (قاسم) ۴۴ ، ۷۷ ، ۷۹ ، ۸۴ ، ۱۱۹ ، ۱۲۰ ، ۱۶۶ ، ۱۷۰ ، ۱۷۴ ، ۱۸۶
تذکرۂ مخزن نکات (قائم) ۱ ، ۲ ، ۵۵ ، ۱۳۳ ، ۱۷۳ ، ۱۷۴ ، ۱۷۶ ، ۱۸۶ ، ۱۹۹
تذکرۂ معشوق چہل سالۂ خود (خاکسار) ۱۴۲

تذکرۂ نکات‌الشعرا (میر) ۱۲۳ ،
۱۶۰ ، ۱۷۳ ، ۱۷۴
تذکرۂ ہندی (مصحفی) ۱۹۸
تذکرۂ یوسف علی خاں ۱۳۳

د

دیوان احسن‌اللہ احسن ۵۵
دیوان قزلباش خاں امید (فارسی)
۷۵
دیوان میر مہدی بیدار ۱۶۷
دیوان تاباں ۵۲ ، ۵۶ ، ۶۶ ،
۱۴۶ ، ۱۴۸
دیوان درد ۱۰۳ ، ۱۰۴ تا
۱۱۲
دیوان زادۂ حاتم ۶۰ ، ۶۳
دیوان سجاد ۷۰
دیوان سودا ۸۹
دیوان عزلت ۱۷۲ ، ۱۷۳
دیوان موسوی خاں فطرت ۲۸
دیوان فغاں ۱۵۹ ، ۱۶۰
دیوان کلیم ۱۱۴
دیوان میر سوز ۱۳۲
دیوان ولی ۲۳ ، ۲۴
دیوان ہادی ۱۷۰
دیوان ہمرنگ ۱۶۶
دیوان یقین ۱۳۵ تا ۱۴۰
دیوان یک رنگ ۴۲

ر

رسالہ اردو (اورنگ‌آباد) ۳۴ ،
۱۳۴
رسالہ اردوے معلّٰی (دہلی) ۱۳۲
رسالہ اردو نامہ (کراچی) ۵ ،
۲۲
رسالہ معاصر (پٹنہ) ۵
رسالہ نقوش (لاہور) ۵۶
رسالہ نیا دور (لکھنؤ) ۵
رسالہ واردات یعنی 'صحیفۂ واردات'
(میر درد) ۱۰۲ ، ۱۰۳

ز

زوال سلطنت مغلیہ (سرکار) ۶۶ ،
۷۹

س

ساقی نامۂ درد مند ۱۳۴
سراج اللغات (آرزو) ۶۴
سفر نامۂ مخلص ۵۶ ، ۶۸

ش

شاہ نامۂ جعفر زٹلی ۳۱
شہر آشوب کمترین ۷۹

ف

فرہنگ ہمرنگ ۱۶۶
فصوص الحکم (ابن‌العربی) ۱۱۳

ق

قصۂ بلوائے کفش دوزاں (بےنوا) ۵۸

قصیدۂ رزمیۂ بہار و بحر بیکراں (سودا) ۸۶

قصیدۂ کوہ دو پیکر (سودا) ۸۶

قصیدۂ تضحیک روزگار (سودا) ۸۶

ک

کلیات جعفر زٹلی ۳۱

کلیات حاتم ۶۰

کلیات سودا ۸۷ تا ۹۹ ، ۱۰۱ ، ۱۵۲

کلیات قائم ۱۱ ، ۶۳ ، ۱۴۹ ، ۱۶۲ ، ۱۹۹

کلیات میر ۱۲۲ تا ۱۲۳

کلیات ولی ۲۳ تا ۲۸

گ

گزیٹیر ضلع بجنور ۱۹۹

گزیٹیر ضلع مراد آباد ۱۹۹

ل

لیٹر مغلز (ارون) ۵۸

م

مثنوی بکٹھ کہانی (افضل) ۸

مثنوی در باب تعلیم آرائش خوبان روز گار (آبرو) ۳۴

مثنوی در تعریف حسن شاہزادہ (فضلی) ۱۲

مثنوی در تعریف قلیان (زکی و حاتم) ۶۳

مثنوی نل و دمن (فیضی) ۷

محمد شاہ کے عہد میں پنجابی جفت فروشوں کے فساد پر بے نوا سنامی کا مخمس (شیرانی) — قصۂ بلوائے کفش دوزاں مخمس بے نوا——قصۂ بلوائے کفش دوزاں

مرزا مظہر جان جاناں (عبدالرزاق قریشی) ۱۲۶

مقالات حافظ محمود شیرانی ۸ ، ۵۸

و

ولی گجراتی اور شاہ سعداللہ گلشن (اکرام چغتائی) ۲۲

۴ - السنہ

الف

اردوے معلی ، محاورۂ ۸۱

اردو ، مردم ۱۶۸

اردو (زبان) ۱۴۲

ب

بھا کا ، بھاکھا (ہندی بھاشا) ۱۸

ح

حرف ہند (اردو ، ہندی) ۱۶۷

د

دکھنی (زبان دکھن) ۹ ، ۳۳

ر

ریختہ ۲ ، ۶ ، ۸ ، ۹ ، ۱۳ ،
۱۴ ، ۱۹ ، ۲۲ ، ۲۳ ، ۲۹ ،
۳۰ ، ۳۳ ، ۳۴ ، ۳۵ ، ۴۳ ،
۴۵ ، ۴۶ ، ۴۷ ، ۵۳ ، ۵۷ ،
۶۰ ، ۶۲ ، ۶۳ ، ۶۴ ، ۶۵ ،
۶۷ ، ۶۸ ، ۷۵ ، ۷۶ ، ۷۷ ،
۷۹ ، ۸۱ ، ۸۳ ، ۸۴ ،
۱۰۳ ، ۱۱۳ ، ۱۱۸ ،
۱۴۱ ، ۱۴۹ ، ۱۶۵ ،
۱۶۷ ، ۱۶۸ ، ۱۷۱ ،
۱۷۶ ، ۱۸۳ ، ۱۸۵ ،
۱۸۷ ، ۱۸۸ ، ۱۹۹ ،
۲۰۰

ز

زبان مغل (فارسی) ۸۱

س

سنسکرت ۱۸

ف

فارسی ۷ ، ۱۳ ، ۲۲ ، ۲۹ ،
۴۵ ، ۵۶ ، ۶۳ ، ۶۴ ،
۶۷ ، ۶۸ ، ۷۵ ، ۷۶ ،
۷۸ ، ۸۱ ، ۸۳ ، ۱۰۳ ،
۱۱۸ ، ۱۳۳ ، ۱۴۱ ،
۱۴۹ ، ۱۶۸ ، ۱۸۳ ،
۱۹۹

۵

ہندی—بھاکا

۵ - متفرقات

ایہام (تلاش لفظ تازہ) ۳۳ ، ۵۳
۵۵ ، ۷۰
خانۂ مؤلف (ہمسایۂ فقیر ، بتدہ
خانہ ، فقیر خانہ) ۱۱۸ ،
۱۲۲ ، ۱۶۶ ، ۱۸۵
عموے مرزا سودا (عم بزرگوار
حضرتم میرزا صاحب) ۱۱
مراختہ (بروزن مشاعرہ) ۱۱۶ ،
۱۶۹
والد مؤلف (والد فقیر مؤلف) ۲۱

صحت نامۂ اغلاط

قارئین سے التماس ہے کہ مطالعہ کرنے سے پہلے ان اغلاط کی تصحیح فرمالیں

صفحات متن	سطر	غلط	صحیح
۲	۳	کتاب	کتابی
۲	۵	نرسیده	نرسانیده
۳	۲	از	ار
۷	۹	بدیهه	برتبه
۷	۱۴	بسابقهٔ	بسابقه
۷	۱۵	بر بدیهۃً	بر پدیهۃً
۱۰	۶	کاؤ کاؤ	کاو کاو
۱۱	۴	از بعد	که بعد
۱۴	۳	است	زیست
۱۵	۱۰	خریده	خرده
۱۷		ذیلی حاشیه نمبر ۵ منسوخ -	
۲۰	۱۳	مرقوم	مرحوم
۳۲	۷	این که	اینک
۴۷	۳	مزاح	بمزاح
۵۱	۵	ینها	از این ها
۵۲	۸	جمن چون	جون
۵۳	۲	بال طبعی	به اجل طبعی
۶۲	۸	گزر	گرز
۶۲	۱۱ ، ۱۲	گواه عدل	گواه عادل

۷۰	۶ ، ۷	بادشاہی اوست... سلامت در عہدۂ دارد !	بادشاہی در عہدہ اوست ...سلامت
۷۳	۹	ولایت	ولایت زا
۷۳	۱۱	(کذا) اور متعلقہ حاشیہ منسوخ - 'شہید مرحوم' سے بادشاہ فرخ سیر مراد ہیں - مفہوم یہ ہے کہ امید ۱۱۲۳ھ میں آیا جو فرخ سیر 'شہید مرحوم' کی تخت نشینی کا پہلا سال ہے -	
۷۸	۱۳	بی معنی	بی تعینی
۸۱	۴	می بردند	می برند
۸۱	۶	می نماید	می یابند
۸۳	۹	سینۂ ریش	سینہ ریش
۸۶	۲	نقادۂ	نقاوۂ
۱۰۲	۷	کنور	کنوز
۱۰۲	۹	سپاہ ہستی	سیاہ مستی
۱۱۶	۱۵	'بار' منسوخ -	
۱۱۸	۲	نہاد - ازوست	نہاد اوست
۱۲۲	۱	استفادۂ آگاہی	استفادہ و آگاہی
۱۳۱	۱۰	قدیم	از قدیم
۱۳۳	۱۰	استفاضۂ آگاہی	استفاضہ وآگاہی
۱۳۴	۱	'سخن' منسوخ	
۱۴۴	۱۳	خوش	خوشی
۱۴۶	۱	فسون	قشون
۱۴۹	۹	می توان‌می‌گفت	می توان‌گفت
۱۵۰	۱	زندش ازین	زند تا این
۱۵۴	۱۸	مرتب	با رتبہ

۱۵۵	۱	بھیجتا	پہنچتا
۱۶۵	۱۴	گرو - عاجز	گروہ عاجز
۱۶۹	۶	زلفان سیہ ستم رسیدہ و سودای معنبرین	زلفان سیاہ ستم دیدہ وسودای دود معنرین
۱۷۶	۴	پسر	نثر ، پسر (کذا)
۱۷۶	۱۲	تاریخ اس کتاب کی میں نے کی جب تلاش	تاریخ اس کتاب کی جب میں نے کی تلاش
۱۷۷	۹	متوازی	متواری
۱۸۷	۲	ہاش	ہایش
۱۹۸	۵	(ہیولای)	ہیولای
۲۰۰		ذیلی حاشیہ نمبر ۲ منسوخ -	